ان من الشعر لحکمۃ

المنۃ للہ کران ایام فرخندہ فرجام مین یوان فصاحت بنیان بلاغت توامان از تصانیف یار السلطان

آفتاب اوج دولت مہر الملک خواجہ رشید علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ سید متخلص بہ قلق دیباچہ مرغوب مسمی بہ

۱۲۴۶ ف تنقیح ۱۲۵۷

مظہر عشق

Checked 1969.

کہ ارشد تلامذہ و اقرب بلغہ مہر سپہر سخنوری شکر خامہ دری انوری نکتہ سنج نے نظیر

جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہین

مطبع منشی نول کشور کانپور مین بھگوان دیال الخیبٹ نے چھاپا اور شائع کیا

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست طول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے علوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹٹل پیچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں اُن بعض کتب کلیات و مثنویات اُردو وغیرہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین اُردو		کلیات صنعت۔	۹/۹ پائی
کلیات ظفر ہر چار جلد کامل۔ دو جلدیں۔	۴ر	دیوان شاہ تراب۔	۳/۱۱ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ر	کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۶/۶ پائی
کلیات سودا۔	۳/۹ پائی	کلیات وہبی۔ کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
دیوان ناسخ۔	۶/۱۲ پائی	دیوان ذوق۔	۳/۴ پائی
کلیات آتش۔	۸ر	دیوان فدا۔ جلد ثانی مسمّٰے بریاض گلفشان	۷ر
کلیات نعیم۔ مصنفہ مولوی عبدالمجید خان۔	۴ر	دیوان رند۔ مسمّٰے بگلدستۂ عشق۔	۶/۹ پائی
کلیات امیر اللہ تسلیم۔	۱۲ر	دیوان غالب۔ دہلوی۔	۳/۶ پائی بلا ڈاکخانہ
کلیات میر تقی۔	۱۴ر	دیوان خواجہ میر درد۔	۳ر
کلیات سودا۔	۴ر	دیوان بہار عرب۔	۶/۱ پائی
کلیات انشاء اللہ خان۔	۴ر	دیوان لطف۔	۳ر
شاہد عشرت۔	۶ پائی	دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب۔	۱۱ر
سخن شعرا۔	۱۵ر	دیوان غافل۔ منور خان صاحب۔	۴ر
زبان سخنہ۔	۶ پائی	دیوان مرغوب جہان تصنیف تجمل حسین خانصاحب	۸ر پ
قطعہ منتخب۔	۳ر پائی	دیوان نیاز۔	۲ر

عون نام و مکافن فضل خلاق زمان

از تصانیف پادشاه السلاطین فتاح الدوله مهر الملک و الخواجه ارشد علیخان باشی

عرف و اجداد متخلص بتخلص دیوان فصاحت بنیان و دیباچه دفتر عشق مسمی

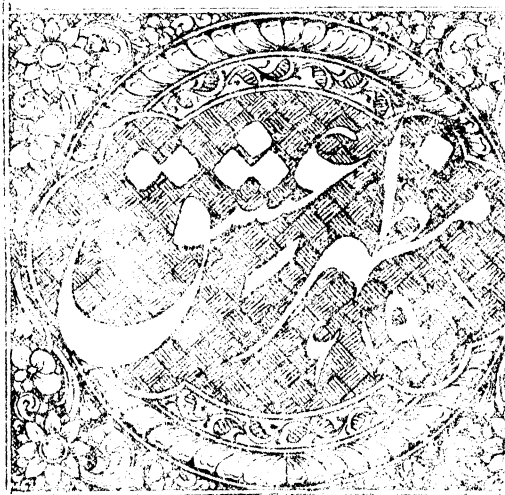

از مطلع دیوان مشتمل بر سی هزار بیت مشتمل بر انواع شاعرانه نظیر

جناب خواجه و مرحوم صاحب تلمیذ متخلص به وزیر عنقریب از نظر میگذرد

بخط نشئه کل کشمیر بطبع منطبع جهان

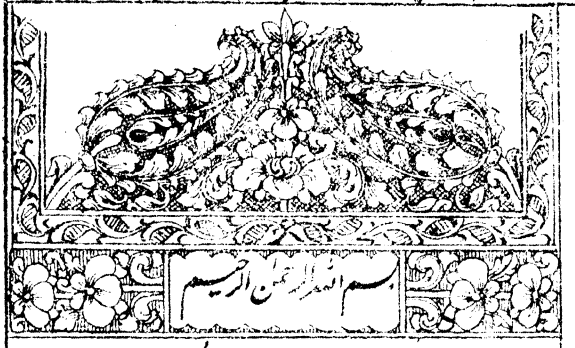

قصیدہ در مدح ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سلطان انعام محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اخلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

زبس ہر جوش از روزن خرام ناز بہار — تڑپتی در گ گل مثل نبض عاشق زار
ہوا بہار سے ہر کک پر رنگ ہزار — نہال شمع بنی شاخ شعلہ لائی یار
زمین در دیبہ بنی اندر نین باغ بہار — کہ شاخ گاؤ زمین سبز ہو کے لائی یار
سنے ہیں صاف ہم آواز گلرخان عاشق — شکست رنگ کی آواز ہے ترا اللہ یار

یہ عندلیب سے کہدے کوئی نہ مدمدا — سوار باد ہوئی بوے گل سلیمان واز

چمن مین گر کوئی بیدست و پا کوے آئے — تو ہاتھ پانون مین پیدا برنگ شاخ چنار

دکھا رہی ہی مسیحا کیطرح سے اعجاز — چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار

نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی — یقین ہی پھر وہ نکل آے چشم نرگس وار

ہزار بلکلین پرو بال سعی نامیہ سے — عجب نہین ہی جو مرغ کباب ہو طیار

کلیم آئین چمن مین اگر پے گلگشت — یقین ہی ید بیضا سے نکلے بلبل زار

جو استرفی ہو گل اشرفی تو زر زر گل — بنی ہی رشک چمن ہر امیر کی سرکار

یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین مثر پیدا — کہ قطرے شبنم تر کے ہین دانہاے انار

زبس ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی — کہ گرمی دانہ سے پیدا گرد شاخ چنار

پڑھون وہ مطلع رنگین و عاشقانہ اب — ہزار جس کی کرے وصف بلبل گلزار

مطلع ثانی

نہال قد پری اسکو کرے فضل بہار — بلند ہو قد آدم اگر زمین سے غبار

دکھا رہی ہی وہ حد تمین کثرت آج بہار — ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

مطلع ثالث

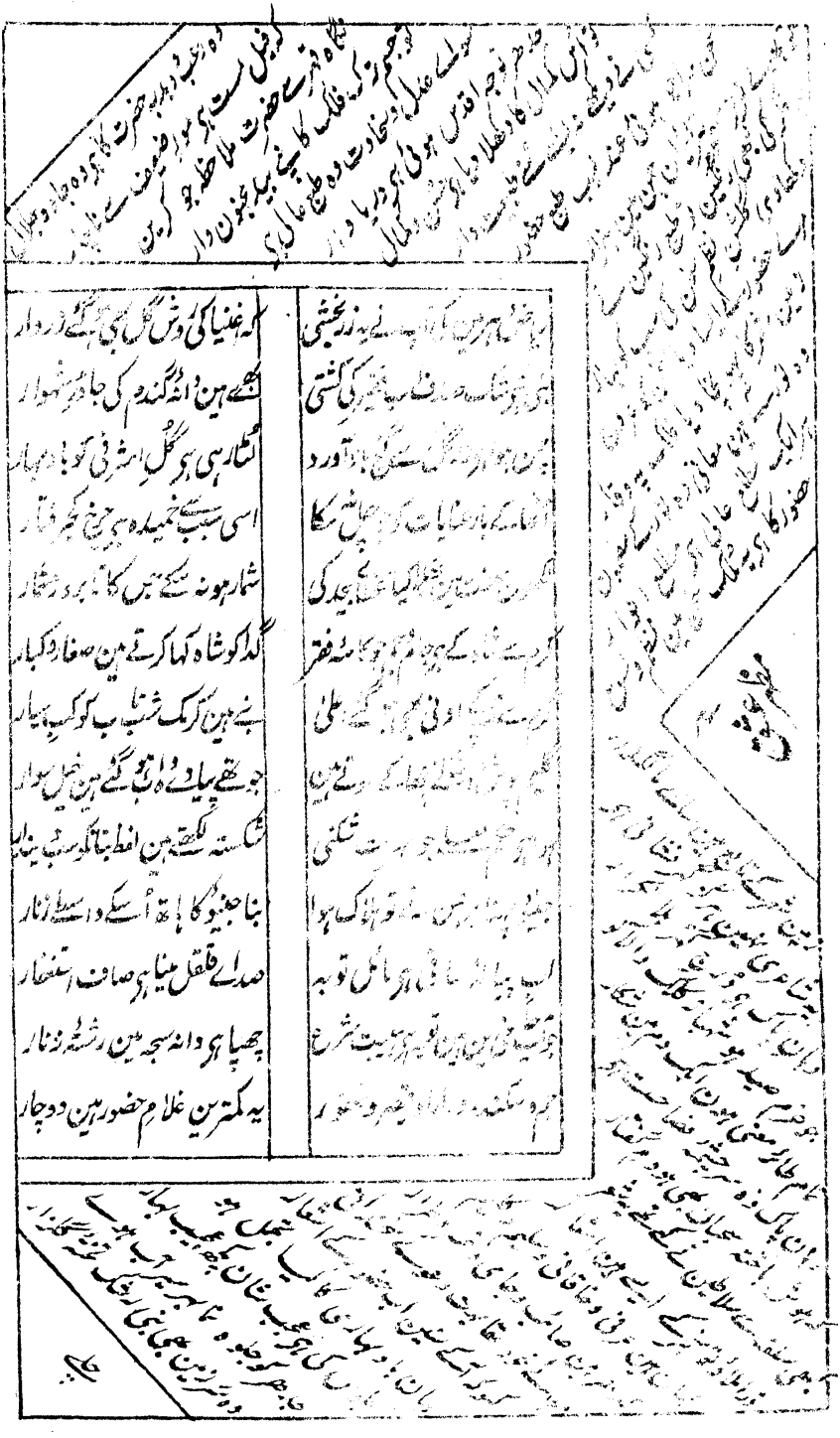

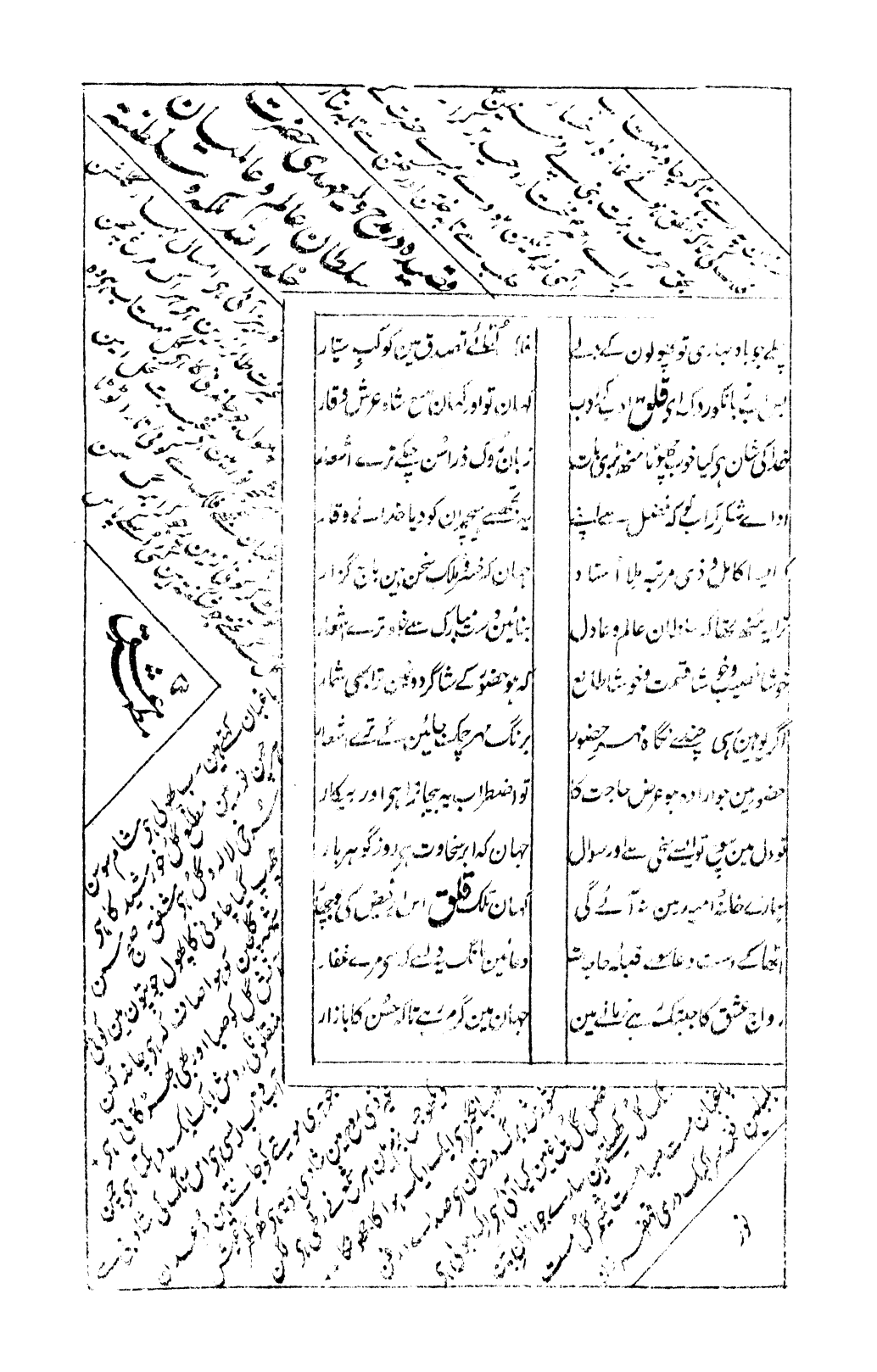

نور مین ہر شجر باغ ہو اک فرشی جھاڑ
بزم گلزار مین لالہ کنول ہین روشن

جوش گل ہو پہ چمن مین خس و خاشاک ہین گم
آشیان پھولونسے چھاتا ہو ہر اک مرغ چمن

ہے سبب گل نہین تسخیر ہوے ہین شاید
عندلیبونکے گلے مین ہو دعاے سوسن

ہر سحر کرتی ہو مشاطہ گری باد بہار
صفحۂ آرائش و تزئین ہین عروسان چمن

کیا فقط روشنی شمع گل شبو ہی
چار سو سرو کے اک شاخ الگ ہین روشن

جسطرف دیکھو ہر اک سنگ مین ہو بے مستے
بدھیان جھولونکی کہتے ہین جوانان چمن

غنچے ہین بلبلون کے ہر شجر گلشن پر
شاخونمین جھولنے کو ڈالی ہو جھولے کی رسن

یہ ہوا چلتی ہو جان بخش عجب کیا ہے اگر
مرغ تصویر بھی پرواز کرے سوے چمن

واہوا غنچۂ دل دیکھکے اس موسم مین
بلبل طبع رسانے یہ کیا نجھے سخن

اب ولیعہد بہادر کی لکھو کچھ تعریف
ہو چکی ہو چکی رنگین سخنی مشق سخن

سن کے یہ نکتہ دلچسپ ہوا جی محظوظ
شاہد طبع دکھانے لگا اپنا جوبن

نور آگین کیا اس نگ کا مطلع مون ن
جس سے شرمندہ ہوا مطلع صبح گلشن

مطلع ثانی

ضیغم بیشۂ جرأت ہو یہ تیور ہین کڑے
شیر سے آنکھ ملائے تو جھکائے گردن

ایسے سرزار نہ ہم پائین اگر ڈھونڈھ پھرین
چین و روم و ختن و معدن و بخشان و یمن

خلق مین وضع مین ہمت مین دیانت مین ہنر
کہان دنیا مین ضمیل اسکا کہان شیخ حسن

باتکا پورا ہی ایسا جو کہے منھ سے کرے
خود لیے رہتے تھے تحصیل مطلب ہمہ تن

رفقا پرور و طباع و متین و دانا
نکتہ بین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہو کہ اس فن مین وہ کمال کے آگے
طفل مکتب ہو ارسطو و فلاطون کو دن

حال ہمت کا بھلی سوقت ہر اک پر کھلے
گنج قارون اسے ملجائے اگر مشفق من

گلشن نظم مین جبکے جو ذرا بلبل فکر
طرفہ دکھلائے بہار چمنستان سخن

زیور معنی رنگین سے عروس مضمون
یون سجے جسطرح دوکھن مین سجی ہو دلہن

روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان
اصطلاحات پہ صدقے ہوے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی
ترتیب ہو کیسے کہ درج در مضمون ہو دہن

لیع و شعر پسند آئے جو دشواری پر
روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہوا مشکل تر
چونکہ اٹھا بلبل شیراز میان مدفن

کہا یہ فضل زمانے نے مجھ سے مستی میں
دیا نہ ہاتھ سے تو نے کبھی ادب سے مے حضور

وہ کون ہے کہ سلاطین عالم و عادل
ترا کمر پہ فلاک قدر رکھیں فغفور

قوی ضعیف ہوے بسکہ بیٹھ سادات کی
بنائے باز کے پنجہ میں آشیان عصفور

اگر پتنگ کا دھوکے سے ایک پر جلتا
تو نوچے خوف کے محفل سے شمع ہو کافور

کرم سے اپنے جب ایوان تاج جنبش کرے
پڑے جو سایہ بنے صورت ہما عصفور

نگاہ مہر عنایت سے رتبہ فزوں ہو
ہما میں ذرہ ہر اک آفتاب ہو مشہور

جو آستین سے باہر ہو دست گوہر بار
وہ ابر غبار تمنی رخ گہر سے ہو دور

کرم سے شہ کے گدا بھی ہو شاہ کہلاتا
کہ پانوں توڑ کے بیٹھا تو ہو گیا تیمور

اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ قلوم دلے
دکھایا صبح اجابت نے چہرہ پر نور

خدا کے فضل سے تا ہو دراجابت باز
دعا قبول کرے جبتلک کہ رب غفور

رہے زمین پہ جب تک کہ آسمان قائم
ہمیشہ ماہ کو تا آفتاب بخشے نور

ہمارا شاہ شہنشاہ ہفت کشور ہو
رکاب چومے صدا روح قیصر و فغفور

در تہنیت عید الضحی

گردش سے چشم مست شہ خوش نگاہ کی ۔۔۔ لرزش دلبرون کا ہوئی سرمہ سیما ہے

سودا فزون ہو الفت مژگان شاہ کا ۔۔۔ کھٹکا یہ میرے گلشن دل مین لگا رہے

ہے ظل حق ہما کی سعادت بزد وہ اگر ۔۔۔ محتاج کسب سایہ نعلین کا رہے

حاتم کی روح کی یہ صدا ہو کہ اے کریم ۔۔۔ تا حشر اس سخی کا در فیض وا رہے

بادام چشم و سیب زنخدان حضور کا ۔۔۔ عاشق کے درد دل کی ہمیشہ دوا رہے

اس نونہال باغ تمنائے خلق کی ۔۔۔ ہر دم ریاض دہر مین نشو و نما رہے

یارب نہال عیش شہنشاہ کامرے ۔۔۔ گلزار روزگار مین پھولا پھلا رہے

نیسان کی طرح داس امید خلق پر ۔۔۔ در بار ابر رحمت وجود و سخا رہے

پھر قرق ہو مرے آگے ہوا خواہ ہو نکام ۔۔۔ یا مین ہی اس چمن مین رہون یا صبا رہے

بوسہ اگر ملے لب میگون کا آپ کے ۔۔۔ بہت عنب کو ہوش شبا تی ذرا رہے

دریا دلی شہ کا بڑھے روز افزون موج ۔۔۔ جوش و خروش قلزم جود و عطا رہے

سوسنگے کبھی جو نکہت زلف حضور کو ۔۔۔ ہر دم دماغ سنبل گلشن بسا رہے

لیمن اس گل عذار سے گل دام رنگ و بو ۔۔۔ طوطی خط سبز سدا بولتا رہے

۹ بیت

بطن صدف مین تا کہ درے بہا رہے
اختر تری کی طرح تہ مین ہو دوم شام
غریب کہ یہ روح مرا دعا دش رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین نام حضور کا
جاری جہان مین رہے روح ادا کیا رہے

ادھر جا دہاری مبارک قدم
اٹھاون عنان گیر ہو کر رکاب
دکھاون سواری شہ کامگار
بھلا جب ہوا وا دہاری کی چل
گل باغ جنت کی پھولی کلی
شگفتہ دل مرحبا بولیں
کہ فوج ظفر موج اور گلعذاری کی تھی

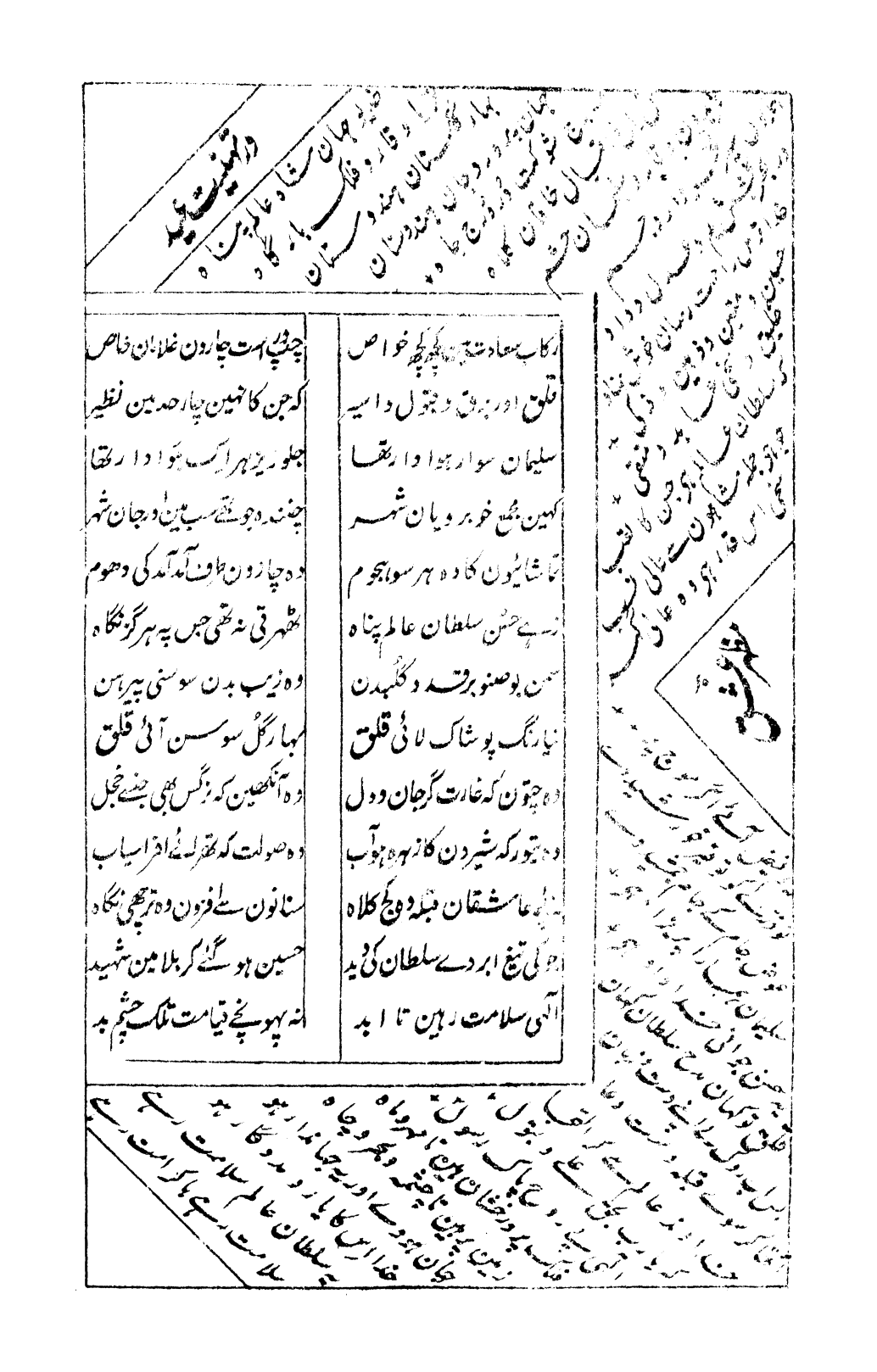

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ردیف الف)

تو وہ خورشید ہو کر ذرہ پیمائی رہے تیرا
ہو دامان مطلع ہر گریبان آسمان تیرا

عوض طاعت کے یہ بھی ہیں شمار جنت کا
نظر ہو بر احسان لیکن تیری رحمت کا

ہمیشہ مدح سرو ہم تر ابھرتے ہیں سانی
ہے آباد گلشن خرابات محبت کا

اگر نگاہ رہ پرسش عرض گستاخانہ آئی تو
گنہگاری کا باعث تھا طمع بخشائی رحمت کا

تو وہ ہر خلد گلشن ایجاد صانع
یا ہر گلشن سے تیرا باغ صنعت کا

کریگا حشر میں ہم عاصیوں کو خرد توہی
ہے شفاعت کا ہمارا آسرا تیرا ہی شفاعت کا

ریاض دہر میں رتبہ ہی یکتائی کا تا ہیں
ہر اک شاخ پہ عالم ہے گشت شہباز کا

تو اپنے نقد طاعت پر غرور اتنا نہ کر زاہد
نہیں ہے قاضیِ روزِ جزا مشتاق رشوت کا

وہ کم مایہ ہو نہ میں روزِ جزا مرغِ عمل میرا
بنے گا صیدِ شاہینِ ترازوئے قیامت کا

اڑا کرتا ہے جو شرمِ سیہ کاری سے یہ پرچم
مرا مرغِ آشیاں ہے طائرِ رنگِ ندامت کا

اگر ہو جائے وقف اس لیے سے تو توکل کے
مزا ہو سوکھے ٹکڑوں میں بھی پیدا نانِ نعمت کا

نہیں جز افعالِ جرم کچھ یہ مالِ دنیا سے
ہمارے بعد وارث پائینگے ترکہ ندامت کا

عرق نے انفعالِ جرم کے طوفان اٹھایا ہے
فلک بھی ایک شیشہ ہے مرے آبِ خجالت کا

عجب کیا اگر ہو جوشِ انفعالِ جرم سے دریا
ڈبوئے کشتیِ تن کو مرے دریائے ندامت کا

ہری ہو جائیگی کشتِ امیدِ معصیت کاں
اگر پڑ جائیگا چھینٹا کوئی بارانِ رحمت کا

عجب کیا ہو وہ شاداب و برومند آرزو سے
جو کشت تو بہ میں تو بے تخمِ اشکِ ندامت کا

طمع بھی کیا بری شے ہے کہ مثلِ ماہیِ چنبہ
گھٹا دیتا ہے عزت کو بڑھا دستِ حاجت کا

رہوگا جلوۂ دیدار سے بیخود قیامت تک
کیا ماہِ تجلی نے کتاں ملبوس طاقت کا

قلق دیوے طمع کو اک نہ اک دن ہم پچھاڑیں گے
نہیں ہے آزمانا زور بازوئے قناعت کا

ہوا سجود افلاک آستانہ کسکا جزیتے ۔ فرشتہ کونسے در پر ہوا محتاج اجازت کا

نہاں ہو نیسے اسکے ہی یہ مزیت افروزی ۔ ترا سایہ بنا ہی سرمہ چشم حور جنت کا

لیا عہد نجات ناجی سے وقت رحلت نے ۔ ہوا کوئی نبی ایسا نہ دلسوا اپنی اُمت کا

کرونگا زیر تیری پیڑی سے نفس سرکش کو ۔ ہی نقش پائے قدسی یکہ بازو حمایت کا

کہینگی دیکھکر نقش قدم کو آپکے حورین ۔ ستارہ اجیکل چمکا ہوا ہی صبح جنت کا

دعاے مغفرت کی اسلیے تازیست درکی ۔ بہت تھا پاس اُسکو آبرو ریزی اُمت کا

مین اُسکی خاک پا کو طوطیا چشم کرتا ہون ۔ نظر آتا ہی جسدم کوئی زایر تیری تربت کا

خط اکس پیار سے فرمایا مرحومہ خطاب اسکو ۔ خدا نے مرتبہ ایسا کیا ہی کسکی اُمت کا

زمین بوسی درگاہ معلی کا شرف دیکھو ۔ فلک کو مرتبہ حاصل ہو اُس اوج و رفعت کا

قلق یہ آرزو ہی چشم مشتاق زیارت کو
کہ ہو مرغ نگہ پروانہ اُس کی شمع تربت کا

ہوا آغاز و انجام اسطرح سے نظم خلقت کا ۔ نبی مقطع رسالت کا علی مطلع امامت کا

ہوا بیت الحرم مشرق ترے نور جلالت کا ۔ تو ہی مصراع اول مطلع صبح امامت کا

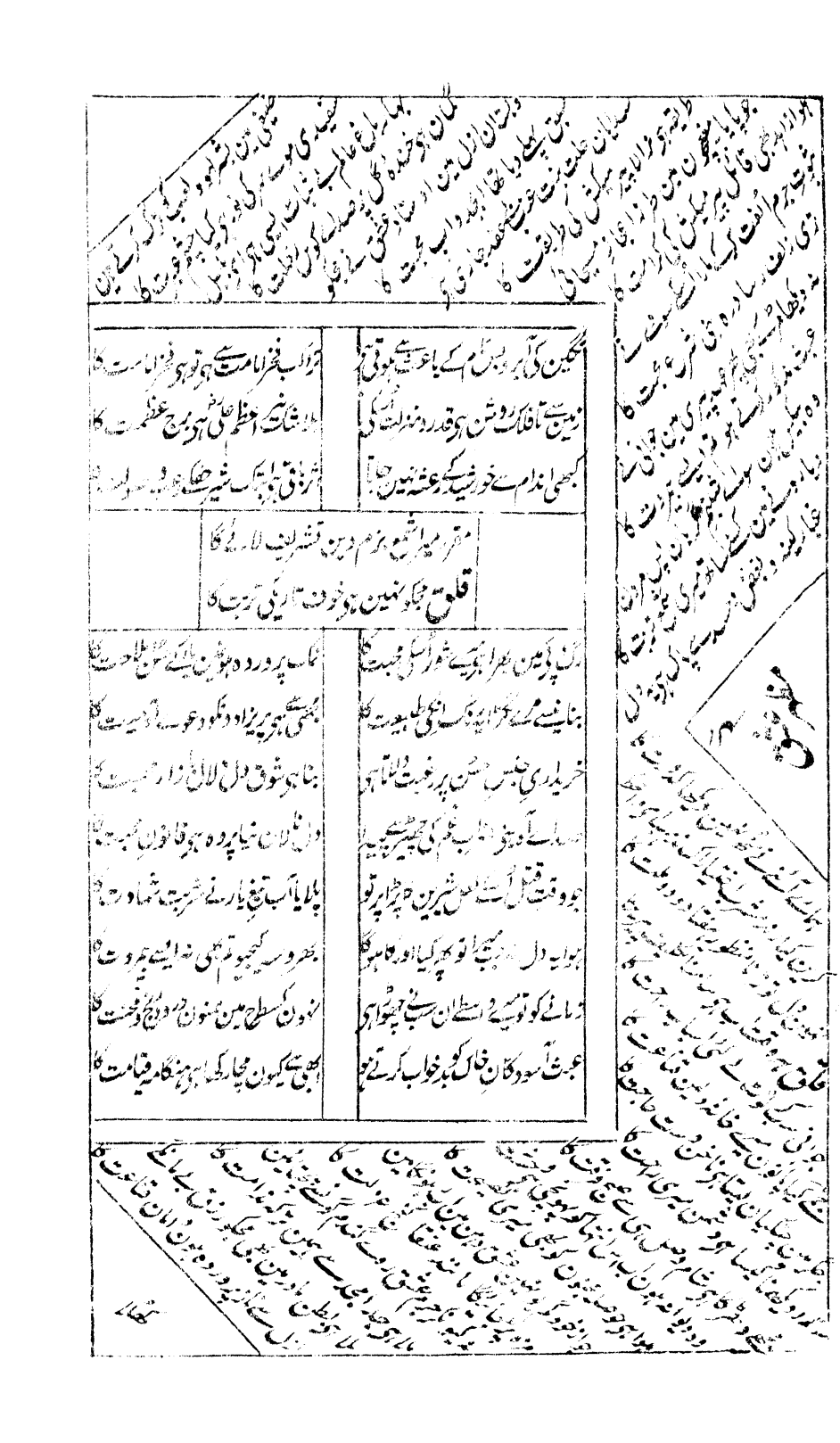

۱۵ غزل

مقصد قتل غیر گرمیٔ طلب ہوا
جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

قلق ملتا ہی لطف حق پرستی بت پرستی مین
نہین عشق مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا

ق ہماری قبر پر تعویز ہی سنگ ملامت کا
بجاے فاتحہ ہر دم وہ آکے کہتے ہین
ول ہوس پیوند ہی دامان دولت کا
غنی ہونے پہ بھی غیب طمع جاتا نہین ہرگز
لگا ہی خانہ دلمین مرے آئینہ حیرت کا
ہوا ہی ننگ ہستی یاد رخ مین باعث تزئین
ہر اک چاک جگر ہوگا دریچہ قصر جنت کا
دل شیدا مین جب اس عروش کا دھیان آئیگا
ہمارے ساحری کو سحر ہین نرگس جادو
بتانے سامری کو معجزہ ہون ترک طبابت کا
وہ دیوانہ ہون جسکے پاؤن مین جنبانی ڈالین
تو کوہ قاف مین کوندا کیا یارون نے منت کا
سوے شور دلقل مست کب سنتے ہین غط کی
بھرا ہو بیہ مینا سے پر دگوش غفلت کا
دل ناشاد تو وابن گیا تیر ملامت کا
مرے بر دکمان کے عشق نے یہ نام رکھوایا
تن لاغر مرا تنکا ہی چشم خواب راحت کا
دو فرضعف ہی قوت کی شکایت سے مرا دن
مرے گلشن مین لالہ نام ہی داغ محبت کا
مرے دل مین ترے پیکان کا ارمان طلب ہوا
ترے ابرو کمان کے عشق نے یہ نام رکھوایا
دل ناشاد تو وابن گیا تیر ملامت کا
سوے شور دلقل مست کب سنتے ہین غط کی
بھرا ہو بیہ مینا سے پر دگوش غفلت کا
دو دیوانہ ہون جسکے پاؤن مین جنبانی ڈالین
تو کوہ قاف مین کوندا کیا یارون نے منت کا
بتانے سامری کو سحر ہین نرگس جادو
ترے ابرو کمان نے عیسی سیکھا لین پیشہ طبابت کا
غنی ہونے پہ بھی غیب طمع جاتا نہین ہرگز
دل اہل ہوس پیوند ہی دامان دولت کا
ہوا ہی ننگ ہستی یاد رخ مین باعث تزئین
لگا ہی خانہ دلمین مرے آئینہ حیرت کا
دل شیدا مین جب اس عروش کا دھیان آئیگا
ہر اک چاک جگر ہوگا دریچہ قصر جنت کا
بجاے فاتحہ ہر دم وہ آکے کہتے ہین
ہماری قبر پر تعویز ہی سنگ ملامت کا

قلق ملتا ہی لطف حق پرستی بت پرستی مین
نہین عشق مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا

تھا مقصد قتل غیر گرمیٔ طلب ہوا
جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

گر ای بتو تمھاری کرامات دیکھ لے
شیخ مجسم مرید ہو پیر کنشت کا

خورشید روز حشر بنے صورت خجل
سایہ اگر پڑے دل ظلمت سرشت کا

آیا ندا م مین زاد ہوا نہ ای پری
کوئی چلا فریب نہ حور بہشت کا

پامال ہونگے لاکھ دل فتنہ زا سے
مضمون کھلا یہ آج خط سرنوشت کا

سنگ امل سے تونے دل اس بلا کو مار کا
اٹھا نہ بوجھ اپنے سر خم سے خشت کا

یاد فروغ شمع تری ای خجستہ قدم
ہو نور دیدہ دل ظلمت سرشت کا

دیکھا وہان بھی تجھ کو جو پہنے ہوے حریر
زاہد اتار لون گا مین حلہ بہشت کا

تجھسے سیہ کار کا ہنگام ہائے پرس
کاغذ کرینگے پیش جو اعمال زشت کا

اتنا لہون کا کا تیرے اعمال سے ضرور
کیجیے مقابلہ تو خط سرنوشت کا

شید افلق مین ایک بت شمع رو ہے ہم
پروانہ اپنا دل ہی چراغ کنشت کا

ان دیوان مین ہی تو دون صاف پاک لنکا
آشیان ہر دائرہ ہی مرغ بسم اللہ کا

مرتبہ ہو یہ ترے دیوانہ ذیجاہ کا
کشور وحشت مین ہی ہمراہ ڈنکا آہ کا

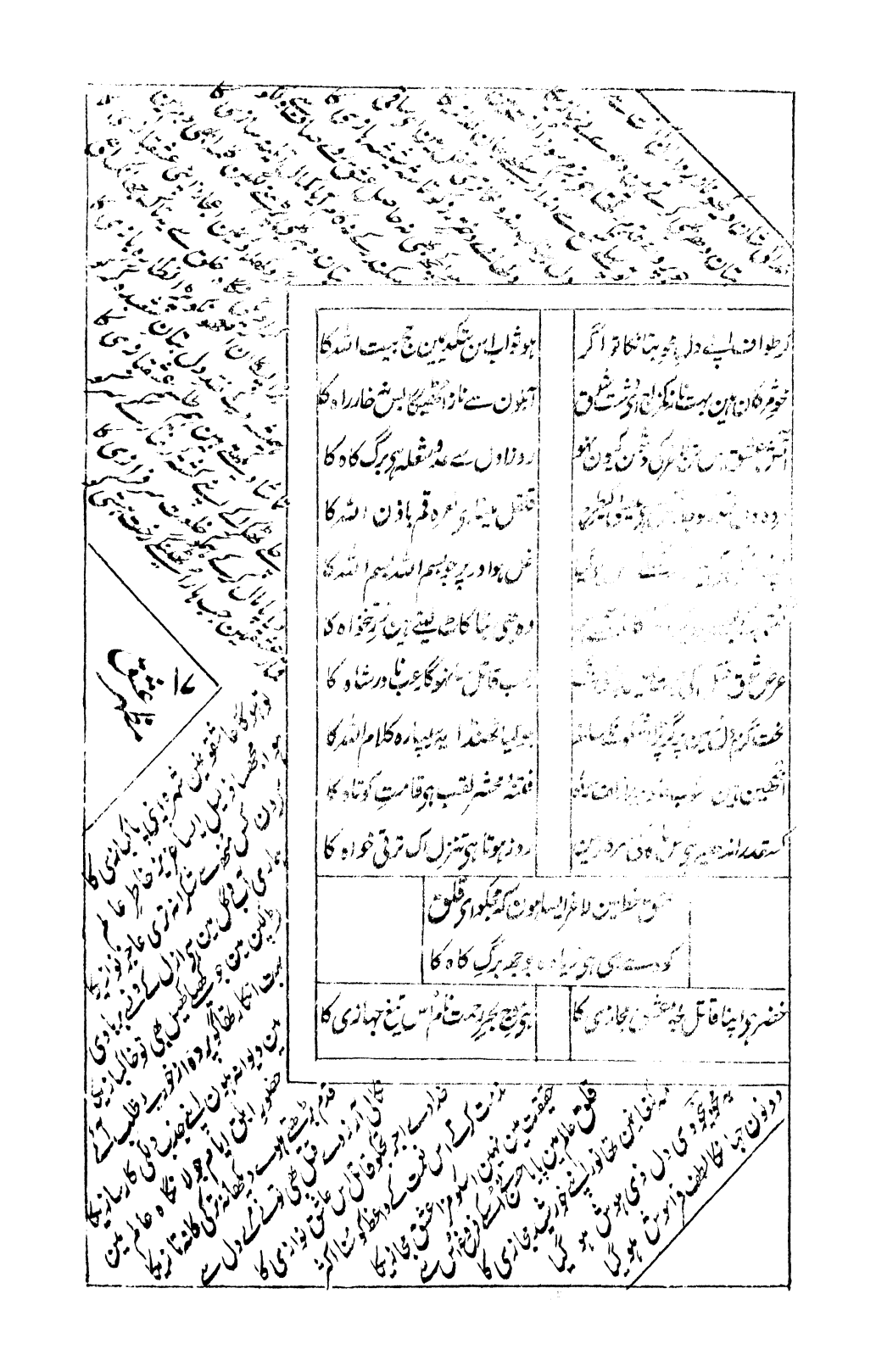

وحشت سے عیب مستی عصیاں چھپ گئے مرے
ہر داغ دل کے جام کا سر پوش ہو گیا

رخصت ہیں گفتگو جو شب وصل اُسنے کی
شمع سحر کی طرح میں خاموش ہو گیا

جھک کر ملے جو عید کو اُس شوخ ماہ سے
ہالہ ہمارا حلقۂ آغوش ہو گیا

کیونکر ملائے آنکھ کہ کیف شراب حسن
ساقی کے جام چشم کا سر پوش ہو گیا

اُلفت میں چشم مست کے خورد فتہ دل ہوا
اک طرفہ ایک جام میں بیہوش ہو گیا

زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا

خط شعاع مہر خرام آپ کی بنی
خورشید ہر ستارۂ پا پوش ہو گیا

وقت نے سر اُتار اتقاضے سے ہو کے تنگ
گندم اُسے گران میں سبکدوش ہو گیا

کی سیر کفش نو جو میں جان اُسمیں آگئی
وہ پانوں روح قالب پا پوش ہو گیا

جو بن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا
اُسنے سنبھالا ہوش میں بیہوش ہو گیا

تزئین کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
خجلت سے گھر میں آئنہ رو پوش ہو گیا

تیغ نگاہ قاتل خوبیں کی سُنکے دھاک
آئینہ جوہر دن سے زرہ پوش ہو گیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
شبکو چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا

جگہ پہ عشق خال گوشۂ ابرو نے پائی ہے
سویدا بن گیا ہے سنگ اسود کعبۂ دل کا

یہ ثابت ہے مری لیلیٰ کے سیاہ رخ بھی مجنون ہیں
نہیں ہے ہالہ پائے ناقہ میں ہے حلقہ سلاسل کا

وہ مجنوں ہیں پس محمل آئے وہ تو رشک کے مارے
غبار اٹھکر بنے پردہ مری محمل کے محمل کا

نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقی مہوش
جھلک جاتا ہے اک ہی شب میں ساغر ماہ کامل کا

قلق ہوتی ہے آسانی سے جانبازوں کی حل مشکل
حقیقت میں بہت ہے دم غنیمت تیغ قاتل کا

فسونگر حسن عارض ہے مرے زہرہ شمائل کا
گمان خط زنخدان پر ہے دودہ چاہ بابل کا

نہیں کم ظلم سے اسکے ادب بھی تیغ قاتل کا
ہوا کرتا ہے جیسا اسکے گھر میں رقص بسمل کا

اٹھایا جب بوئی کا اتحاد عشق نے پردہ
تو عالم چشم مجنوں میں ہوا لیلیٰ کے محمل کا

شبیہ اس کشتۂ دیدار کی تو کھینچنا اسپر
مصور گر ورق پاتا بیاض چشم بسمل کا

دم قتل اسکی بے آبی نے میری آبرو رکھ لی
نہ میں شرمندۂ احسان ہوا تیغ قاتل کا

نہ کیونکر بازی طفلانہ قاتل دم بدم کے
ہوا ہے یک کھیل اسکو تماشا رقص بسمل کا

بڑھ جھکا کمند زلف کا بکی اٹھایا ہے
بہت مشکل ہے بچنا ہاں بلائے اب مرے دل کا

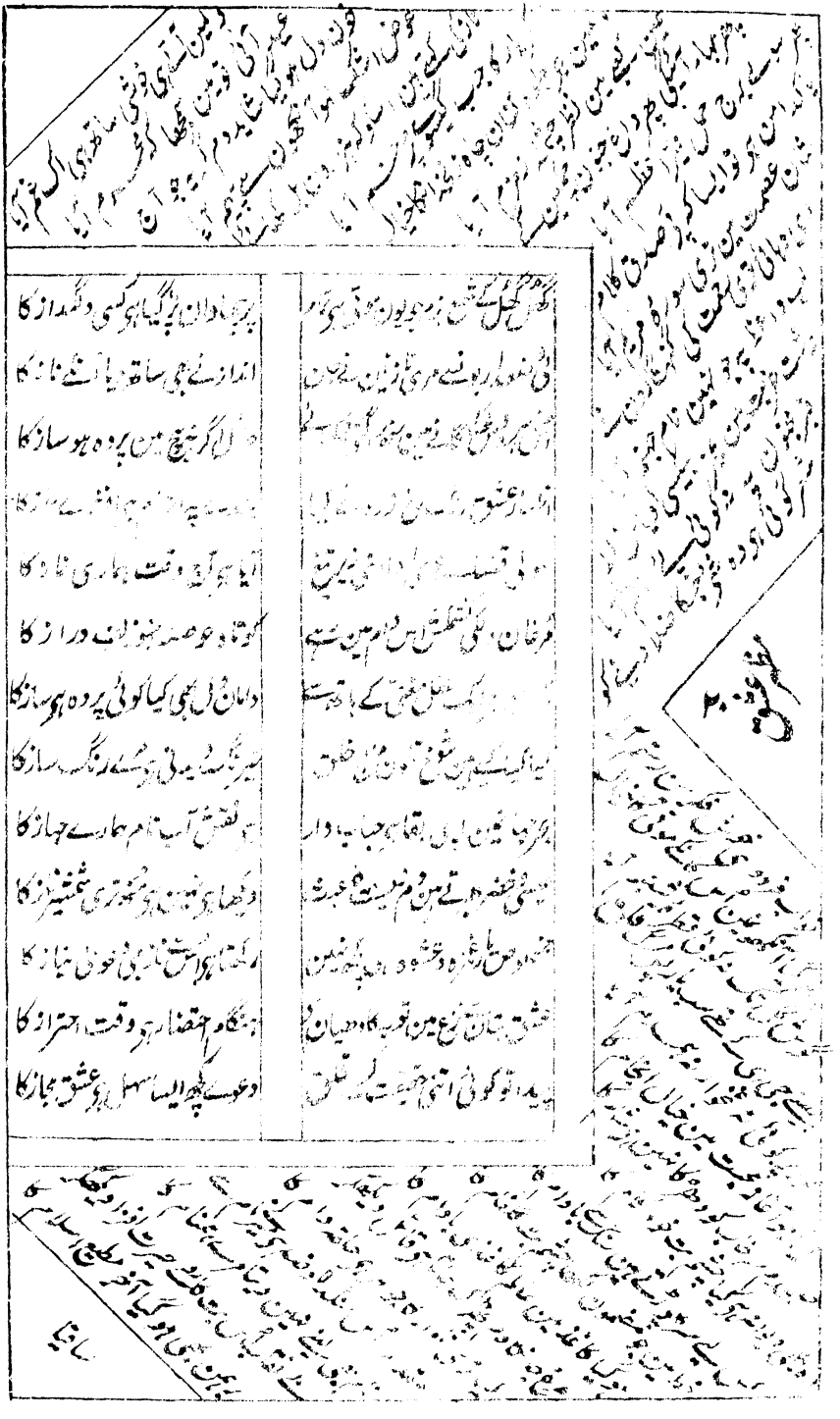

سا دیا ہو ایسی روئے نہیں کچھ سوجھتا
کس سے جا بے نشہ کی ہے یہ ٹکٹھوں خط جام کا

روئے روئے رونے پر جیسی بھی ہیں دو ہوں اسیر
چشم گریان بن گیا ہر ایک حلقہ دام کا

اس شہ خوبی کے داغ عشق سے خالی ہے کون
ہے دلمیں سکہ جاری ہے اسی کے نام کا

حلقہ گیسو کو ترے پھانسنا منظور ہے
پڑ رہا ہے ڈور امرغ دل پہ چشم دام کا

دل کیا آباد ہے دے داغہائے عشق سے
گنج دلا اس خرابے میں ہے تجھ نام کا

بت پرستی چھوڑ کر اب حق پرستی کیجیے
مانیے کہنا کہا تک نفس فرجام کا

وقت میخواری جو وہ صیاد یاد آیا مجھے
پڑ گیا پھندا گلے میں موج مے کے دام کا

سوز غم سے ہی قلق رونا مجھے یاد آگیا
آہ جب ٹپکا کوئی آنسو کباب جام کا

یار پار و نے ہمیشہ اس بت چالاک کا
سرمہ چشم ستم میں ہو یا رب ہماری خاک کا

کیا مہک ہے بس گیا سارا مکان و گلبدن
غنچہ چٹکا یا کھلا یا بقچہ تری پوشاک کا

سا میا رہتے ہیں جسے مسکینی کے رات دن
سائبان کم ہیں ہو بھی ارسبتاک کا

عشق میں بیچ دیہ ہوں دونوں برابر ہیں مجھے
شام وصلت کی خوشی غم صبح وحشتناک کا

ابرو مین سمجھا بے سبب یہ کب جاتے ہو رونے
تم بھی چھینٹا کھا گئے شاید کسی سیراک کا

الحرے اُٹھتے ہین کیا کیا ای قلق حمام مین
یار پر میل طبیعت دیکھ کر دلاک کا

ہو وہ مسکن آپ کے دیوانہ میناک کا
اک بگولا ہو فلک جس دشت وحشت ناک کا

مٹ گئے پھر بھی ہو باقی شوق دید روے یار
چشم پر حسرت ہو ہر ذرہ ہماری خاک کا

بیچ تو ہو نشہ مین کیا ہی سوجھتی ہو دوری
ماہ پر دھوکھا ہو خشت خم افلاک کا

دشت غم مین دل ان رہتا ہو کیون چکر مجھے
کیا مین چوپہ ہون مہد گردش افلاک کا

اوج پر اسد رجہ سیارہ ہو تاک گرم ہو
برق اک سجدہ ہو جبر اشک آتشناک کا

ساقیا گلگشت مین بھی ہو ادب مدنظر
پھول آنکھونسے اُٹھالیتا ہون نخل تاک کا

خال کا بوسہ دیا تو چشم میگون پھیر لی
نشا اترا کا نشا چڑھ گیا تریاک کا

دیکھ کر جانباز و نگاہ مجھ شاد نگاہ مین
حسرت دل تک ہی ہو منہ ہبت خاک کا

زور دکھلایا اثر جذب دل نخچیر نے
بڑھ گیا حلقہ کمند آسا تری فتراک کا

دیکھنا کیا فیض صحبت ہو لب جانبخش کا
نام ہو چوب حیات اُس شوخ کی مسواک کا

یہ تمنا ہی لب جانبخش ہو گر کوئی تیرے
لون دہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا

روکے جب رونے سے بھائی کا ہی پری میں ہنسی آئی
کیا اثر دیوار میں ہی قہقہہ دیوار کا

خو نسے تر ہر دم رہا کرتا ہی اوخونریز خلق
نے خرد دامن دراز کیا رد مال ہی تلوار کا

رات دن کن گردشوں میں اپنی کٹتے ہیں قلق
انقلاب دھر ہی پھیرا نا گہ یار کا

گر پڑی بجلی تو ذکر آیا ترے رخسار کا
چل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا

بل جو پڑ جائے سر اسر نقص ہی تلوار کا
حسن ہی تو ری سے افزوں ابروے خمدار کا

حکم جنت میں تو جانیکا نہیں شیطانکو
کوے جانا نہیں ہی یارب دخل کہیں اغیار کا

تیغ عریاں پر پڑے جو اس دو رنداکا عکس
موجۂ آب گہے جوہر بنا تلوار کا

ہڈیوں سے میری نفرت تھی ہمارے تیغ کو
استخواں تک پہونچی جب منھ پھیرا تلوار کا

اسلیے ہر دم عرق افشاں جبین یار ہی
تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا

او شکر لب تل عنبر آلودہ عارض پر نہیں
پی رہا ہو رس شکر خوار اگل رخسار کا

جو خریداری کو آیا جل گیا ہی برق حسن
آجکل شہرہ ہو تیری گرمی بازار کا

شب کو کہتے ہین اُسے ماہ تو دنکو خورشید
روز نیرنگ یہ کھلاتا ہے نقشا اُن کا

جسکے شر سے ظاہر ہو عشق پنہان
مقدر پردہ کیا کھل گیا پردا اُن کا

کی ہے جس منھ نے غیبت اُس سے بُرا کیا کہیے
دہن زخم ہے کچھ کہیے شکوا اُن کا

ای **قلق** گو نکہین بیٹھے ہین وہ خوبرو
میری اُلفت سے ہوا خلق مین شہرا اُن کا

وصل سے افزون ہین شیدا ہو گیا
اور درد دل درمان سے دونا ہو گیا

مر گئے تو مٹ گیا وہ شور و شر
سونا کتنے ہم سے شہر سونا ہو گیا

رہتی ہے دل مین مرے یاد بتان
کعبہ دل بھی شوالا ہو گیا

مر گیا سُن کر صدا قلقل کی مین
حجر مین شیشہ نیچا ہو گیا

ہون وہ مجرم جب اٹھائے مین نے ہاتھ
باب توبہ دفعتہ وا ہو گیا

بندہ درگاہ کو کر کے شہید
نیچہ قاتل کا دونا ہو گیا

اہل دنیا بھولے ہین اللہ کو
ہر کوئی بندے کا بندا ہو گیا

اوشکر لب کیا لگایا دانت پر
نیچہ جو منھ پہ میٹھا ہو گیا

ایک اشک خونفشاں نکل آئے اشک — وائے تقدیر کہ سننے میں بھی رونا نہ گیا
کس ترانی کا مزا پوچھتا موسیٰ سے کوئی — ارنی کہتے تو کہہ بیٹھے پہ دیکھا نہ گیا

خط تو قاصد کو دیا کہہ کے ولیکن مجھسے
ای قلق گھر کا پتا اُس کے بتایا نہ گیا

تجھسے گلزار جوانی میں بلبل نالاں چھوٹا — اس دل افگار سے بھی کوچۂ جاناں چھوٹا
تھا گرفتار وہ ہر روز نگہبانی میں — اک مرے مرتے ہی سو رنج سے دربان چھوٹا
مژدہ اے دل کہ بس اب اپنی اجل آپہونچی — حسرت اے جان کہ ہمسے در جاناں چھوٹا
حشر کو ہونگا میں اے دست جنون دامنگیر — چاک کرنے میں جو اک تار گریبان چھوٹا
گھر سے نکلو نہ مری جان کہ ہم سنتے ہیں — ہوا دو کوڑیکا جب گل سے گلستان چھوٹا
پھر کسی دام میں ہرگز نہ پھنسے گا دل زار — تیرے چھندیسے جو اے زلف پریشان چھوٹا
جیتے جی ساتھ نہ چھوٹا تو پس مرگ اے شوخ — خاک سے بھی نہ ترا گوشۂ دامان چھوٹا
نل چا آگ لگی آگ لگی آگ لگی — کیا کسی داغ سے پھاہا دل سوزان چھوٹا
غیرت و شرم و حیا ہے تجھی تجھ سے لیے — تجھسے اک لکا جلانا مری جان چھوٹا

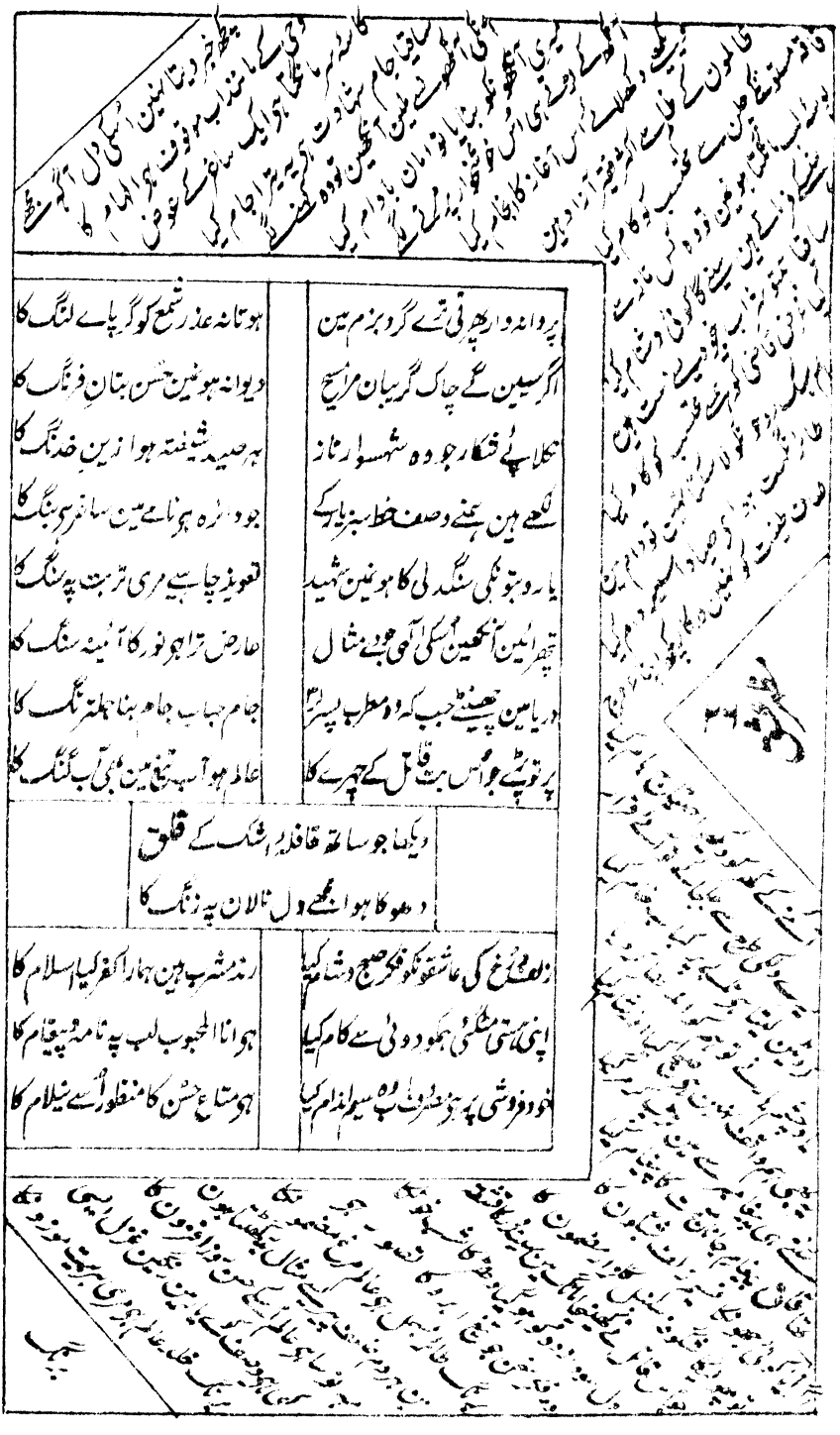

برنگ شمع روشن ہو گئی ہر موج مے ساقی
چڑھا پرتو جو ساغر میں ترے رخسار و گلگوں کا

مے نزدیک کیا ہو بوسۂ مشکیں سے کم ساقی
کہ ہو نہیں سونگھنے والا شمیم زلف مشکیں کا

لکھی ہو جو غزل مضمون ہائے رنگین میں نے
بنا ہے آشیاں ہر ایک دعوائے مضمون کا

وہ دیوانہ ہوں جسے شیر خنک شیر مادر ہے
نہیں کم دامن صحرا سے میرے کوہ بیستوں کا

یہ کس گلشن لیلیٰ کی ہوا نے عزت عین و حشت میں
حوض پتھر کے بنا مجنوں کو صحرا آبشار خون کا

گلستان جلد پر پڑتے ہیں رنگ میرے دیوانگی کا
لکھا ہے وصف جو اک شاخ گل کے ورق گلگوں کا

چرا کر دل لکھو دزدیدہ نظر سے ساقی مہوش
کٹورا آپ بڑھاتا ہے نیچی چشم میگوں کا

تصور جو تیرے دانتوں کا آیا عین وقت میں
نظر آیا ہر اک آنسو میں عالم دُر مکنوں کا

وہ دیوانہ ہوں میں جس شہر پر پڑ گیا میرا
ہوا اُس پر تیقن اہل پر پر ہے بید مجنوں کا

وہ منصف ہوں کبھی افسانۂ لیلیٰ جو لکھتا ہوں
قلق خامہ بنا لیتا ہوں شاخ بید مجنوں کا

پڑ گیا پرتو جو شب اُس انجمن افروز کا
شمع پر دھوکا ہوا خورشید عالم سوز کا

جلوۂ رخ دیکھکر اُس مہر عالم سوز کا
ماہتابان پر ہوا عالم چراغ روز کا

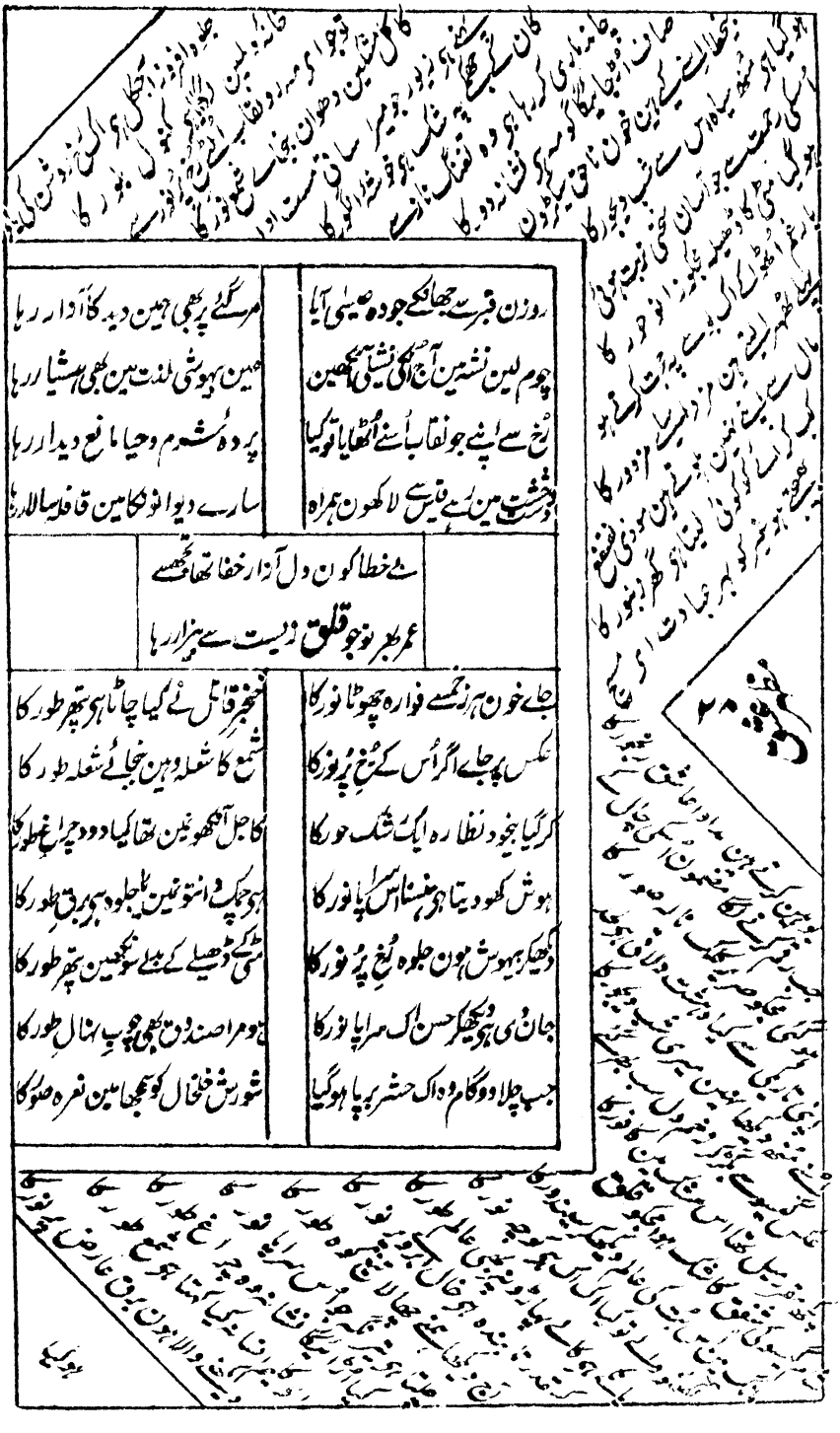

روزن قبر سے جھانکے جو وہ صیّاد آیا
مر گئے پر بھی ہمیں دید کا آزار رہا

چوم لیں نشتر میں آج اُنکی نشستی آنکھیں
ہیں بیہوشی میں بھی ہشیار رہا

رُخ سے اپنے جو نقاب اُسنے اُٹھایا تو کیا
پردہ شرم و حیا مانع دیدار رہا

دشت میں رہے قیس سے لاکھوں ہمراہ
سارے دیوانوں کا میں قافلہ سالار رہا

مے خطا کون دل آزار خفا تھا تجھسے
عمر بھر تو جو قلق زیست سے بیزار رہا

جا بجا خون ہر زخمسے فوارہ چھوٹا نور کا
خنجر قاتل نے کیا چاٹا ہی پتھر طور کا

عکس پا جائے اگر اُس کے رُخ پُر نور کا
شمع کا شعلہ وہیں جلنے لگے شعلہ طور کا

کر گیا بیخود نظارہ ایک شک حور کا
کاجل آنکھوں میں تھا کیا دود چراغ طور کا

ہوش کھو دیتا ہی ہر سنا اُس سراپا نور کا
ہی چمک دانتوں میں یا جلوہ ہی برق طور کا

دیکھکر بیہوش ہوں جلوہ رُخ پُر نور کا
مٹی کے ڈھیلے کے بدلے سونگھیں پتھر طور کا

جان دی ہی دیکھکر حسن اک سراپا نور کا
ہو مرا صندوق بھی چوب نہال طور کا

جسپر چلا وہ گام وہ اک حشر برپا ہو گیا
شورش غلغال کو سمجھا میں نعرہ صور کا

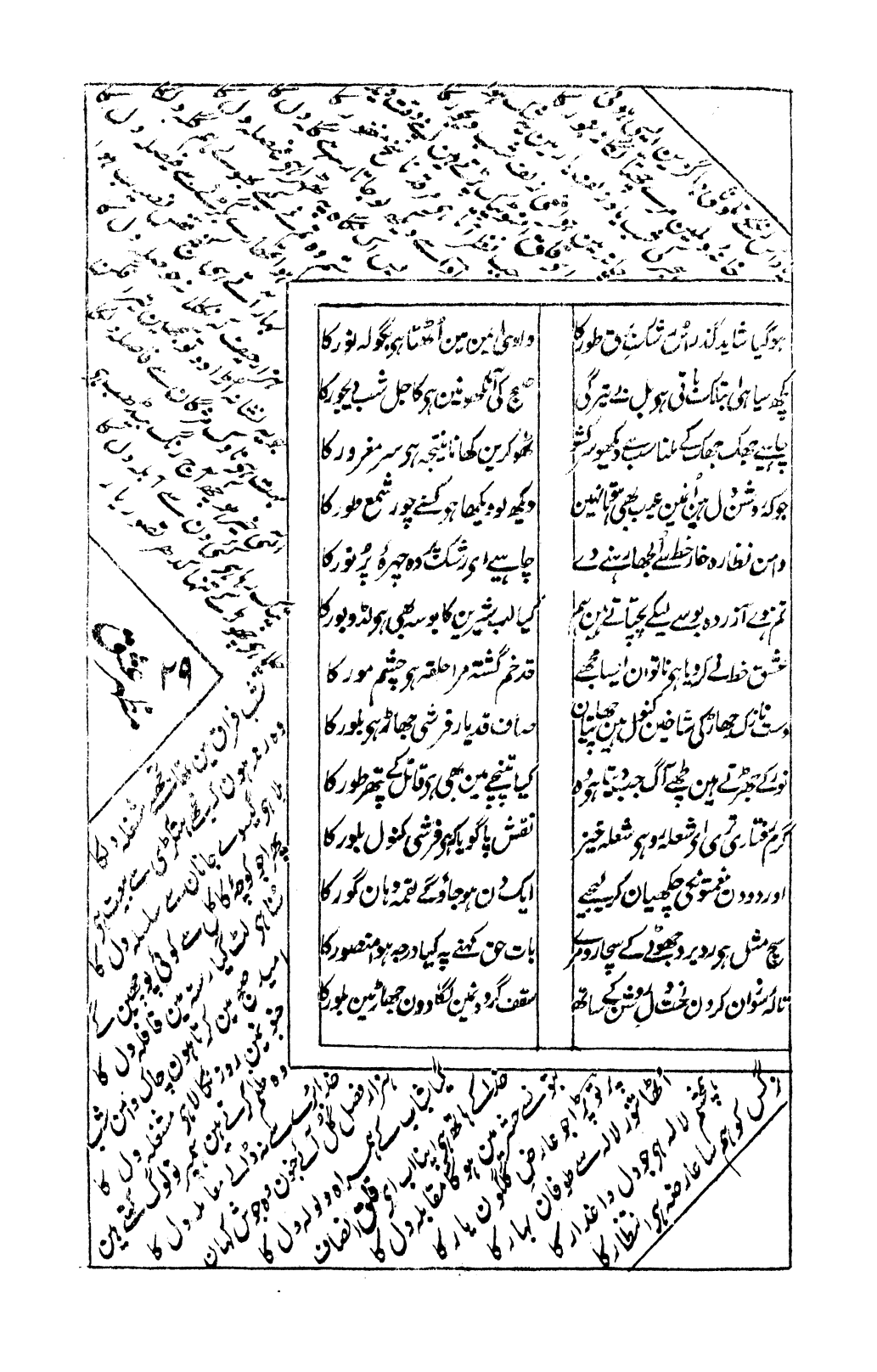

ہو گیا شاید گزر اُس شاخِ طور کا — وادیِ ایمن میں اُٹھتا ہے بگولہ نور کا

کچھ سیاہی بخت میں آتی ہے جب موجِ تیرگی — صبح کی آنکھوں میں ہے کاجل شبِ دیجور کا

چاہیے جھک جھک کے ملنا سب سے دیکھو سرکشو — ٹھوکریں کھانا نتیجہ ہے سرِ مغرور کا

جو کہ روشن دل ہیں اُن میں عیب بھی ہوتا نہیں — دیکھ لو دیکھا ہے کب چورِ شمعِ طور کا

دامنِ نظارہ خار خط سے اُلجھا رہنے دے — چاہیے اے رشک پڑنا وہ چہرۂ پُرنور کا

تم نے آزردہ بوسے لیکے پچھتائے ہیں ہم — کیا لبِ شیریں کا بوسہ بھی ہے لڈو بور کا

عشقِ خط نے کر دیا ہے ناتواں ایسا مجھے — قد خمِ گشتہ مرا حلقہ ہے چشمِ مور کا

دستِ نازک جھانکی شاخیں کنول میں پیلاں — صاف قدِ یار فرشی جھاڑ ہے بلور کا

نور کے جبڑے ہیں مچھے آگ جب دیتا ہے وہ — کیا تپنچے میں بھی ہے قاتل کے پتھر طور کا

گرمِ رفتاری تری اے شعلہ یوہی شعلہ خیز — نقشِ پا گویا کہ ہے فرشی کنول بلور کا

اور دو دن نعمتوں کی چکھیاں کر لیجیے — ایک دن ہو جاؤ گے لقمہ دہانِ گور کا

سچ مثل ہے رد بد جھوٹے کے سچا رد مگر — بات حق کہنے پہ کیا درجہ ہوا منصور کا

نالہ سنواں کر دن بختِ اُلفتِ وحشی کے ساتھ — سقف گردونیں لگا دوں جھاڑ میں بلور کا

لکھنا ہو وصف شعلۂ رخسار یار کا
جلے ورق ہو ہاتھ میں پیتا چنار کا

بیمار عشق ہوں لب و دندان یار کا
نسخے میں میرے چاہیے شربت انار کا

شیشے کی طرح سے دم مژگان کلیجے زار
ساکن ہو کوچۂ گہر آبدار کا

آثار مشق خاکے بھی اپنے ہیں عیان
بیوجہ رنگ زرد نہیں ہے غبار کا

بہر فروغ خاک کا ہے چشم انتظار
یارب ادھر بھی ہو گذر اس شہسوار کا

ہم عاصیوں کو بعد فنا بھی یہ خوف ہے
تختہ الٹ نہ جائے زمین مزار کا

کلیاں تلک نہ کھلنے کہیں جب سے سنا ہوں
دیکھا مزاج کچھ چمن روزگار کا

چشمان یار کرتے لگیں ہیں دلوں کو صید
ان آہو و تذرو کو ہے شکار کا

وہ دل جلے ہیں ثور کہ جوالہ بن گیا
اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

یاد مژہ نے باغ دل داغدار میں
کھٹکا لگا دیا خلش نوک خار کا

کشتہ ہوں ایک ترک کے تیر نگاہ کا
انداز مرغ دل میں ہے زخمی شکار کا

رخت سفید صوت مینا لے دیہ سرخ
کیا رنگ پھوٹ نکلا ہے انداز یار کا

پھولونکی چاہیا لہ ہو لبریز پھول سے
نیچا ہے میکشو قلق بادہ خوار کا

ہوا کشتہ مین سب وہ مسکرائے دونکی لیکر
بنی موج تبسم تیغ برق لن ترانی کا

رکھا جب نیچ دندان آپنے انگشت سیمین کو
ہوا شک مجکو سیپارہ مین کاغذ کی نشانی کا

صفت لکھنا ہی کب شانہ کے روے تابانی
سیاہی مین ہو ضم دودھ چراغ آسمانی کا

نہ گویا ہو سکا طوطی خط سبز بھی اب تک
اسی منھ پر ہی دعوا آپکو معجز بیانی کا

جسے عقد ثریا آسمان پر لوگ کہتے ہین
پرانہ دستہ ہی اُلکی قبا ے آسمانی کا

آہی لکھنؤ مین کوڑیونکے مول ہون گلرو
سُنون شکوہ نہ جنس حسن خوبانی گرانی کا

وہ ہر سیماتنی ہے بین تفنگ کلک فکرت سے
شکار اب کھیلتے ہین رزمرخان معانی کا

قدم رکھتے ہی عشاق کے کہتے ہین یہ تعلیق
ترے کوچے مین کیا پتھر کو ہی خنجر کے پانی کا

ستارہ کا ہو شک ہی آپکے ماتھے کی افشا پر
گمان نقطہ ہو دود چراغ آسمانی کا

ترے تیل کو ظلمی مین بھی تھی مشق نمکداری
معلم سے سبق پڑھتا تھا وہ شیرین زبانی کا

بھٹکا کرتے ہم فکر سخن مین ڈوب جاتا ہون
اگر بیان تفکر ہی بھنور بحر معانی کا

کیا ہی ترے کے تیغ نے قتل ایک عالم کو
دکھایا ہج جوہر اُسنے تیغ اصفہانی کا

دم تحریر گلہاے مضامین خندہ کرتے ہین
صریر کلک کیا نالہ ہی مرغ بوستانی کا

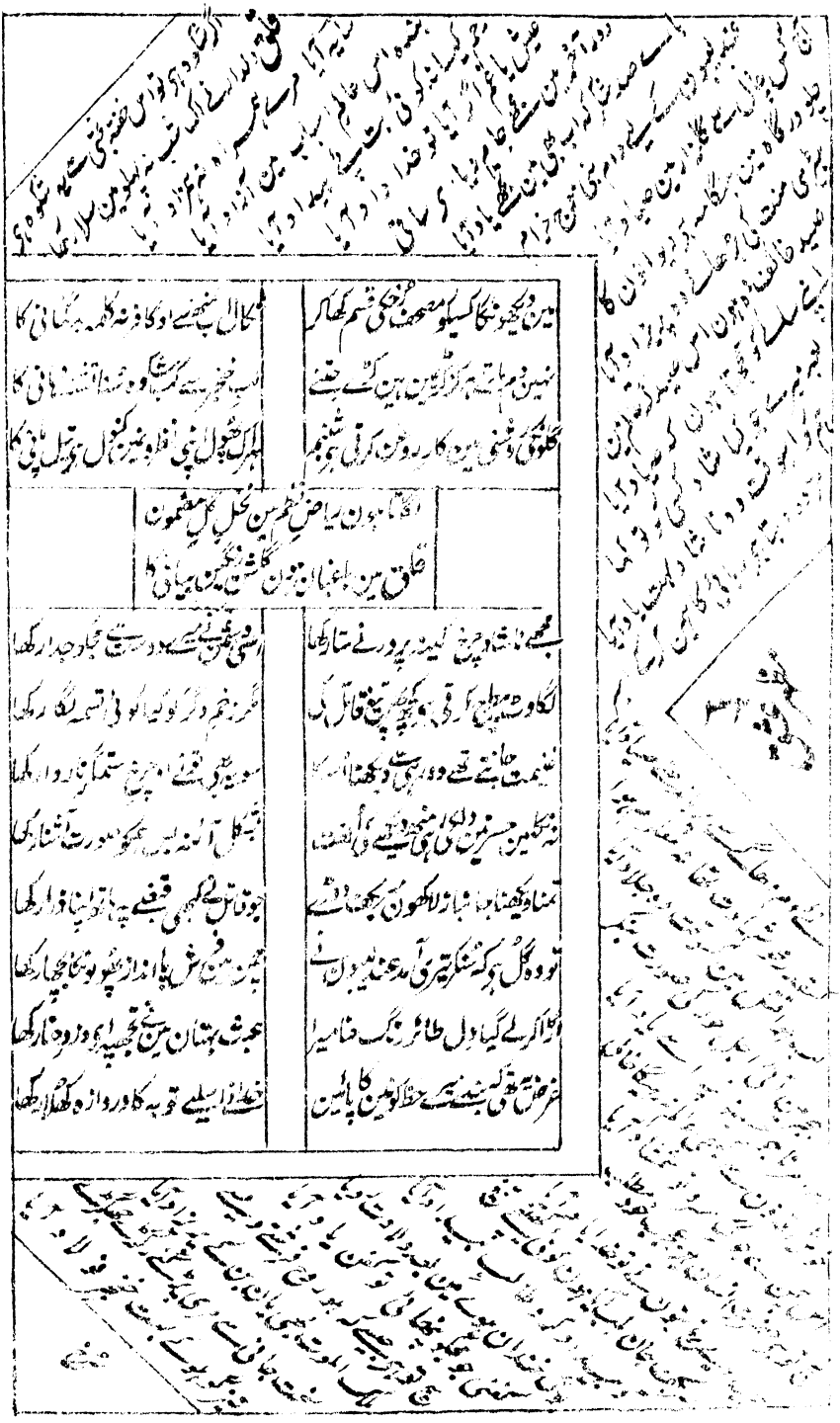

سُرخ رو ہو گئی ثابت قدمی اُس کی قلق
پانوں تک بہکے جو خون سر سے ہو آیا

مہندی مل کر ورد تیرے ستم ایجاد آیا
خونبہا ہاتھ میں لیتا ہوا جلاد آیا

دم بدم عاشق کے دو شوخ ستم ایجاد آیا
دام میں صید کر شکار کے صیاد آیا

باغبان آیا گلستان میں کہ صیاد آیا
جو کوئی آیا مری جان کو ہلاد آیا

واے قسمت وہ عدو بھی ہے ستانے والا
روز ماہ میں سے کر میں ستمگار آیا

فوج کرنے تو کیا پر مری نے جبر مری پر
گھات آخر شب دزد روتا ہوا جلاد آیا

دم مرگ آئی سب گور فریدوں سے صدا
پیش اب آہن مادر کا تجھے زیبا دآیا

گلشن دھر میں وہ مرغ سمندید ہوں
آ گئی نیند اگر خواب میں صیاد آیا

اگلے رکھ رکھ دیے تلوار پہ جانباز دن نے
صفحۂ گردن جو کسی روز وہ جلاد آیا

نعت جانی کا مرجان جو قاتل نے سنا
ہوں کرا کر کے بہت خنجر فولاد آیا

ہم موے جاتے ہیں تم مخمور آرامی ہو
خنجر آیا ہو کہ آئینہ فولاد آیا

تھا جو قسمت میں لکھا ہو کا جو انیس جن
تو ترے پیس میں بھی تعلیم کو حداد آیا

حسد کی چاہ مین یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کسی پہ لطف کوئی مورد عتاب ہا

شب فراق بس اک پل جھپک گئی جو آنکھ
تمام عمر مجھے انفعال خواب ہا

فراق یار مین سیلاب جوش گریہ ہے
بیان مردم آبی میان آب ہا

کسیکی آتش فرقت مین یہ بھی جلتا ہے
کبھی نہ تانے پہ آرام سے کباب ہا

ریاض دہر مین وہ خستہ بخت ہین کہ سدا
ہمارے باغ کا سبزہ بھی مست خواب ہا

مجھ کے وادی الفت مین یہ مقدر ایدل
یہ راہ وہ ہے جہان خضر بھی خراب ہا

لگا یا ساغر مے جب منھ سے ساقی
امید وار شرف کا یہ آفتاب ہا

تجھ کو اڑنے پہ بھی عشق بو ترا ہے ہا
یہ خاک اڑنے پہ بھی عشق بو ترا ہے ہا

صلح ٹھہری فیصلہ یکدگر ہونے لگا
ازاہر ہونے لگا شکوہ دگر ہونے لگا

دم کی آمد شد نے فرصت نے یہ دھوکا دیا
طائر جان پیکان نامہ بر ہونے لگا

دست وحشت سے ہمارا ٹوکرہ ہر تار جیب
صوف مرہم ہر نہال سور جگر ہونے لگا

مین فقیر دشت پیما بادشاہ وقت ہون
مجھ سے سر کو جنبش دینی جنبش ہونے لگا

ہو قلق مین ہون وہ نازک دل کہ نور ماہ سے
جسم کتان پڑے اڑ ڈاکرے جگر ہونے لگا

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا — پھینا ہی نجم نے برج آفتاب کا
اس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا — مہتاب ہے مقابلہ ہی آفتاب کا
ہر سال قبر پر مری مغان چڑھاتے ہین — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
انصاف پر کچھ آپ ہی فرمون تو باغبان — ئے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا
دیکھے وصل کہ نہین سکتے ہین شرم سے — عالم ہی یاد خواب مین لوگون کے خواب کا
صوفی گرو جو پیر مغان ہو پیر کی شبیہ — تصویر پر لگا یو رو عن شباب کا
سینچ مژہ پہ دیکھ لخت جگر مرا — کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ یہ کیا ہی — صدقے مین میرے جیو پتلا شراب کا
دامن جو فے دامن صحرا ہی چاک چاک — دھوکا عبث ہی خضر کو موج شراب کا
بیجا نہین ہی گریہ شبنم دم سحر — لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا
پیر مغان کے عرس مین یون لائین اہل زہد — گاگر کے بدلے سر پہ سبو ہو شراب کا

فکر سخن مین ہون وہ نازک دل کہ نور ماہ سے
جسم کتان پڑے اڑ ڈاکرے جگر ہونے لگا

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا — پھینا ہی نجم نے برج آفتاب کا
اس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا — مہتاب ہے مقابلہ ہی آفتاب کا
ہر سال قبر پر مری مغان چڑھاتے ہین — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
انصاف پر کچھ آپ ہی فرمون تو باغبان — ئے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا
دیکھے وصل کہ نہین سکتے ہین شرم سے — عالم ہی یاد خواب مین لوگون کے خواب کا
صوفی گرو جو پیر مغان ہو پیر کی شبیہ — تصویر پر لگا یو رو عن شباب کا
سینچ مژہ پہ دیکھ لخت جگر مرا — کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ یہ کیا ہی — صدقے مین میرے جیو پتلا شراب کا
دامن جو فے دامن صحرا ہی چاک چاک — دھوکا عبث ہی خضر کو موج شراب کا
بیجا نہین ہی گریہ شبنم دم سحر — لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا
پیر مغان کے عرس مین یون لائین اہل زہد — گاگر کے بدلے سر پہ سبو ہو شراب کا

گلچین نہاں آ نہ ترے عندلیب ہین
پیدا ہے تجھکو چاہیے دینا گلاب کا

دست نگاہ شوق کو یاں ادب نہیں
پردہ کیہ ہے نگاہ تمہارے نقاب کا

چلتی ہے تیز مقتل عشاق مین بہت
ہر مژہ ہے یار کی تیغ خوش آب کا

اسپار ہے قلق ہے وہ جوش وہ بہ ستیان کسان
پیری ہے انتظار ہے ہر نقطہ شباب کا

گلچین نہاں آ نہ ترے عندلیب ہین
پیدا ہے تجھکو چاہیے دینا گلاب کا

دست نگاہ شوق کو یاں ادب نہیں
پردہ کیہ ہے نگاہ تمہارے نقاب کا

چلتی ہے تیز مقتل عشاق مین بہت
ہر مژہ ہے یار کی تیغ خوش آب کا

اسپار ہے قلق ہے وہ جوش وہ بہ ستیان کسان
پیری ہے انتظار ہے ہر نقطہ شباب کا

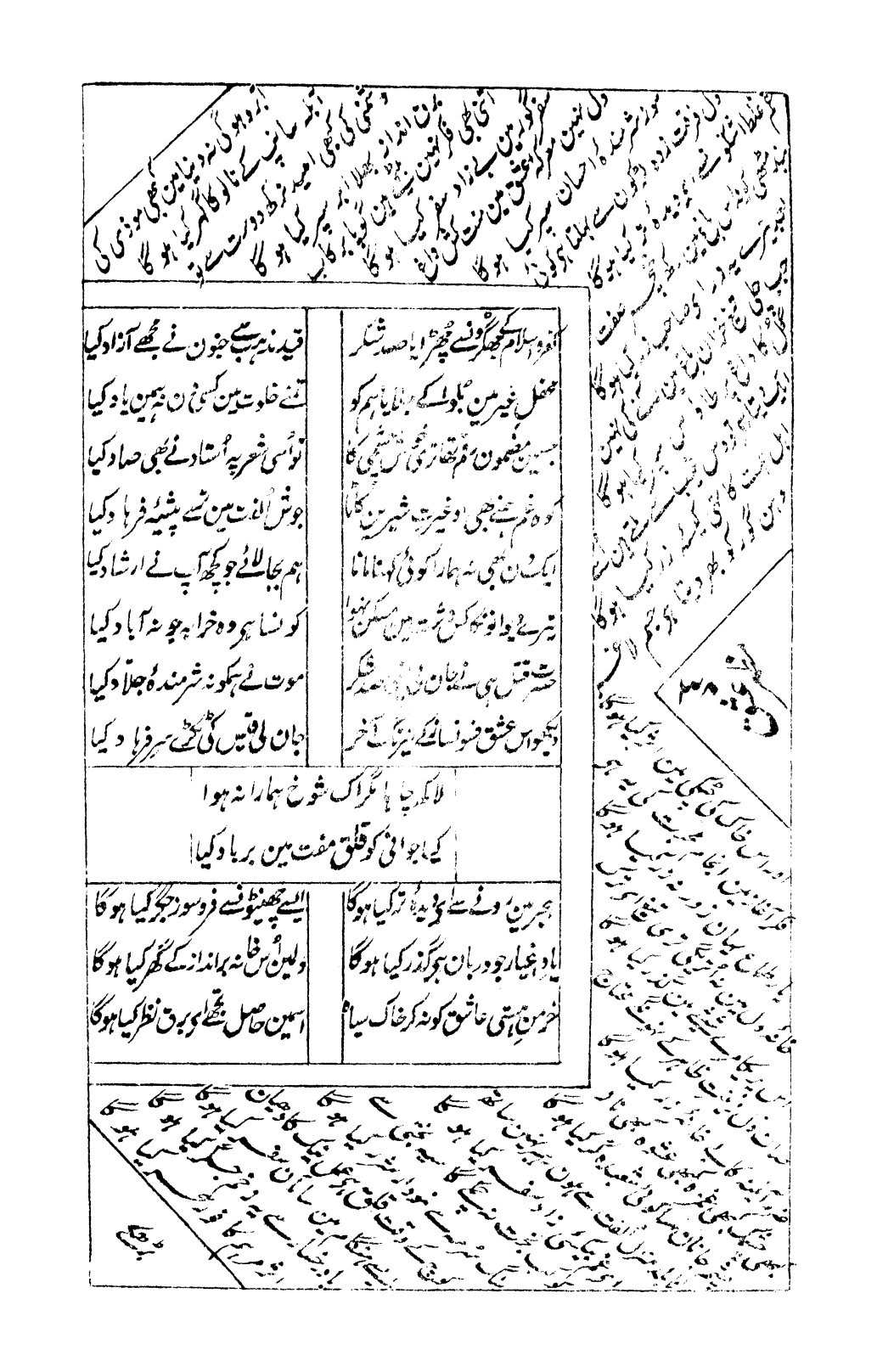

بڑھکے دانتو نسے ترے اے گلِ تر کیا ہوگا
موتیا باغ مین ہمسنگ گہر کیا ہوگا

مے عرفا نسے نہ لبریز ہو ممکن ہی نہین
کفِ نرگس مین تہی ساغرِ زر کیا ہوگا

صوتِ افعی گنجینہ نہ بن حافظ مال
اپنے ہی کام نہ آیا تو وہ زر کیا ہوگا

مست ہے الفت ساقی مین جو دل خوں نہین
کشتی مے کو یم مے سے خطر کیا ہوگا

حاصلِ زیست یہی ہے کہ تری الفت ہو
ورنہ دل میں حسرتِ بے باغ جگر کیا ہوگا

الفتِ نام طلائی نے کیا مستغنی
محوِ دیدار ترا طامع زر کیا ہوگا

تا نہ دو ہوگا تری تیغ نگہ سے دل صاف
قاتل معجزۂ شق قمر کیا ہوگا

پیرو نفس نہ ہو تو ہے اگر سالک شوق
راہزن خضرہ دشت سفر کیا ہوگا

عاشقانہ جو ہون اشعار تو دل پر لگے چوٹ
درد نالون مین نہ ہوگا تو اثر کیا ہوگا

نافیٔ الف کا ہوگا دل پر داغ مین دھیان
بے نگہبان در گنجینۂ زر کیا ہوگا

تیغ غم شعلہ صہبا سے نوئی رکتی ہے
ساغر بادۂ گلرنگ سپر کیا ہوگا

یہ وہ آہین ہین جگر دوز کہ لگتے ہی
نالۂ بلبل شیدا مین اثر کیا ہوگا

اور اک درد کفن کا لیا کھٹکا ہمراہ
منزل گور مین یہ سخت سفر کیا ہوگا

عمر بھر شربت وصل اسنے نہ دی کل طرح
ایسے خمدار کے سودے مین سر پٹکا کیا

حسد مہ باد خزان نمسے گل رخان ہا
یہ دو غنچہ بے موسم سد اچٹکا کیا

دست یار و دوش عشق و حرت نے ساقیا
لیب پیر بادہ گلگو مکی لپھٹ کا کیا

شاد جہ کا یہ مصرع نقش ہو لپر قلق
ناک کا نکا ہماری آنکھ مین کھٹکا کیا

صاف لکھ بھیجا جواب اسنے فرمی تحریر کا
لو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا

ہی نجم وصل ہوگا کسدن من پارہ سے
آئیگا روز شرف کب کب تقدیر کا

جسکو دیکھو در کف گلزار مین آتا ہی وہ
گل کے ہاتھ آیا ہی کیا نسخہ کوئی اکسیر کا

کٹ گئی عمر اس فرکی عشق ابرو مین تمام
نرخ عقرب مین ہی کیا اوکب ہی تقدیر کا

زیب ہی کہیے دم رنگین کلام بلاغت
آشیان کنج دہن ہی طائر تقدیر کا

پانو نسے مجھ وحشی لاغر کے یہ گھستی نہین
مورچہ کھاتا ہی خرمن دانہ زنجیر کا

بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کب ضرر
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا

میری سوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا

آسکو الفتاد وک مژگان جاتی نہین — کونسا دل ہی نشانہ جو نہین اس تیر کا

اُسکے قابو مین دلِ عالم ہی مین حیران ہون — یہ خطِ عارض بھی ہی کوئی عمل تسخیر کا

نقشہ دل تیری صفت ہی کرسکو غراب — نام ہی تعمیر سے ہر صاحبِ تعمیر کا

گشتہ اُس رنگ طلائی کا سہو سن جانکر — کام لیتے ہین ہماری خاک سے اکسیر کا

اہلِ محفل کی زبانگیری کا ہی انجام یہ — دیکھو دنیا ہی مین مُنھ کالا ہوا گلگیر کا

اے قلق کس وجہ راہ عقدہ اُلفت ہی سخت
پائون یان جسنے نہ دیکھا ناخنِ تدبیر کا

محو مضمون جو اُس شکر چین کے روے روشن کا — ہو دیوان آپ اپنے شاک ہیاضِ صبحِ گلشن کا

دل صد چاک دیا ہی خطِ خسارہ روشن کا — کسنا کوکنے دیکھا ہی گہبان مکے خرمن کا

سوہیے کا کون اُسکے تیغ تیز پر پھسلا — حقیقت مین ہی گھونٹ کڑوا آبِ آہن کا

وہ نازک دل ہین رنج غیر ہی سو ہان حال جو — کبھی لین نہ توڑ دین دوست تو کیا اپنے دشمن کا

گلے مین دیکھکر طوق طلائی شاک ہو مجکو — کہ ماہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا

گھٹا بچھائی نہین ہی دودی دودی ماغ پر سر گل — اڑا ہی رنگ مسی سے کھارے دے سوسن کا

گئے گیا دلمین خیال ترا دیکھکے قد — سرو گلشن کو جو آنا نہ رعنائی کا
دردمند عکر تری جوش جنونی کی ہی شک تین — چشم نرگس کو بھی یان ہی بینائی کا
چشم میگوں سے جو تر دامن گلگون کی لڑی آنکھ — ہو گیا نشا ہرن آہو صحرائی کا
غم عاشق مین کیا ترک نکھر نا اُسنے — گل چراغ آج ہوا ملک خود آرائی کا
جسسے اس نور کے بت نے مجھے جھانکا ہی — چشم روزن مین گمان ہوتا ہی بینائی کا
سب گھمنڈ اپنے رقیبونکے مٹا دیتا مین — پاس ہوتا نہ اگر یار کی رسوائی کا
وجودی غیر کو ساقی نے کر رہنے دیکھو — شیشہ ہی کو مرض ہو گیا ابکائی کا

ظلم خوبان جہان مرسے فلق اُٹھ نہ سکا
آہ بدنام کیا صبر و شکیبائی کا

شہرہ ہو جہ نہین زینت و زیبائی کا — قطع جامہ ہی مرے یار پہ رعنائی کا
سیر دیکھو لب جانبخش صنم کے ہوے — خضر خط کو بھی دعوی ہی مسیحائی کا
طول سا طول ہی مرتا ہون نہ ہوتی ہی سحر — روز محشر ہی لقب اُس شب تنہائی کا
تجھسے اُن آنکھونکو نسبت ہی مگر مجلسی عشق — کھیلا کرتا ہون شکار آہو صحرائی کا

بیتابی الفت نے کیا ہی سبک ایسا — خاطر پہ گران بار کی نظر نہین ہون ہلکا
وہ سوختہ جان ہون کہ اٹھے دود دل اپنا — دنکو صفت شام ہو نظر نہین دھوندہ ملکا
چھلنی کیا اس نالے نے پتھر کا کلیجا — پوچھو جگر کوہ سے توڑ اپنی رفو کا
جوبن پہ شب ہے ہی ہوا چلتی ہی ٹھنڈی — ساقی کوئی ساغر ہی گلرنگ کا چھلکا
تلخی ہی ترش کاوش خال لب شیرین — خامہ بھی مرا نیش ہی زنبور عسل کا
اب یہ نی ہی کشتہ دیدار کی حالت — آنکھون نہین دم اٹکا ہی بھر و سانہین ہلکا
پیغام زبانی بھی کوئی کہنے نہ پایا — خط پڑھتے ہی لکھوا لیا قاصد سے مچلکا
کس چین کی نیند آتی ہی کیا امن ہی راحت — پوچھون جو مہر ہو کوئی خواب اجل کا

ہر وقت محبت مین مرے در پی جان ہی
پہلو مین قلق دل نہین دشمن ہی بغل کا

دل خستہ ہو تو لطف اٹھے کچھ اپنی غزل کا — مطلب کوئی کیا سمجھیگا مستوکی نثر کل کا
عالم تھا پی خرمن جان برق اجل کا — جب پٹھے کا موباف اڑ دوپٹے سے وہ جھلکا
اب یہ خط جام بھی دشوار ہی ساقی — قاضی نے لیا دختر رز کا بھی محل کا

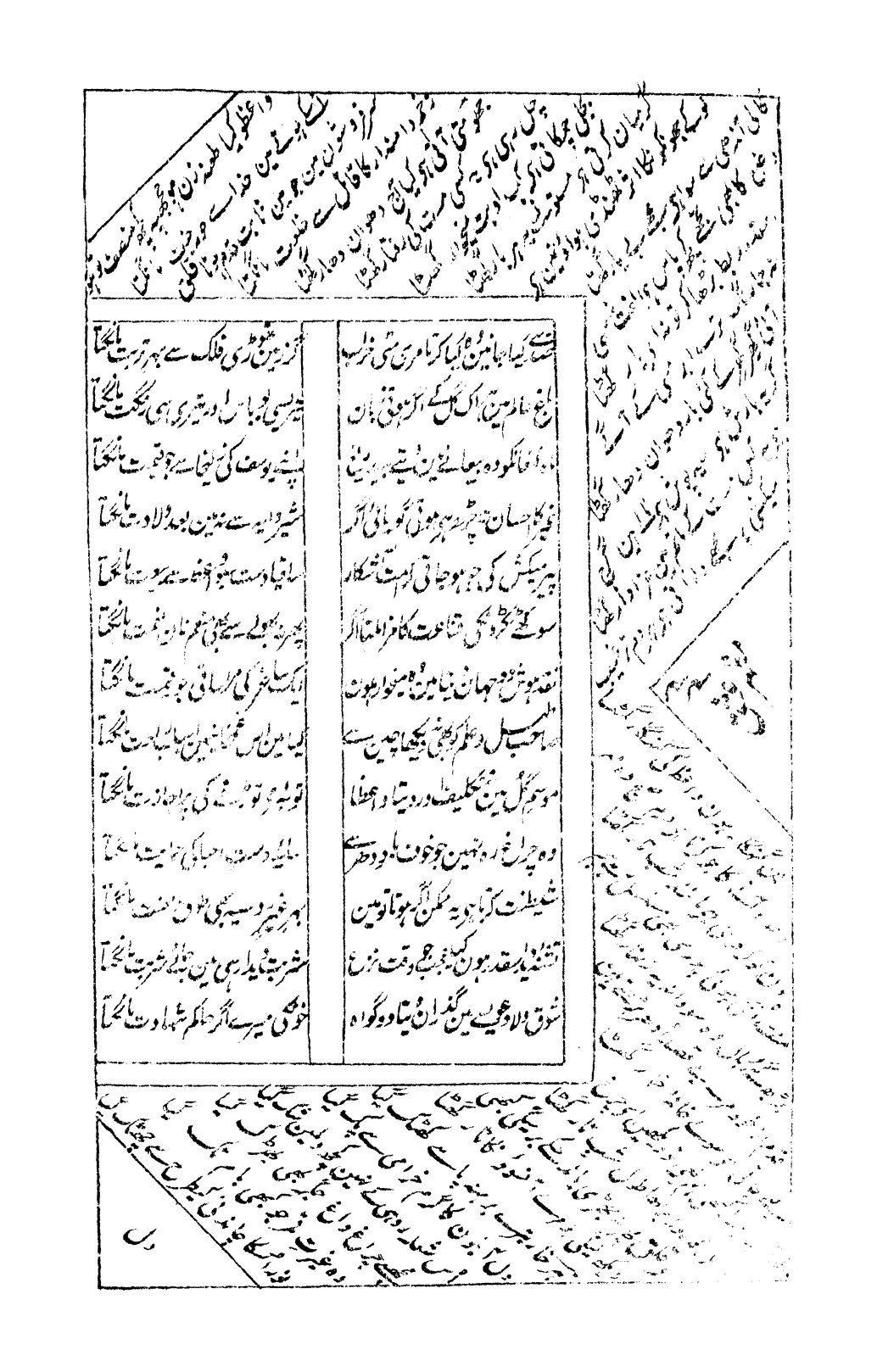

دل اپنا کوئے یار کے صنم مین ٹھٹک گیا
لوا ور سینے خضری سے بھٹک گیا

نظر و نین میری تیر نگہ وہ کھٹک گیا
سینہ جو توڑ کر جگر و دل تلک گیا

تڑپا یا اس قدر ہمین درد فراق نے
بستر جگہ جگہ سے ہمارا مسک گیا

جلوے سے نور عارض روشن کے اور قمر
زخمی تمھاری تیغ نگہ کا چمک گیا

تشبیہ دی جو ہرنے پر خم سے یار کے
طالع کا ماہ نو کے ستارہ چمک گیا

تا سدھ سے لیکے خط شوخی تو دیکھنا
مضمون ان طرب کا پڑھکر پھڑک گیا

آتا ہے نام میں تمھارے مرا دل تڑپ گیا
اے جان یہ غزال رمیدہ پھڑک گیا

تا ڈر چھکے بوتا تھا میں رحمت کا نامہ
احوال نامہ دیکھکے تیرے سرک گیا

کرتی ہی آتش رخ دلدار دیکھنا
مثل سپند نال کا دانہ چٹک گیا

مجھ روسیہ کی پھیلی سیاہ کی عمل
جگنو سا آفتاب قیامت چمک گیا

دین نے نہ پائی نام پہ نوشے جو مرے
تاثیر دیکھیو جام ہی زہرہ چھلک گیا

وحشت مین جب وہ خار مژہ یاد آگیا
کانٹا سا میرے پانے جگر مین کھٹک گیا

وادی عشق مین مے یوسف جمال کے
مین کیا تمام قافلہ سستہ بھٹک گیا

غیر دیکھو ساتھ لاکے کیا خوب ہمکو شاد
کیون جی یہی علاج دلِ ناصبور تھا

پوچھو نہ آفرینش احمد کا تم سبب
منظور اپنی ذات کا اُسکو ظہور تھا

شب بھر دکھا کے راہ منے آئے جو صبح یک
وہ ایسا کونسا تمھین کا رضرور تھا

اُٹھتے ہی اُسکے عارض پُر نور سے نقاب
کافور شمع بزم کے چہرے کا نور تھا

کچھ آج عاشقی کا نہین شوق اے قلق
مدت سے اس شراب کا دل کو سرور تھا

ہر دل عزیز میرا بتِ رشک حور تھا
یعقوب کیا وہ دیدہ یوسف کا نور تھا

مین کیا کہون جو وہ صنمِ رشک حور تھا
آرام جان سرور دل آنکھو کا نور تھا

وہ کیا ہوا جو آپکے چہرے پہ نور تھا
اس حسن چند روزہ پر اتنا غرور تھا

بیدرد تجھسا کوئی نہ اے رشک حور تھا
جو دل تھا تیرے عہد مین وہ ناصبور تھا

کیا کیا لیے ہین جذب محبت سے ہمنے کام
جبتک ہمارے بس مین دلِ ناصبور تھا

پیدا کیا تھا ہمنے تقرب جو یار سے
مشہور اس دیار مین کیا دور دور تھا

بیداد نے تری اسے سب کچھ سکھا دیا
آگے ستمگری کا فلک کو شعور تھا

ارادہ ہی تن کا لینگے بوسہ اس سی قلعے
مرا کھینچے ہم بھی ایدن میب نخدانکا

مری مٹی مین بھی خاصیت اکسیر پیدا ہی
کہ مین کشتہ ہون اک پارہ کے الماس دندانکا

ہوا ہی جبکی خاطر جان جیب و دامانکا
پہونچتا ہی کبا ہاتھ اس گل کے گریبانتک

کیا ہی قتل مجکو یار کے بہت حنا ہی نے
جریدہ پانہے تربت مین میری شاخ مرجانکا

بیابان جنون مین کیون نہ لہو مین عزیزانکو
گلہ خاطر ہی نیلا پیر ترے موے مژگان کا

وہ ترک جنگجو مجھسے نہ آنکھین لڑائیگا
کھنچے گی تیغ ابرو کی چلیگا تیر مژگانکا

کل داغ جنون کثرت سے بیٹے ہی پرشگفتہ ہین
مرا چاک گریبان بھی ہی دروازہ گلستانکا

مرے بہکانیکو راہ طلب مین خضر کرتے ہین
بنا مانند چشم غول ہر زرہ بیابانکا

عنایت گرد صحرا کا قلق مجکو کیا خلعت
جنون نے رکھ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا

گر کرتا وہ نظارہ لب جانبخش جانانکا
سکندر ایک دن خضر ہمتو آب حیوانکا

رقم کرتا ہون کچھ صفت ابرو مژگان جانانکا
دکھاتا ہون مین جوہر اپنے کلک گوہر افشانکا

جو اسکا سینہ پرنور دیکھا تو مین سمجھا
ہوا خورشید طالع مشرق چاک گریبانکا

وہ بخت جاگ اُٹھا جو کرتا ہے وہ قاتل قتل — تو تیغ کا بھی مرے ساتھ دم نکل جاتا

یہی چلن تھا جو بازار عشقبازی مین — ہمارا شعلۂ داغ جنون بھی چل جاتا

بھلا ہوا نہ سنی ہمنے بدزبانی یار — ہمارے مُنھ سے بھی اُسوقت کچھ نکل جاتا

اثر اگر کشش شوق قتل دکھلاتی — تو تیغ بکمر یار کا اُگل جاتا

صفا پر اُسکی مہ و مہر گر نظر کرتے — تمھارے پھر پہ پائے نگہ پھسل جاتا

جو باؤن توڑکے اک جانہ بیٹھتا ہتا مین — تو کوئی جوڑ قفیوتا مجھے چل جاتا

شراب خانے مین ہوتا گذر جو واعظ کا — جمال دختر رز دیکھکر پھسل جاتا

تمھین بتاؤن مین ناصح کی کسطرح سُنتا — سمجھانے سے دل غمزدہ سنبھل جاتا

نہ ہنے پڑتے اگر روز بدر شب غم — تو اتنا جلد مین کیون ہی طرح دمن جاتا

فروغ دیکھکے اُس شمع بزم کا شعلہ — تڑپکے پردۂ فانوس سے نکل جاتا

مرے چلن پہ نکرتا نظر اگر وہ کریم — کھرون کیسا تھ یہ کھوٹا دم بھی چل جاتا

ہمارے روز سیہ دیکھتی تو ہیبت سے — شب فراق کا بھی رنگ رخ بدل جاتا

قلق ہا ہو مجھے اس وضع عشق مین بھی — مزاج یار نہ تھا مین کہ جو بدل جاتا

فروغ دودہان ہاشمی آگے نہ ایسا تھا
کیا ہے نام روشن آپنے اب دجد کا

گنا جاؤن ترے دیوانگان عشق گیسو مین
ملے آزاد نامہ جب مری روح مقید کا

قلق کوئی نہین اب دلمین ورا رمان بجز اسکے
خدا دکھلائے جلدی مرقد انور محمدؐ کا

ہم بغل جسوقت ہمسے وہ گل تر ہو گیا
پیرہن کیا جامہ تن تک معطر ہو گیا

جب مقابل یار کے دہنو نے گوہر ہو گیا
آب خجلت سے تمام اسکا بدن تر ہو گیا

جسکو وصل اس آئینہ رو کا میسر ہو گیا
بخت اسکا غیرت بخت سکندر ہو گیا

آئنے نے کھلایا اثر اپنے طلائی رنگ کا
نقرئی پہنا تو سب سونے کا زیور ہو گیا

پرتو رخسارسے اک آسمان حسن کے
ذرہ ذرہ روکش خورشید محشر ہو گیا

چاہتا ہر کامین کلمہ پڑھون آیا ہی آئے
نامے کے لانیسے کیا قاصد پیمبر ہو گیا

اسقدر کی خنہ اندازی خلقگ آہ نے
رفتہ رفتہ یار کی دیوار مین در ہو گیا

لاکھ در باتو کو بھر کائین در انداز ابتو کیا
دلمین اپنے خانمان برباد کے گھر ہو گیا

ہمنے لکھا تھا جو خط مین اپنی برباد یکا حال
راستہ ہی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

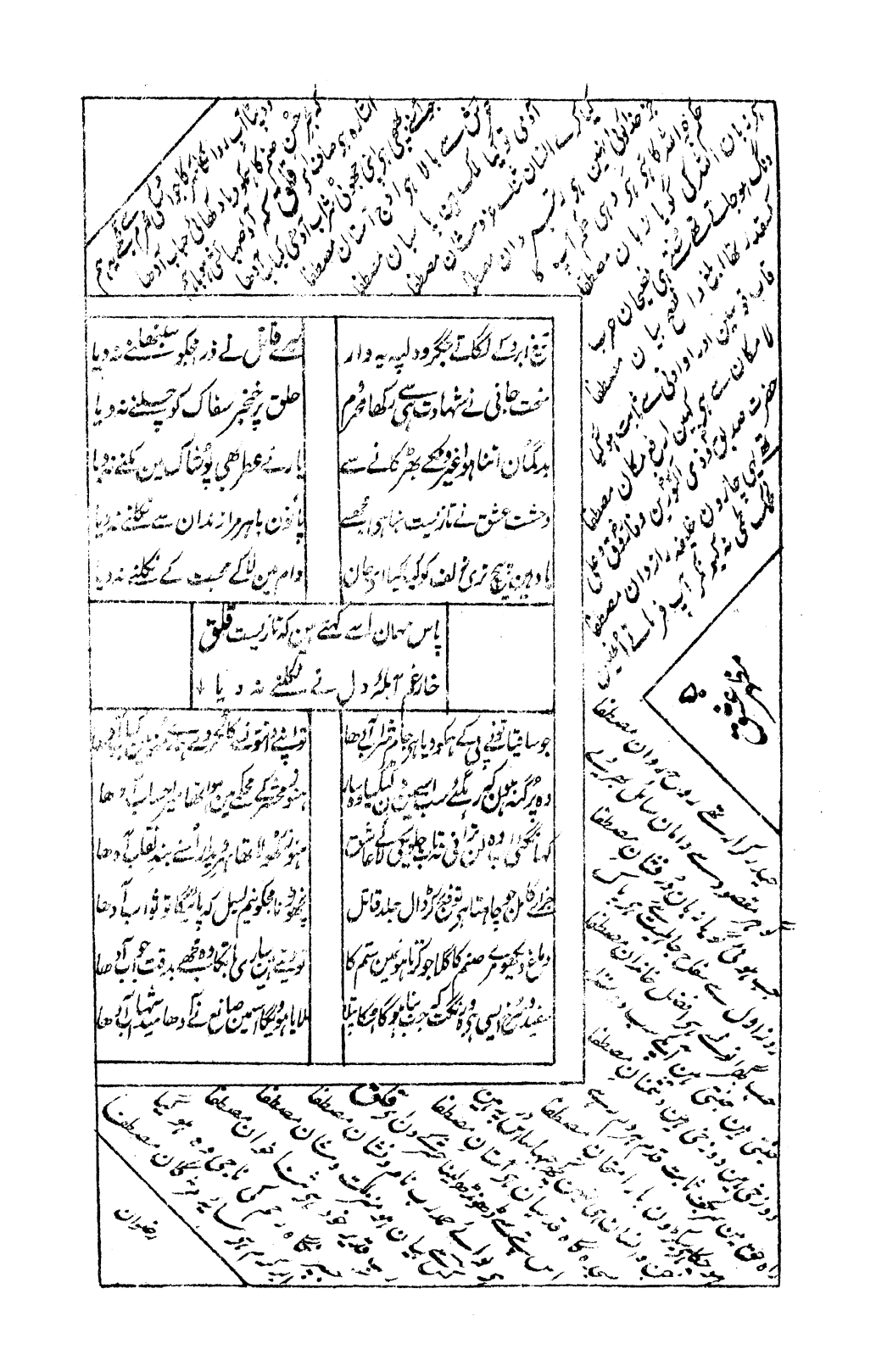

رضوان ہین جو روکیگا چلائینگے ملک
جانے دو ان کو ہین یہ غلامانِ مصطفا

کیا آفتابِ حشر کی گرمی ستائے گی
ہم ہونگے زیرِ سایۂ دامانِ مصطفا

بادِ خزان ظلم سے سب باغبونے ہائے
تاراج کر دیا چمنستانِ مصطفا

ہوتے نہ آپ خلق تو ہوتا نہ کچھ بھی خلق
دونون جہان ہین بندۂ احسانِ مصطفا

خوف اُنکو باز پرسِ قیامت کا کچھ نہین
جو اُمتی ہین تابعِ فرمانِ مصطفا

دُنیا کے ذائقون پر اِسی سے نظر نہ کی
سب نعمتون سے سیر تھے مہمانِ مصطفا

خورشید آسمانِ نبوت حضور ہین
بُرجِ شرف ہو گوشۂ ایوانِ مصطفا

کس سے مثال دیجیے ایسا وہ کون ہے
برتر ہے سب سے بعد خداشانِ مصطفا

عصیان سے کیون ہین سرنگون یان حشر مین
ہوگا ہمارے ہاتھ مین دامانِ مصطفا

ہونگے رسا نصیب ہمارے بھی اے قلق
دیکھین گے ہم بھی مرقدِ ذیشانِ مصطفا

سودا ہوا ہے جب سے اُس زلفِ پرشکن کا
مارِ سیہ بنا ہے سنبل مرے چمن کا

بازارِ گرم کیونکر ہر دم نہ ہو سخن کا
آتش زبان ہے اک اک بُلبل مرے چمن کا

ردیف — یائے موحدہ

کیسے ہو لاکھ مین سب احکام قرآن و حدیث	رائے حق رائے نبی ہو عین رائے بوتراب
پیر ہی اس رہنما کی کر کرتا جھکے نہ راہ	مشعل راہ یقین ہو نقش پائے بوتراب
دوستان مرتضی پر نار دوزخ ہو حرام	اک کلید قفل جنت ہو ولائے بوتراب
کیا جاری ہی سکا جن و انس پہ کیوں کر نہو	وقت کا ہے سلیمان ہو گدائے بوتراب
کسی کی تصویر کا آئینہ خورشید فلک	کرتی تھی کس سے زمین باتین سوائے بوتراب
پڑھیے بعد پنجگانہ اب وظائف کچھ نہ اور	کیجیے نعت محمد اور ثنائے بوتراب

ردیف — مانگتا ہو یہ دعا اللہ سے ہر دم قلق
بخش دینا بہر پیغمبر برائے بوتراب

ہمکو ازل سے آج تلک غم ہا نصیب	راحت کے نام سے بھی نہین آشنا نصیب
صد جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب	دشمن کو بھی یہ رنج نہو ای خدا نصیب
ہمسے کبی فلک کی ہمیشہ چلی گئی	اک روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب
ختم اس نگار پہ ہی سب انداز دلبری	حور و پری کو کب ہین یہ ناز و ادا نصیب
اکبار لبسے اور کرو نگا سوال وصل	بغلے اسمین کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب

خضاب بالو نہ ہو تا نہین ہو پیری مین | سیاہ بخت پہنتے ہین سوگوار شباب
عزیز کیون نہو ن پیری مین محبوب سیاہ | کہ اعتبو ہین یہی دچار یادگار شباب

کمال ضعف سے یہ در د لب ہر آٹھ پہر
قلق فدائے جوانی خلق نثار شباب

عاشق گیسو تیرے گنہگار ہین سب | مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
پاس اطبا کو ہو مایوس یہ بیمار محبت کے بیمار ہین سب | شے بیمار محبت کے بیمار ہین سب
دلدہی کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا | یہ جسیسان جہان نام کو دلدار ہین سب
اب صبوت ہو محبت مین تمھاری ہی جان | اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
ظلم صیاد سہا جائے یکایک کیونکر | ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
حسن یکتائے دو عالم ہو ترا ہی دوست | تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب
ایک بھی بات دل لیکے بنا ہین گے حضور | یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
بے زبانی سے ہین محبوب نہین سن لیتے | قائل اس آیلہ پائی کے مرے خار ہین سب
نہ پڑو فکر دہان و کمر یار مین تم | کوئی واقف نہین یہ غیب کے اسرار ہین سب

۵۳ غزل

مٹی نہ ہو یہ عاشق خانہ خراب کی
مٹی کے عطر سے نہ کرو پیرہن خراب

کس وجہ ہجر یار مین ای موت دیر کی
رکھے ہی رکھے ہو گیا میرا کفن خراب

بنو آئیگا جو خط وہ مرا شک آفتاب
سورج کی ایک روز یہ ہو گی کرن خراب

زلفین چھٹین جو انکی کہ پیچ و تاب سے
دو ہاتھ تیرے واسطے ہو گی رسن خراب

ظالم نے عیش باغ کو غمخانہ کر دیا
یارب سیدھ سے ہو جے کہن خراب

گل مین نہ باغبان مین نہ بلبل کے چہچہے
کیسے پڑے ہوے ہین چمن کے چمن خراب

ردیف
تھوڑی سی جگہ تو مرے کو اسکی گلی مین دو
مٹی کر و قلق کی نہ ای جان سن خراب

مائے فارسی

تھا رافضی گیسو تھا گلے کا لاسانپ
بنایا کس لیے افسانے سے کوڑیالا سانپ

خیال زلف مین مانند نے وہ نالے کیے
ہر ایک روزن دیوار سے نکالا سانپ

رقیب چھوتا ہی زلف سیاہ جانانکو
خدا کرے کہین ڈسجائے اسکو کالا سانپ

ہوا ہون خاک کسی گل کی یا کہ گل مین
کلال تو مری مٹی کا بھی بنا لا سانپ

بنا کے کاڑے ہوے جیتے ہین نہ ڈرتے ہین
تھا رآگیسو ے مشکین بھی ہی زالا سانپ

درماندوں کا ہو کون بجز تجھ کے دستگیر — اپنے ایا ہو فکر وہ لینگے نباہ آپ
مجھ روسیہ کی ہے یہ عادت نازپرس — رکھیگا اپنے لطف و کرم پر نگاہ آپ
الفت کا کیا یہی ہے نتیجہ جہان مین — عاشق کو قتل کرتے ہین کرتے ہیگا آہ آپ
دل دیکے بحر فکر مین ہو غوطہ زن عبث — دریائے عشق کی نہین لینگے تھاہ آپ

ردیف ت — عزم سفر تو تاک عدم کا ہی اے فلک — تاے فوقانی
کچھ اپنے ساتھ لے بھی چلے زاد راہ آپ

دشمن جان مین مرے شوخ پریزاد بہت — تشنۂ خون گنہگار مین جلاد بہت
کہین شیرین سا حسین تو نظر آئے کوئی — اب بھی سر دینے کو موجود ہین فرہاد بہت
تیغ ناہی نے پس قتل اثر دکھلایا — فوج کر کے مجھے رویا مرا جلاد بہت
دل جو دیدیا تو حسینو نکو سمجھ کر دینا — عشقبازی کی بری ہوتی ہے عادت بہت
ابھی کچھ قدر شباب آپکو اے جان نہین — تھوڑے روز مین یہ دن کہیگا یاد بہت
شجر ظلم نہین پھولتے پھلتے دیکھا — جور مجھپر نکرا ہی بانی بیداد بہت
جن مین تہذیب ہے معشوق بہت ہین ایسے — آدمیت نہین جنمین وہ پریزاد بہت

عشاق کب آرائش دنیا کے ہین پابند
آزاد تعلق ہین گرفتار محبت

مرکر غم گیسو مین ہوا ہمپہ یہ روشن
تاریکی مرقد ہی شب تار محبت

ہین از سر نو مول کسی لف کا سودا
ہین داغ جگر سکۂ بازار محبت

گل داغ ہین اس باغ کے بلبل ہی تمنا
ہر چاک جگر ہو ورگلزار محبت

اس دل مین کس امید پہ جان اپنی لڑاؤن
مشہور ہی بیقدری سرکار محبت

وہ عیسیٰ دوران بھی غیر و نسے اٹھر جائے
جم جائے جو رنگ رخ بیمار محبت

ہے پردہ وہ یوسف ہو تو حیران ہون خیال
رخسار رہون آئینہ بازار محبت

یہ خاک کا پتلا نہ اگر حوصلہ کرتا
کونین سے اٹھتا نہ کبھی بار محبت

بیچ کے یہ مول لیا کرتے ہین سودا
ہوتے ہین عجب جنس خریدار محبت

اس یوسف خود کام کی فیصل تو ہو قیمت
بیعا نہین دل دینگے خریدار محبت

بھنے کی نہین ای قلق ان بیمرونسے
یہ طالب زر ہین ہین طلبگار محبت

ہوے صیاد سے یہ کہکے محبوس کہن خصت
ہوے ہم پرندی تو نے پر سیر چمن رخصت

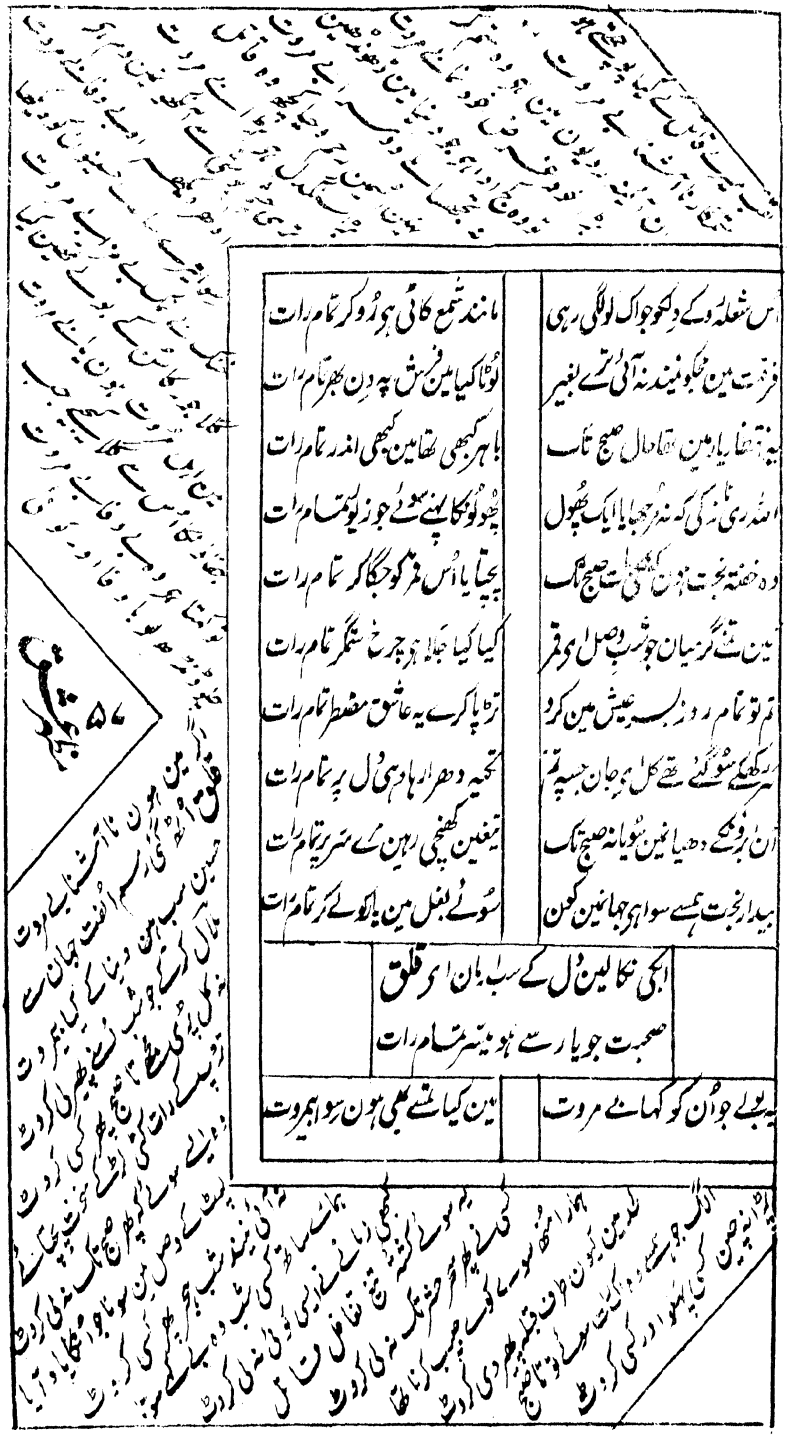

اُس شعلہ رو کے دل کو جو اک لو لگی رہی | مانند شمع کانپی ہی رو کر تمام رات
فرقت مین مجکو نیند نہ آئی تیرے بغیر | لوٹا کیا مین فرش پہ دن بھر تمام رات
یہ تھا یا مین تھا حال صبح تک | باہر کبھی تھا مین کبھی اندر تمام رات
اللہ ری نازکی کہ نہ برجھا یا ایک پھول | پھولونکا پہنے سوئے جو زیور تمام رات
وہ خفتہ بخت ہون کہ جنھین موت صبح تک | پہنچا یا اُس مژہ کو جگا کر تمام رات
تین تتے گرمیان جو شب وصل ہی قمر | کیا کیا جلا ہی چرخ ستمگر تمام رات
تم تو تمام روز بسر عیش مین کرو | تڑپا کرے یہ عاشق مضطر تمام رات
سر رکھکے سو گئے تھے کل ہر جان جسپہ تم | تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات
آن بر فلک دھیا نین سویا نہ صبح تک | تیغین کھنچی رہین مرے سر پر تمام رات
بیدار بخت ہمسے سوا ہی جہان مین کون | سوئے بغل مین یا کوے کر تمام رات

ابکی نکالین دل کے سب ارمان اے قلق
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ بولے جو اُن کو کہانے مروت | مین کیا تمسے بھی ہون سوا ہیمروت

۵۷ غزل

قلق

روایف

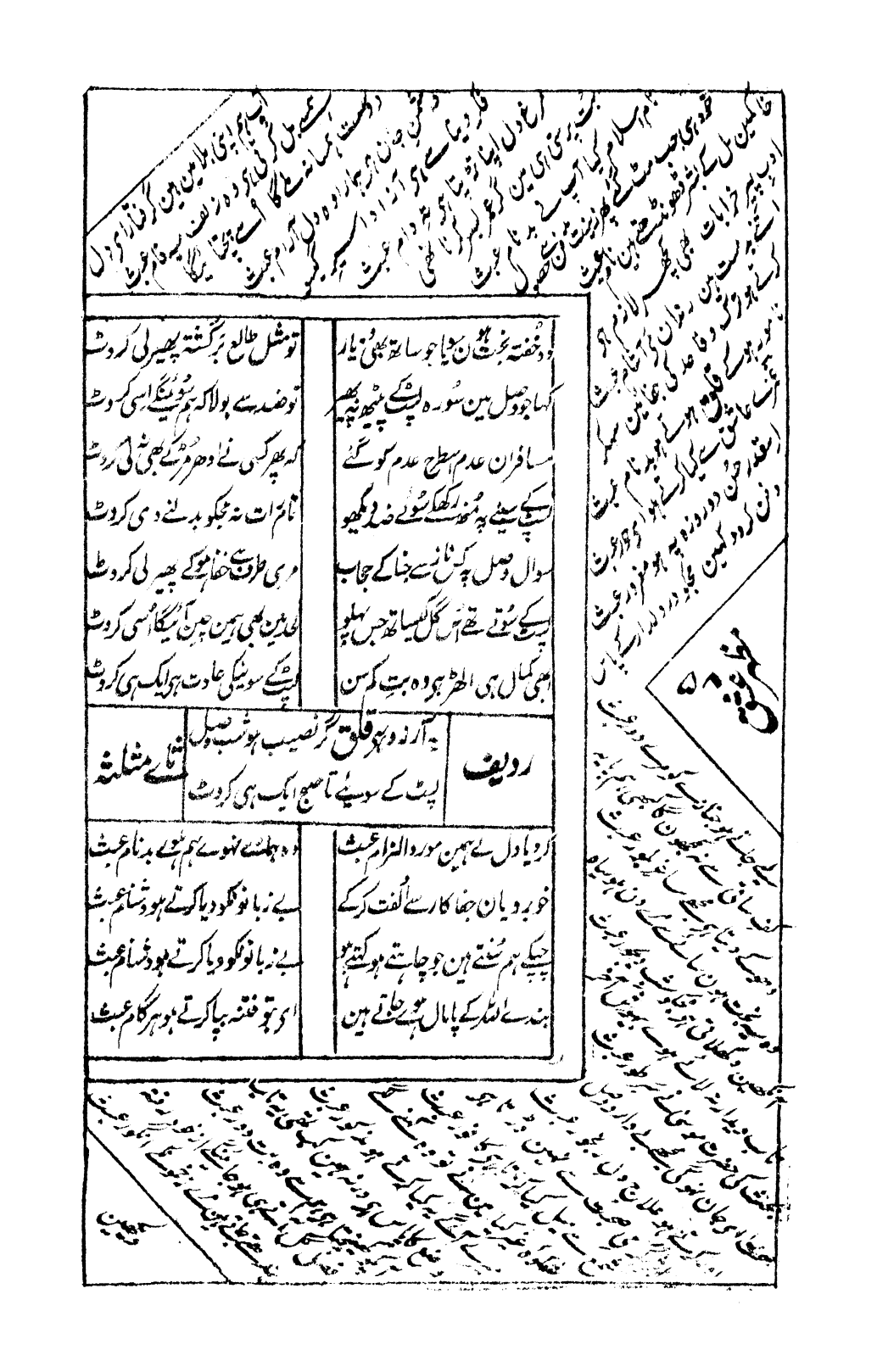

دیکھیں گر چشم تصور سے کریں کچھ حجاب
پردہ دلمیں ہا کرتے ہیں مستور عیب

شمن بدن سوزش الفت سے پھکا جاتا ہی
سے دا غونیہ حرام ہم کا فور عیب

ردیف جیم

اہی قلق ہو گئے انگشت نمائے عالم
چاشنی والونیں انکے ہوے مشہور عیب

دلکو ہی داغ الفت دلبر کی احتیاج
ہی بادشاہ جسم کو افسر کی احتیاج

ہر دم تلاش گو ہر مضمون ہی طبع کو
ہی نو عروس فکر کو زیور کی احتیاج

ہم بھر کو یاد کا دشہ امکان کرم کرے
اپنے رگ جنو نکو ہی نشتر کی احتیاج

ہی در پہ خاک نشینو نکو چین ہی
انکو نہین ہی بالش بستر کی احتیاج

داغ جنون ہو تاج در بار ہی سریر
حاجت نہ تخت کی ہی نہ افسر کی احتیاج

عاقل ہو تو تو زلیت ہی مین بند و بست کے
انسا نکو بعد مرگ بھی ہی گھر کی احتیاج

خواہان بوسۂ لب شیرین ہی تیرا زار
اس مور نا توان کو ہی شکر کی احتیاج

ہی مشک گل ہزارون اسیم غادل امین
خط بھیجنے کو ہی دو کبوتر کی احتیاج

یاد گلو و دیدۂ بیگو نسے مست ہین
انکو نہین ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج

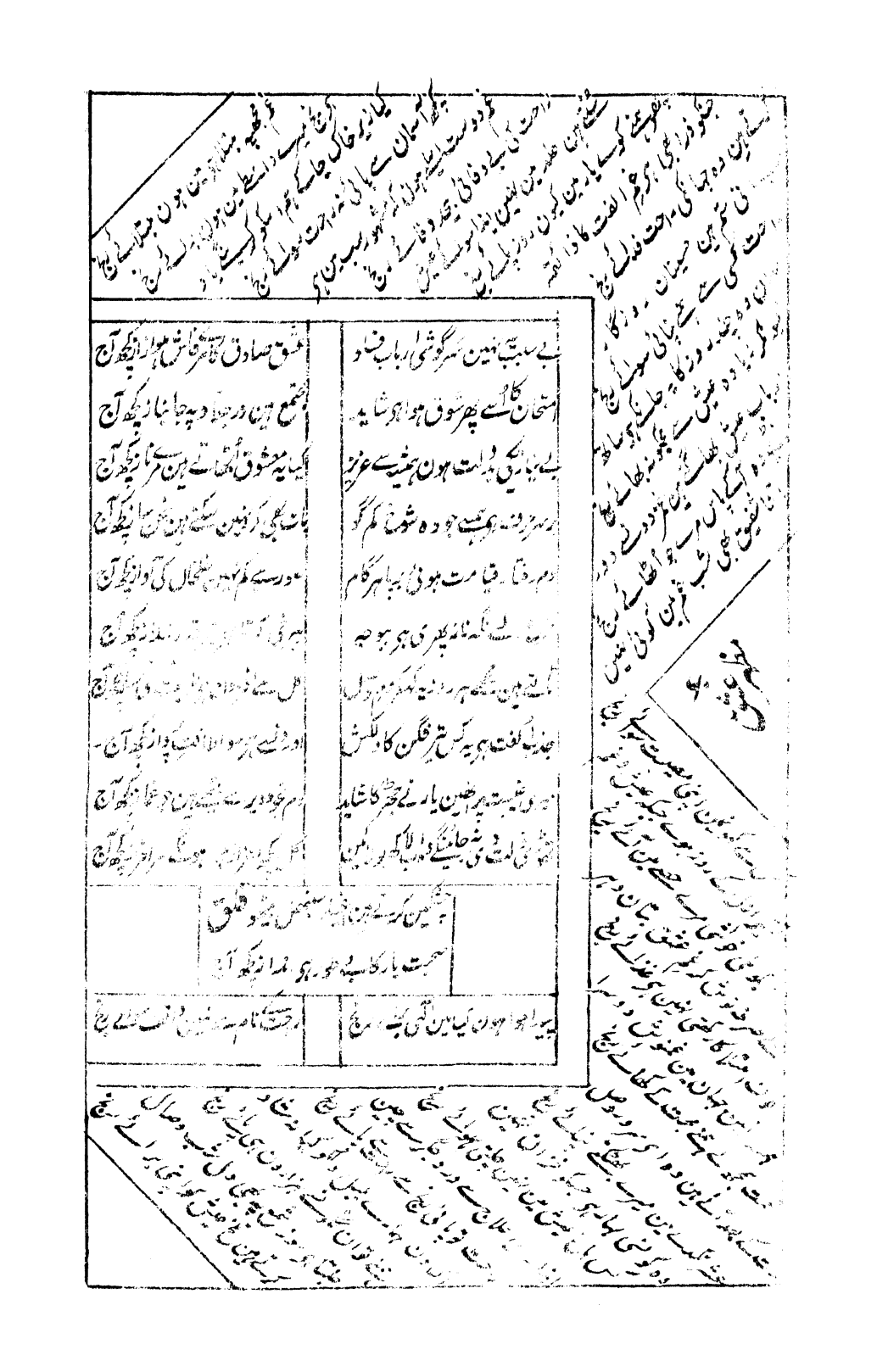

دو خصلت بخت مین کہ سبھاگے کبھی نصیب | دیکھا نہ خواب عیش بھی ہمنے سوائے رنج

فرقت مین ایک قاتل بیرحم کی قلق
چو رنگ دل کو کرتی ہی تیغ جفائے رنج

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج | باقی فقط ہی اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار اور ہی بیفائدہ علاج | درد غم فراق طبیبو ہی لاعلاج
آئے تھے کر نیکو ترے دیوانیکا علاج | اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجۂ اشک چشم یار | کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے | اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے | عیسی کریگے عشق کے آزار کا علاج
اک دن ہماری جان ہی لیکر یہ جائیگا | درد جگر ہمارا طبیبو ہی لاعلاج
احباب میرے ہوش کی اپنے دوا کرین | ہوگا طبیب سے دل بیمار کا علاج
خود سر کمال ہی دل دیوانہ ناصحا | ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا | کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

ردیف جیم فارسی

حیرت کا جو مقام طلسم زمانہ دیکھ
غفلت مین حاضرست مین کرتے ہین چار سوچ

فکر آل کار تو کچھ زیست بھر نہ کی
زاد سفر کا اب ہو دم احتضار سوچ

کشتے کی تیرے خاک ہی تو روند خوش سے
کرنا ہو اتنا کیلیے ای شہسوار سوچ

وعدہ کیا تھا ہم سے کسی بات کا کبھی
کچھ جی مین اپنے اب غفلت شمار سوچ

شاید کسی رقیب نے پھر بھر دیے ہین کان
خالی نہین ہی آپکا یہ بار بار سوچ

سے اس گلی کے پہنچے گی نہ قبر سے
مدفن کی جا ری نہ کہین اور یار سوچ

پہلا اسیر زلف جو ہوا تھی قدر کر
اول بہا ہی مشک بہا بھی مین یار سوچ

وی جان جسپہ فاقہ کو بھی ہیگا وہ
بعد فنا ہی یہ ہمین زیبا ر سوچ

دل کو عبث مقابلہ عشق کی ہو فکر
کرتے نہین ہین دو دم کار زار سوچ

دل پھٹکا قیمت ملکا بانکے مین کار
اپنے بھلے خود تو کچھ ای گلعذار سوچ

ہو گی کبھی نہ دام سے صیاد کے نجات
ای عندلیب فرصت گل مین ہزار سوچ

مرغ صفت ال کھیل گئے جان ہی پہ جب
کس بات کا ہی پھر تجھے ای دلفگار سوچ

دل دیتے وقت تجھے نہ افتاد عشق کی
بیجا ہوا ہو یہ ای فلق دلفگار سوچ

جنون ہوا جو مجھے تیرے صبح عارض کا
ہمیشہ چاک گریبان ہا سحر کی طرح

صفائے دل سے تجھے حاصل ہو اسد اے غافل
سنان غمسے چھدے جب جگر گہر کیطرح

ہماری قید حسین اس سے کرتے ہین کہ ہمین
کمال عشق پہ ہی ناز ذی ہنر کی طرح

وہ آفتاب بدن ہی جو جوہری دیکھے
ترے پسینونکے قطرونکو بے گہر کیطرح

بہانہ کرکے نہ آیا اندھیری راتون کا
وہ ماہ پردہ شب مین چھپا سحر کیطرح

کلیجا سنگ کا بھی آب ہو کے بہ جائے
اگر اٹھائے وہ صدمے مرے جگر کی طرح

خیال رنگ طلائی کو یار جانی کے
جگہ دی دل مین قلوپطرہ نے زر کی طرح

چہرہ ترا ہی مہ خوبی جواب صبح
مہتاب شب مین گلگون حجین آفتاب صبح

پیش نظر جو وصل مین تھا انقلاب صبح
پوچھو نہ حال شب کا نہ کچھ اضطراب صبح

تار شعاع مہر ہین فرقت مین تار شک
گریان ہی مرے حال پہ چشم پر آب صبح

منزل ہماری غفلت پیری نے کھوٹی کی
وقت سحر گران ہی مسافر پہ خواب صبح

زنجیل ڈوپٹے کا رخ پر نور پر نہین
تار شعاع مہر بنے ہین نقاب صبح

۶۳ بجھ عشق

ہمارے شعر کیون نہ ہون دلچسپ جہان حسین نظر کیا کوئی دیکھے گا ہمارے ساتھ جو ہمکو گمان گمان ہوگا

ضعیف ہوکے سمجھتا نہین تعوب ہی — کرون شباب مین ترک اُلفت بتان ناصح
کرم کیا ہی غم عشق نے مرے دلمین — مین کسطرح نکرون پاس مہمان ناصح
ہم آپ بند کیا کرتے ہین ہزار وںکو — ہمارے سامنے کھولیگا کیا زبان ناصح
ہتو نکا کلمہ پڑھے تو ابھی ہمارےطرح — کمال عشق اگر پختہ ہو عیان ناصح
مین وہ ہون عاشق دیوانہ گر مجھے کی پند — برنگ جیب اُڑا دونگا دھجیان ناصح
کہین ہمارےطرح پہ بھی پھنس گیا شاید — کچھ آجکل ہی بہت ہمپہ مہربان ناصح

ردیف — قلق نہ حرف نصیحت زبان پہ لائے وہ پھر — جو سُن لے میری محبت کی داستان ناصح

خانۂ معجمہ

ان شعلہ خو نکا ہی ہر اک عضو بدن شوخ — کیونکر نہ یہ بجلی کیطرح ہون ہمہ تن شوخ
آنکھین تری آفت کی ہین ابرو خنجر ہین شوخ — کچھ بڑھکے نہین انسے غرا لان ختن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہی شرارت — کھونگھٹ ہی مین ہوجاتی ہی معلوم کُطن شوخ
دو فقرہ نین کر دیتے ہین دل لکھو نکے بچین — ان شوخ بیانونکا ہی انداز سخن شوخ
در پہ کی ہین بہت ہاتھ نہین لگتی ہی لیکن — پیر مین جوانونکی طمحے ہی یہ زن شوخ

تمنائے کوچے مین جاکر یہ سب مچلتے ہین — کبھی ہوئے نہین ایسے مرے قادر گستاخ
جناب وصل کو توڑا ہی جی کڑا کرکے — بہت نو نین ہوئے ایسے آج ہم گستاخ

ردیف — لحاظ ہی مین شب وصل ہو گئی آخر — نہونے پائے قلق اس سے کوئی دم گستاخ — والِ مہملہ

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد — کرے گا صوت اسد آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد — علائے نوک زبان میری شمع سان فریاد
وہ عندلیب ہون آئے جو تا زبان فریاد — فغان کرے بھی صیاد و باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان — کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہو مجکو نہ موت آتی ہو — خیال زلف مین ہو کیا بلائے جان فریاد
تمہارے اس دل بیرحم کو دکھاوینگی — ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
تری گلی مین جو عاشق کمان افسر ہو — پیادہ رو ند کا نالہ ہو پاسبان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمسفیرو مجکو — یہان قفس مین ہو دور زبان فشان فریاد
جلائیو نہ اسے اے فروغ آتش گل — کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد

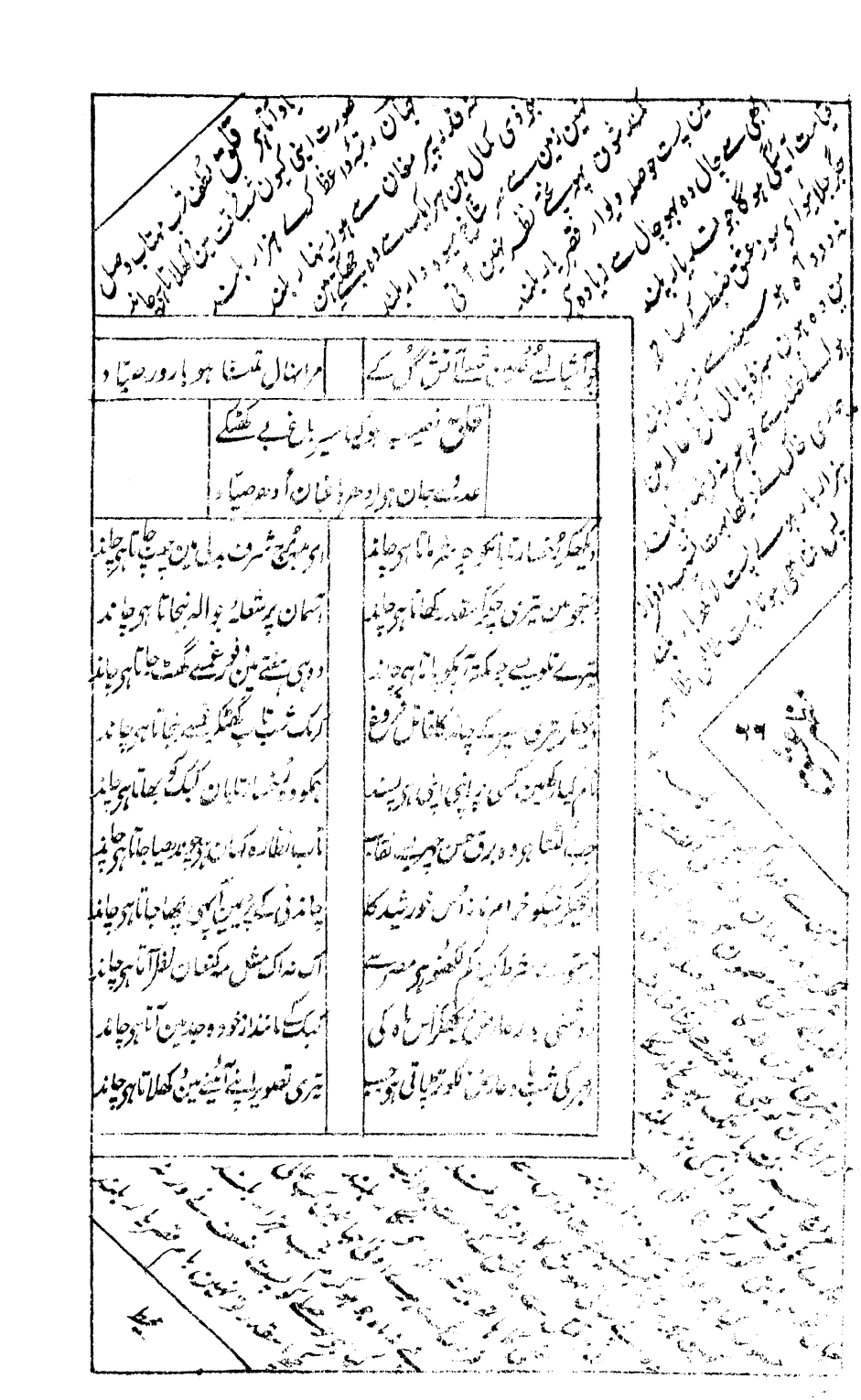

محیط عالم فانی مین فائدہ منعم
سر غرور رہا گر حباب دار بلند

شب فراق یہ ڈر تھا چلے نہ خرمن ماہ
ہوے جو نالۂ سوزان کے کچھ شرار بلند

سر غرور رہے سر کشون کے پست فلک
جو رزم مین نہ ہوئی حیدر کی ذوالفقار بلند

اسیر کرکے تو لازم نہین جفا صیاد
قفس چمن سے نہ کر نام را خدا صیاد

پھنسے نہین کسی آشنا کے پھندے مین
ہزار شکر کہ ہو صورت آشنا صیاد

رسا ہوت ہین نصیب اسکے باغ عالم مین
ہوا جو صید ترے دام زلف کا صیاد

دیا جو دام نے تیرے فغان کے مژدہ کو مرے
غریب دانۂ خال عذار کا صیاد

نہین ہے رنج اسیری پہ کچھ مجھے لیکن
یہ خوف ہے نہ کم سن ہو تو مرا صیاد

خدا نے کر تا مین قطع امید آزادی
اسیر کرکے اگر پر نہ کاٹتا صیاد

دکھایا نہر چمن نے جو اسکو آئینہ
خود اپنے دام محبت مین پھنس گیا صیاد

ہنر دکھایا شکار افگنی کا اپنی خوب
کہ ہم کو زندہ گرفتار کر لیا صیاد

کسی کا موسم گل مین نہ آشیانہ اجاڑ
خدا نے تیرے بھی گھر بار کیا ترا صیاد

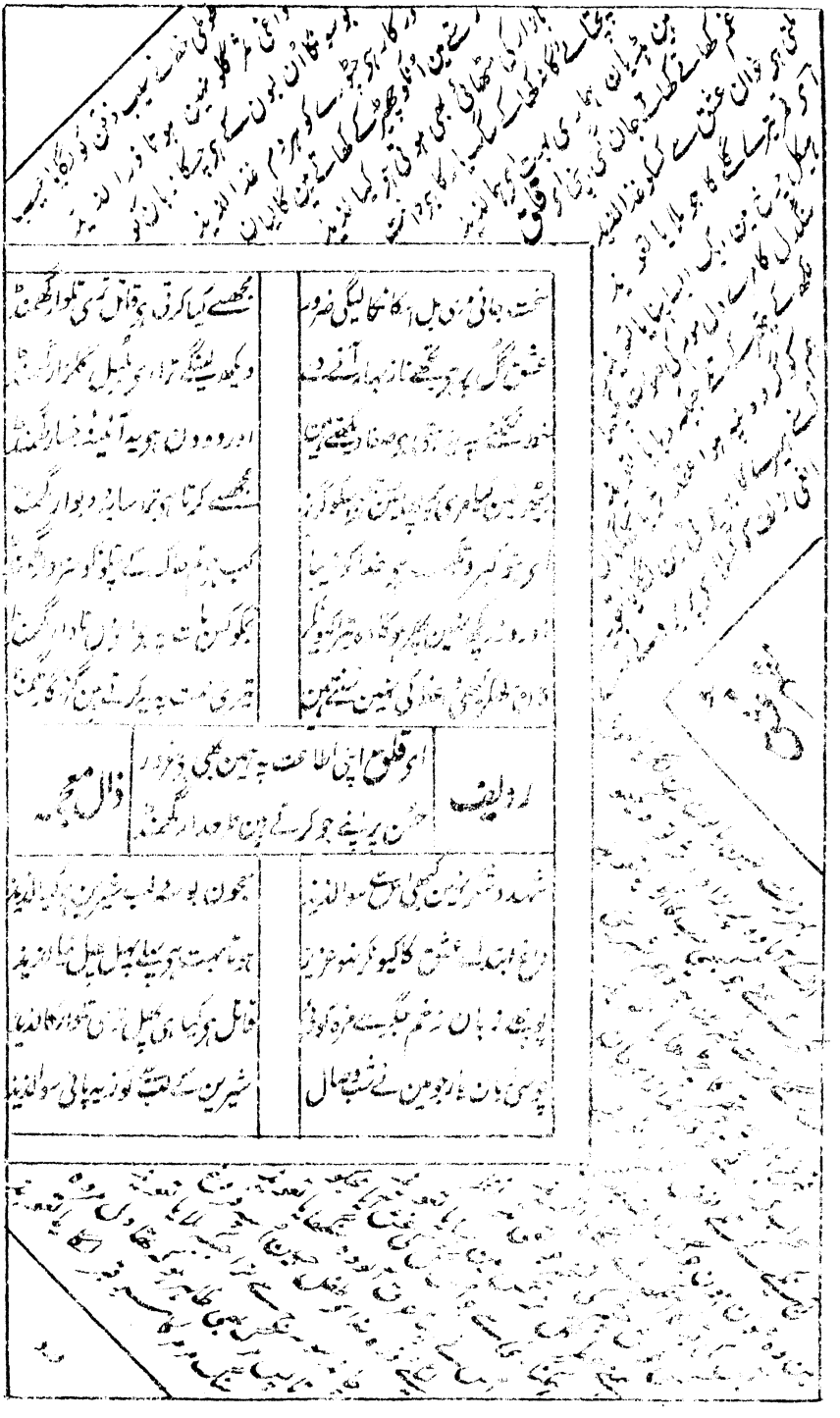

ردیف	درد دل کو قلق آرام ہوا دیکھتے ہی نامہ لایا نہیں قاصد کوئی لایا تو ہے	رائے مہملہ
الٰہی خدا ہی اُس بُت ظالم کو راہ پر	پڑھائی ہوئی ہو بے اثری دے آہ پر	
جاتی ہے جان سُرمہ چشم سیاہ پر	رکھتی ہو باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر	
ہو زاہد و شکوہ مزد عبادت کی چشمداشت	میری نظر ہو اس کے کرم کی نگاہ پر	
کچھ اعتبار نہیں بیوفا ہے یہ	نازاں نہ ہو حسن زن دُنیا کی چاہ پر	
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے	یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر	
پھر بیڑیوں پڑیں کی قدم مارنے لگے	طاؤس کبک آئے ہیں کچھ کچھ نباہ پر	
خواہان نقد ہوش ہیں وقت عرض حال	جُز ماند لٹے ہوتا ہے یاں دادخواہ پر	
کب دھوپ ہیں ہے خچہ رنگین کی خیمہ آڑ	سوراخ مکھی لگی ہوئی ہر روئے ماہ پر	
صیاد لگنی میں ایک ہے تو در قفس ہے	صدقے ہر مرغ دل نرے تیر نگاہ پر	
دیکھا جو پھیر کے مارے نگہ میں جھپک گئیں	بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر	
اس تیر کو خطا کبھی کرتے سُنا نہیں	عاشق ہزار ہیں ورد سیدہ کی آہ پر	

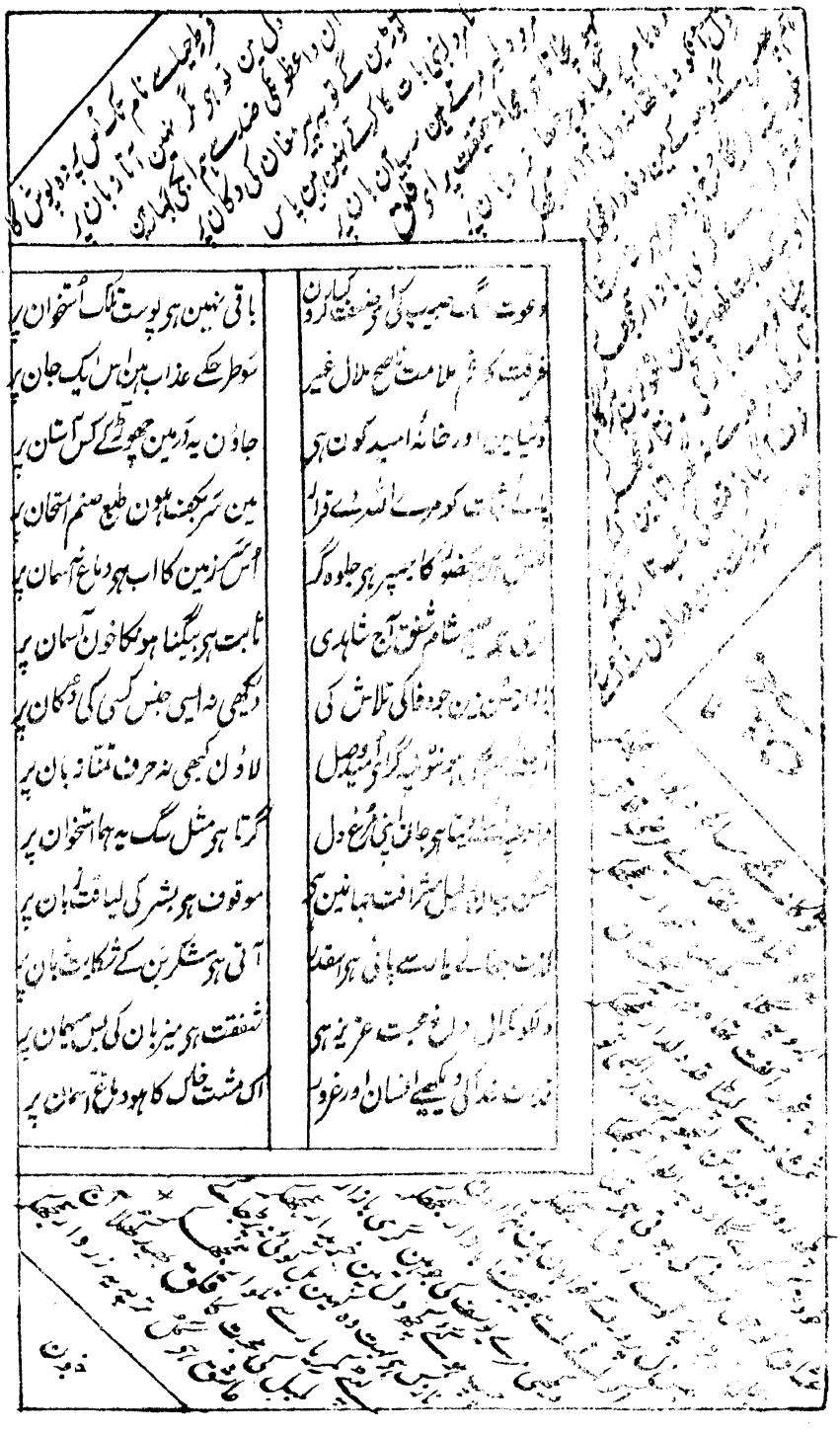

کل لڑائی وقت وہ ہمکو اُٹھاتے ہین — دُور ہی پڑے ہین رگِ جان کی ڈور پر
اہر ضعف گوشہ گیر ہین ہین ہر اک طرح — آتی نہین بلا کوئی روزن مین مُور پر
نکل جو لکھکے ڈھاتے ہین ان پاتے ہین جواب — یان بدلے تار کے خبر آتی ہی ڈور پر
فقارا زد دیکھ سکے اُس کی ہی چھائی ہی مثل آئینہ حیرت چکور پر
لب پر ہی اُس مسیح کے کیا ہی خط — میلا لگا ہی ساحل مٹیالے شور پر

اُس گل کے نہیں کی جو مُراد آئے اے قلق
چادر چڑھاؤن پھولون کی بُلبل کی گور پر

بعد فنا ہی سوز دل اس نا بشہ پر — جل جاتی ہی جو آگتی ہی گھاس پنی گور پر
کھلے گلون نے کان نہ لب کے ہلے پر — دیکھا نہ مہربان نظر کو چکور پر
وہی جان اک مسیح کے آغاز عشق مین — ڈوبا جہاز ساحل دریا کے شور پر
اک بوسے کا جتا کے نہ احسان کیسطرح — لات آج تمنے ماری ہی حاتم کی گور پر
روشن ہونا نہ تربت ظاہر ہی رات شب — جلتا نہین چراغ بھی حاتم کی گور پر
اے چرخ پیر اپنی نہ قوت دکھا ہمین — کیا اعتبار عہد ضعیفی کے زور پر

باڑھ کھوتے ہین سفاک جو تلوارون پر
کیا چڑھائی ہی محبت کے گنہگارون پر

جوش پہ لالہ و گل کا ہوا کہسارون پر
آنکھ پھر آبلون کی پڑنے لگی خارون پر

ابر مینا ہی گھرا دور مے گلگون ہی
کرم پیر خرابات ہی میخوارون پر

آدمی کرتا ہی کیون نہ رہے محبت اتنی
نقش حب سکے کی جاہوتا ہی دیناروں پر

دیکھکر ابر مسی کوتے سمجھین وہ گھٹا
رقص طاؤس کرین باغکی دیوارون پر

خرمن ماہ پر اک روز گوگی بجلی
گر ہی نور رہیگا ترے خسارون پر

چوک مین جب مے یوسف کی سواری نکلی
چڑھ گئے لاکھون بشر کوٹھون پہ دیوارون پر

کہنڈ کل چاپ کے کاندھے تھین مہنا ہی سوار
چڑھے پھرتے ہین جو لوگ آج ہوادار پر

آپ کو مد نظر ہو اگر آرائش قصر
میری آنکھون کی سفیدی ہے دیوارون پر

بر و یار کا سر بیچ کے لے سودا کون
کسکا قبضہ ہوا ان برہنہ تلوارون پر

مے نیاز ایسے وہ اب کچھ اداسی سے رہتے ہین
ناز ہر وقت کیا کرتے تھے جن یارون پر

جلوہ گر ہوتا ہی وہ مہر شب ماہ مین جب
چاندنی دھوپ نظر آتی ہی دیوارون پر

آنکھ لڑتے ہی لگے میٹھے سے لڑنے جھگڑے
آج دل کے ہوے طالبگار تھے کس یارون پر

قسمت ہی آگے وصل میسر ہو یا نہو
آئے تو منتوں سے وہ ہارے پلنگ پر

ایدا مین صبح ہجر کی کہنے بھی ہم نہ پائے
وہ شام ہی سے آج سدھارے پلنگ پر

باہر ہوا مین جامے سے اپنے شب وصال
کپڑے جو اُنے اپنے اُتارے پلنگ پر

اُس ماہ رو کی دید کا اللہ رے اشتیاق
گردن سے لوٹتے ہین تارے پلنگ پر

شبنم خجل تھی اُسکی سفیدی سے چاندنی
چادر کسی تھی ایسی تمھارے پلنگ پر

فرقت کی رات رو کے دریا بہا دیے
تکیے بنے نہنگ ہمارے پلنگ پر

پی کے تجھے بیٹھا رہا رات بھر قلق
رکھا قدم نہ خوف کے مارے پلنگ پر

دم وصل اُس نے رخصت ادا کے آبی دل پر
تباہی مین جہاز آیا ہمارا آکے ساحل پر

قضا بولی پڑی جب آنکھ اُسکی اپنے بسمل پر
وہ شاہین نگاہ ناز جھپٹا طائر دل پر

نگاہ ناز کرتی ہی نہ عامل پر نہ کامل پر
کوئی صیقل کبھی چلتے نہ دیکھی تیغ قاتل پر

خط شرم اُسکی رکھلے صید گاہ دہر فانی مین
قدم مارا ہی مرغ دل نے بھی رفتار بسمل پر

شب وصل اُسکا نور حسن تھا مین بخت ایسا کالا
ستارونکی ہو افشان لف و شمع محفل پر

جان اپنی دی جو اک بت شعلہ عذار پر
پروانون نے چڑھائی چراغی مزار پر

کیا منہ ہی عندلیب کا مجھسے کرے جو بحث
مین ایک اس چمن مین ہون بھاری ہزار پر

شمع وفا پہ جو ہے پروانہ عمر بھر
گھی کے چراغ جلتے ہین اُسکے مزار پر

کیونکر نہ انمین پھوٹ رہے ای جنون مدام
پروانے سارے آبلے ہین شمع خار پر

شان اُسکی دیکھو بس دل شیدا پر اب نہین
مجبور کر دیا ہمین اس اختیار پر

دلکی کشش سے ہوتے ہین یہ سیمبر مطیع
مفلس پہ منحصر ہی نہ کچھ مالدار پر

منظور ہی کہ کیجیے درپردہ دید یار
تا رنظر چڑھائیے اُسکے ستار پر

یون ہی ہجوم غم دل شیدا پہ ہجر مین
جسطرح دوڑ آتی ہی تقصیر وار پر

شبنم کے قطرے دیکھکے لالے پہ سمجھے ہم
پھاہے چڑھے ہین اُسکے دل داغدار پر

وہ ناتوان ہون بعد فنا پائے مور کی
زیر زمین بھی پہونچی دھمک جسنمین پر

ڈالی نہین ہی اس دل وحشی پہ اُسنے آنکھ
چھوڑا ہی شاہبازنے ہرن کے شکار پر

محو ثمرہ وہ پھر دل حق گو کو کرتے ہین
منصور کو دوبارا چڑھاتے ہین دار پر

اک طور پر قلق نہین مہتاب مزاج یار
دو پہر مین مہربان تو غصہ ہی چار پر

بیڑیاں زلف کی دیوانو نکالا ویسے
بال مستکے جو رکھولے ہین جانان سر پر

بال پختے ہین مرے تار گریبان نہ سمجھ
وحشت کہین ہوتا ہی گریبان سر پر

تنے غیر و نکو دیے مصحف رخ کے بوسے
جھوٹ بولوگے تو رکھدونگا مین قرآن سر پر

چاند سورج نہین پر چاہیے تارے ای ماہ
بدلے ماتھے کے چھڑک لیجیے افشان سر پر

سر قدم پہ ہے اس شاکری کے اپنا
نہین درکار جنون چتر سلیمان سر پر

موت آئے کہین اس کلش نہین آنے کی
جو بلا آنی ہو آئے شب ہجران سر پر

پنجونکے بن نہ چلو خوب نہین ہی یہ چلن
ٹیڑھی ٹوپی نہ رکھو ای مہتابان سر پر

تیر شیدا ہی جو مجنون لڑے نگین
داغ جاے گل ستارہی جانان سر پر

چلی چمکا دے اب ہو نالہ وحشت تو بھی
بارش سنگ ہو ورشورش طفلان سر پر

سچ ہو قول قسم پر نہ کسی کے کوئی دے
جتنے جھوٹے ہین یہ بھرتے ہین قرآن سر پر

ہین ہمون دنیا مین شہ کشور رنگ دنیا
عوض چتر ہو ظل شہ مردان سر پر

اب تلک گرم بغل کرنے کی کچھ فکر نہ کی
اور آپہونچی فلق فصل زمستان سر پر

اے جنون مجکو تیقن ہوگیا آتی بہار
کچھ تراوت سی گل داغ جگر مین دیکھکر

وصل کی شب طالع خوابیدہ کا گل کھلے
سو گیا وہ ماہ جب عرصہ گجر مین دیکھکر

غنچہ گل ناف کو باندھین ثنا غیر بسطرح
شاخ گل کی سی لچک تیری کمر مین دیکھکر

جی مین تھا دیوار بھاندون نکہت گلکی روش
بدگمان کیا آیا ہو قفل اُسکے در مین دیکھکر

تھا جو شوق قتل مجھ عید قربانکا ہلال
چاند اُس خورشید عالم کی سپر مین دیکھکر

ہمتو کیا ہر بے ہنر کو صبر ایا اے **قلق**
بھیک کاکاسہ کف اہل ہنر مین دیکھکر

ہوگئے جب اُسکے آگے طائرون چھوڑکر
آپڑا باز نگاہ یار کندے جوڑکر

سخت جانی نے کیا میرے ترحم اچھا سلوک
تیغ قاتل بیٹھا ہے چلی منھ موڑکر

کردو آئے اب تصور اُس بت بیباک کا
پردہ آنکھون نے کیا مژگانکی چلمن چھوڑکر

پیاس ابھی ہے قاتل اور اک قطرہ آب تیغ کا
مانگتا ہے خود وہان زخم تن منھ پھوڑکر

جسکو اُس صیاد نے تاکا نہ کی ہر گز خطا
ناوک مژگان ابرو کی کمانین جوڑکر

ہوگیا غیر و نسے آخر بزم خوبان مین بگاڑ
لیگئے تشریف تم تو ایک شوشا چھوڑکر

گو صاف انھین کیا پہ کدورت نہین گئی
میری طرف سے دل مین وہ بدگمان ہنوز

گر کبھی عشق زلف کا چھوٹا نہ سلسلہ
ہوتے ہین حرف شانہ مرے استخوان ہنوز

گلشن مین مجھ اسیر قفس کے ہین یادگار
باقی جو کچھ ہین خار و خس آشیان ہنوز

چکھا ہی جسے اُس لب شیرین کا ذائقہ
ہونٹھون پہ پھیرتے ہین ہم اپنی زبان ہنوز

پیوند خاک ہوا ہون مین نالہ کش
اک شور ہی زمین سے تا آسمان ہنوز

یہ نیلگون لباس مین تنہا نہین کبھی
کس غم مین کیے سوگ مین ہی آسمان ہنوز

اُسکی گلی مین قبر شہیدان ناز کے
باقی برائے نام ہین کچھ کچھ نشان ہنوز

گو بند کر چکا ہون مین سب بار انھین مگر
آمادہ بحث پہ ہین مرے ہمزبان ہنوز

تیغ نگاہ ناز سے قصہ تمام کر
قاتل تڑپ رہے ہین ترے نیمجان ہنوز

باغ جہان مین ہمسایہ نین خانمان خراب
پائی جگہ کہین نہ پر آشیان ہنوز

ہون شہید تشنہ شاہ جنون متین بشکیش
مجنونکی روح بھیجتی ہی ارمغان ہنوز

سرکار انقلاب زمانہ ہوا مگر
نامہربان مرا نہو امہربان ہنوز

بلبل سے مجھنے نالونکی جلسے ہوئی ہی بحث
گلچین ہی چپ سکوت مین ہی باغبان ہنوز

وہ عاشق جانباز ہوں کیجان پہ کھیلوں — پاؤں پہ گرے یار کی شمشیر نہ اندازہ
چندے تری لفظوں کے دل نکلے تو کیونکر — ہی مفسدہ پرداز اوا فتنہ گر انداز

ہر رنگ کی صحبت میں قلق بیٹھے شب و روز
بدلا نہ طبیعت کا مگر عمر بھر انداز

کی یہ اطاعتِ دلِ دیوانہ چند روز — مجھا کیا یگانو نکو بیگانہ چند روز
ہمنے بتو نکو دلمیں جگہ دی تو کیا ہوا — کعبہ بھی تو رہا ہی صنمخانہ چند روز
للہ ابھی دو دانہ کر و آتی ہی بہار — رہنے دو مجکو اور بھی دیوانہ چند روز
پھر استان لیلی و مجنون کبھی نہ بھائے — سنیے اگر ہمارا بھی افسانہ چند روز
منھ لگ گئی تھی دختر رز کتنی سا قیا — چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے پیمانہ چند روز
ہم بزم ہمکو یار سے رہنے نہ دیگا چرخ — مہمان ہی یہ رونق کاشانہ چند روز
بے یار زندگی مری کم موت سے نہ تھی — بدتر رہا لحد سے بھی کاشانہ چند روز
جلسے پری جمالونکے رہتے تھے رات دن — اپنا بھی گھر رہا ہی پریخانہ چند روز
ہالہ ہی تا صفائی گل روے یار غیر — ہی کبک شمع ماہ کا پروانہ چند روز

کیا اڑا لائی صبا تیرے بدن کی بو باس
کہ لباس گل مین ہو دلھن کی بو باس

بوسہ لے لیتے ہین ہم بادہ کشی کے بدلے
مست کر دیتی ہو ساقی کے دہن کی بو باس

بے پیے مست ہو جاتے ہین ہم بادہ پرست
ساقیا خضر زمین ہو دلھن کی بو باس

صحبت گیسوے مشکین کا نرا ہو یہ اثر
نافہ خال مین ہو مشک ختن کی بو باس

پھولونکی سیج مین خوشبو یہ کہان تھی تو بہ
سچ کہی اے گل تر تیرے بدن کی بو باس

منھ پہ منھ رکھکے ترے مر گئے یوسف کیطرح
جان دی سونگھتے ہی پیرہن کی بو باس

اے نسیم نفس سرد کہلا دے ان کو
ہر کلی مین ہو مرے غنچہ دہن کی بو باس

گلشن کوے صنم مین تو کبھی لا صیاد
بلبلو تکے ہو دماغو نمین چمن کی بو باس

ہمکنار ہے مین اس گل کے جو ہون شادی مرگ
آئے آغوش لحد سے بھی دلھن کی بو باس

عرق جسم سے کیا مخمل مین سینچے ہین
رخت گل مین ہو ترے جامہ تن کی بو باس

کم بخت سے نہین گلزار مجھے فرقت مین
گل نسرین مین ہو کافور کفن کی بو باس

کس گل تر کا تصور ہو کہ اے بلبل زار
بس گئی تیرے دماغ مین چمن کی بو باس

قلق الفت گیسو کو بتاتے ہو عبث
کبھی چھپنے کی نہین مشک ختن کی بو باس

سوتی ہو بزم کا فرد و میندار ہے ترے
زاہد حرم مین مین برہمن اُداس

خوش خون بیگناہ سے ہو نہین کوئی
ہی مجکو قتل کرکے مرا تن زن اُداس

شاید مرے نصیب مین وصل صنم نہین
یہ وجہ کب ہوا ہی رخ برہمن اُداس

سوتی ہو سچ پھولونکی برہم ہو رہ خیش
کمر اُڑا ہی ہے ترے ہی گلبدن اُداس

صیاد بعد اپنے وہ رونق نہ پھر رہی
سنسان ہی جو کنج قفس تو چمن اُداس

کیا کوئی دل لگاکے کہے شعر اے قلق
نا قدر ی سخن سے ہین اہل سخن اُداس

لیگئے یون مجھے من مانی بیداد کے پاس
جیسے لیجائین گنہگار کو جلاد کے پاس

حسرت قتل کا ہمسے نہ تقاضا اُٹھا
خود ہی سر بھیجدیا کاٹکے جلاد کے پاس

دام اُلفت کی اسیر بکایہ تھا شوق مجھے
گھر کرائے کو لیا خانہ صیاد کے پاس

وقت ظہار غم و صدمہ و دوری قاصد
رحم دل کوئی نہ تھا اُس ستم ایجاد کے پاس

قصد دیوانہ چشم اُسکے بخوبی کھولے
مژدہ بارسا نشتر جو ہو فصاد کے پاس

کیسی تصویر کبھی ہاتھ سے اُٹھا نہ قلم
جاکے بیٹھے آئے کئی روز وہ بہزاد کے پاس

یون تو سینکڑون ہین بازارِ حسن مین ۔۔۔ ہو اپنے جنس دل کے خریدار کی تلاش

اک بت پہ دل پڑے ہین اک شیخ برہمن ۔۔۔ سچے کی جستجو ہو نہ زنار کی تلاش

فرقت مین ڈھونڈھتے ہین دل گم شدہ **قلق**

پہلو مین اپنے کرتے ہین غمخوار کی تلاش

مسند فلک ہو منزلت نشان میفروش ۔۔۔ ہو آفتاب تشنۂ ایوان میفروش

بمشید اسے کہین تو ہو شایان میفروش ۔۔۔ جام جہان نما ہو کہ دکان میفروش

ظاہر اگر ہو رتبہ عرفان میفروش ۔۔۔ واعظ ہون منبر و ثنیہ ثناخوان میفروش

رنگین گلا ہو نسے ہو دکان میفروش ۔۔۔ پھولا پھلا ہے یہ گلستان میفروش

اچھے خمار رہیو ندے لب سے اب ملا ۔۔۔ بنت عنب تجھے قسم جان میفروش

واعظ ہو ایمن صاحب کیفیت ایک ایک ۔۔۔ کیا پوچھتا ہی حال مریدان میفروش

ہو دور چشم مست پڑھین لوگ خط جام ۔۔۔ ہر رہے مین چاہیے دکان میفروش

کیا اسکے آگے عقل فلاطون خم نشین ۔۔۔ وہ بھی تھا ایک طفل دبستان میفروش

صحبت نصیب ہو تو وہ کیفیتین اٹھامین ۔۔۔ قاضی و محتسب ہون ثناخوان میفروش

۵۳ بنام بیخود

ہے اس ریاض دہر کا بانی بہار عیش ۔۔۔ اغیار روز کرتے ہین ہم کو نثار عیش

دم بھرتے ہین سبھی ترے ہو اسا ساز عیش ۔۔۔ طول امل و فراق کا ہے قصہ دراز عیش

تکلیف غم عدو نہ اٹھا ئے وصال یار ۔۔۔ ہے دل کا ہمجہان کو تو ہے دل کا یار عیش

ہر رنگ چشم غور سے اس عقدہ کا ہے گوا ۔۔۔ اندوہ کین ہین خار و مسرت ہے خار عیش

اگر ن پر طرب کی دوا مین ہے غم ترا ۔۔۔ ہو ہی ایک دن غم و فرقت کا ہمنشا عیش

فصل بہار کی ہے عجب پر طرب کا ہے ۔۔۔ ہر سو ہے ابر و باد کا ہنگامہ عیش

او آسمان نہ غم ہے کہ ہے ہمت یا کا ۔۔۔ تخت مین ہر دو ہے بغل زیبا ترا عیش

کوئی مے کوئی جیے پر ولا سے نہین ہم مبتلاے رنج ہین کرتا ہی یار عیش

ردیف ساقی کا لطف دیکھکے کہتے ہین جلکے غیر کرتا ہی آجکل **قلق** بادہ خوار عیش

صاد مہملہ

لیتا ہی میرا اُس ستم ایجاد سے قصاص — بسمل کا کون لیتا ہی صیاد سے قصاص
شیرین کو چاہیے تھا یہ تیشے سے پوچھتی — کس جرم کا لیا سر فرہاد سے قصاص
کرتا ہی یہ جو قد سے تمھارے برابری — لیتا ہی ارہ اسلیے شمشاد سے قصاص
برسون ملال دیتا ہی دم بھر کی عیش کا — لیتا ہی آسمان دل ناشاد سے قصاص
لب پر دہان زخم جگر کے یہ شور ہی — کوئی نہ لے مرا مگر جلاد سے قصاص
مضمل بہار آتے ہی پہنائین بریان — لیتا ہی دی جنون مجھے جد سے قصاص
اے گل کیے ہے چین سے اٹھ رو کے پھینکدے — لے فاختہ کے خونکا تو شمشاد سے قصاص
انصاف کو نہ ہاتھ سے دے باغبان اگر — لے خون عندلیب کا صیاد سے قصاص

بے جہا کے کرتا ہون مہر و وفا قلق
کیا لون میں اپنے باقی بید داد سے قصاص

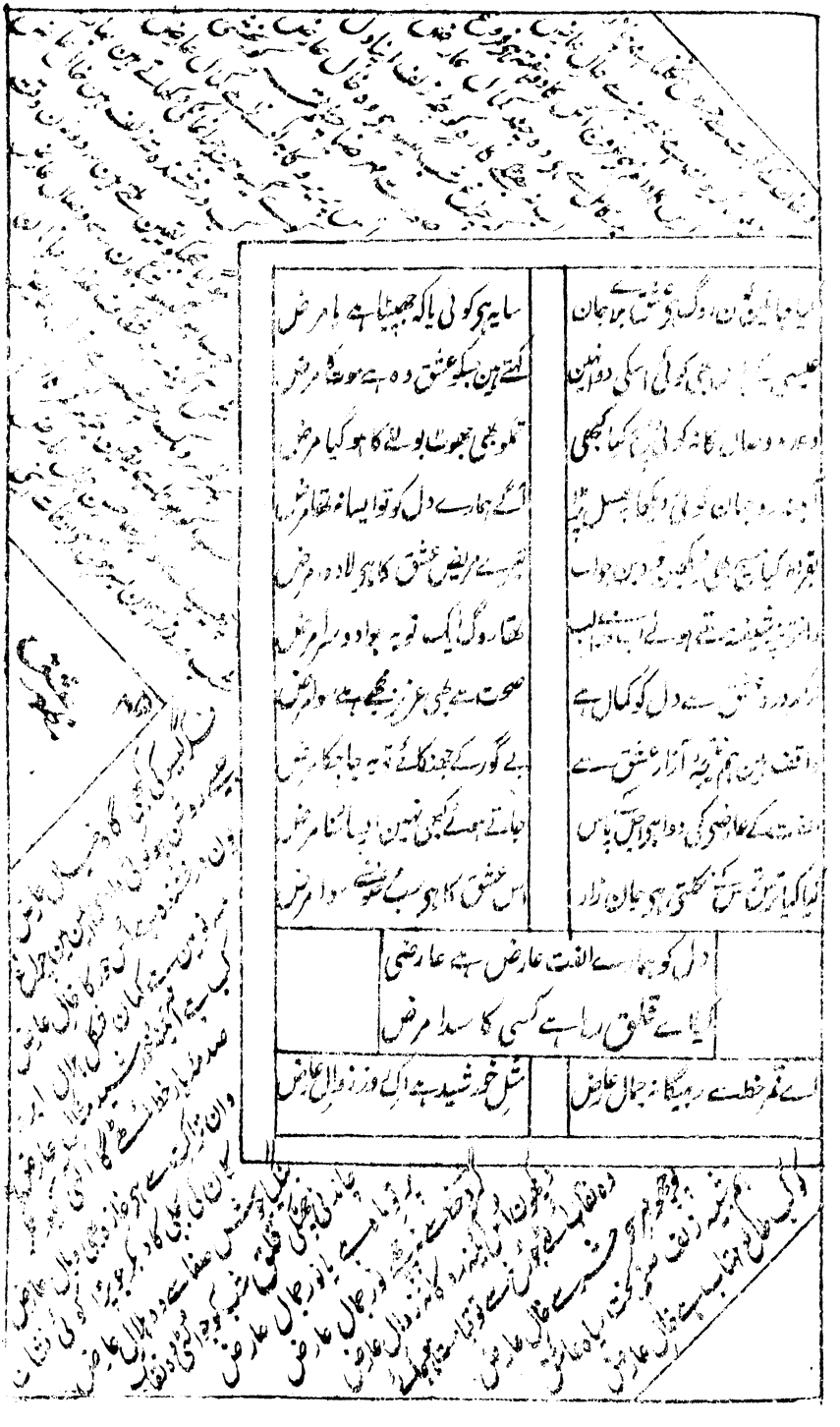

نغمۂ عشق

اس قدر عاشق شیدا سے ہوا ہے روپوش
خواب مین بھی نہین آتا ہے خیال عارض

ہو مقابل تو تری گرمی بازار ہو سرد
ہے یہ خورشید درخشان ہے سوال عارض

بوسے لینے مین جو کاٹا تو نشان دانتون کا
بن گیا حسن نزاکت سے ہلال عارض

سبزۂ خط ہے پروانہ شعاع خورشید
ماہ کی آنکھ کا تارا ہے وہ خال عارض

چشم یار آئینہ روخ مین ہو کب عکس فگن
لکھتے ہین اہل نظر اس کو غزال عارض

حیرت تار شعاعی ہے ترا سبزۂ خط
رو کش شمع تجلی ہے جمال عارض

جوہر آئینہ سے دیتے اسے کیا تشبیہ
سبزۂ خط ہے ترا گرد ملال عارض

فلک حسن و لطافت پہ ظل تابان ہو
یا سویدائے دل حور ہے خال عارض

شکل آئینہ ہے وہ چاند سا چہرہ شفاف
پر تو ابرو سے پر خم ہے ہلال عارض

مہر و مہ پر نہین موقوف کچھ لٹنے جو نقاب
شمع طور آج ہے مشتاق جمال عارض

خانۂ دل مین لگا دیتے ہین ہم آئینہ
فکر تزئین مین جو کرتے ہین خیال عارض

چاہیے چاہے خط سبز پہ قربان کرے
نقد دل عاشق مسکین کا نو ہے مآل عارض

خط کی آمد مین تو باقی نہ رہی وہ رونق
ای قلق دیکھیے کیسا ہو مآل عارض

لب و دندان سے یاد آتے ہین صاف
جو کرتے ہین بہم شیر و شکر ربط

خمر پیوستہ مقرر اک نہ اکدن
کرے ناجنس سے انسان اگر ربط

دماغ اتنا کہان ہے لے جو احسان
نہ صندل سے کریگا دردِ سر ربط

بہت موزون ہے تیری بیت ابرو
بہم رکھتے ہین یہ مصراع تر ربط

جلاوے گی جگر کو آہِ سوزان
کرے گا پینے سے کیونکر شرر ربط

ردیف — قلق کا اُن سے تھا جو رنگ صحبت
گل و بلبل مین کب ہے اس قدر ربط — طائے مجمہ

ہم تو آکر ہوے یان کبھی دم بھر محظوظ
لوگ اس نکلد مین ہوتے ہین کیونکر محظوظ

جیسے زندان سے رہا ہوکے ہو یوسف شاد
روح یون قید بدن سے ہوئی چھٹکر محظوظ

صبح عیش اپنی شب غم ہمین دکھلائیگی
رنج کے بعد ہوا کرتے ہین اکثر محظوظ

شادی قتل سے ہو دلمین ہر اک شادی مرگ
تیرے جانبار ہین کیونکر نہ خنجر محظوظ

آتش عشق سے میرے دل سوزان کو ہر چین
آگ مین رہنے سے ہوتا ہے سمندر محظوظ

دل مرا نفس کشی کرکے ہوا یون بشاش
قتل ارادے ہوا جیسے سکندر محظوظ

بہم ٹوٹے گی کبھی ہے جو رنج سے محظوظ
گل عارض کی چوپیا ہے سفینہ گل ہو

ہے زبانی سے کہا شعر ہمارا محظوظ
جو طبیعت ہو موزون وہ خوش

جو طبیعت ہو موزون وہ خوش
جمین انشہ ہو تو نخوت سے ہو محظوظ

قلق ایسے کوئی وہ کاہ کرد
تبسم کی آنکھ مین بھی نہین ہے ذرا محظوظ

بے گالی اعتبات بھی کرتے نہین
وہ ابتدا مین اور لڑتے ہین انتہا محظوظ

نازو ادا و غمزہ و نرم و حیا محظوظ
ساقی کی برق کی کہان تاب تھی مگر

یہ مرغان کی روح کا کرنا پڑا محظوظ
رکھیو غفلت پہ ہم کو یار کرون

کیا وصف ہے فقط ہے اک نگہ کا محظوظ

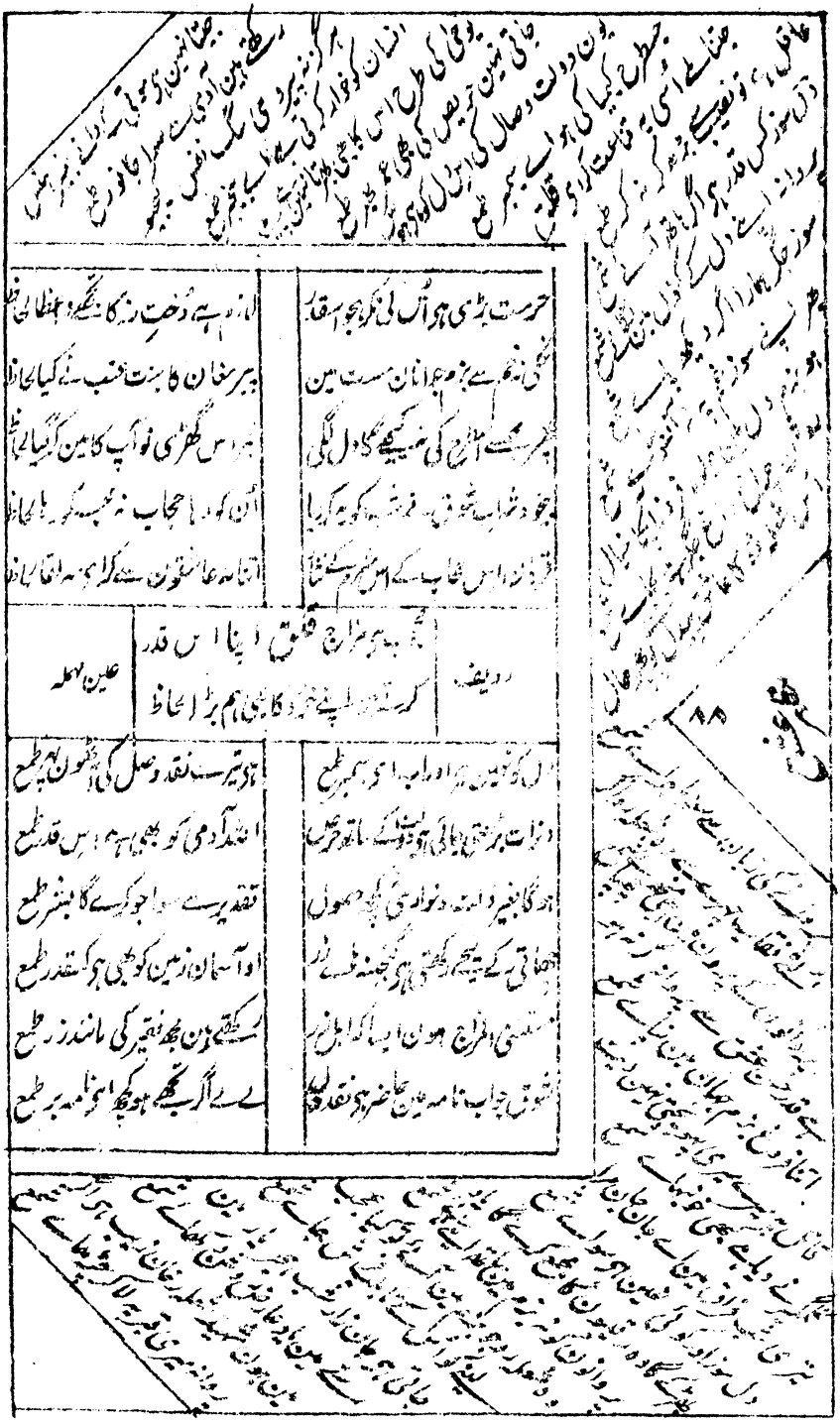

یون راہی ختم ہوئی یا وصف علی رنگ — محسوس تجھ کو ہووے نقش پائے شمع

جلنے سے سوز عشق میں پروانے کے حصول — اس سے تو کاش اتنی اُدھر کو لگائے شمع

اس شعلہ رُو کی دیکھے جو عاشق سے گرمیان — پروانہ کو نہ اپنے کبھی میں جلائے شمع

میں جل رہا ہوں اک رُخ روشن کی یاد میں — مجھ دل جلے کے سامنے کوئی نہ لائے شمع

جل جل کے ایک آہ کراتیں طرکی عدم کی راہ — سیکھی فراق یار میں رفتار پائے شمع

اک شب گل کے بزم میں بھرتا ہوں آہ گرم — باد سموم چلتی ہو گل ہو بجائے شمع

اس وجہ ہی مہیب جو آئے تو خوف سے — ظلمت کدے میں میرے وہیں بھاگ جائے شمع

شعلہ کیطرح عاشق آتش زبان ہو نہیں — میرے جو منھ چڑھے تو بہت منھ کی کھائے شمع

پروانوں سے یہ کرتی ہی ہر بار گرمیان — محفل میں یار کے نہ کوئی گل کھلائے شمع

ایسا فروغ آتش حسن صنم کا ہی — چاہے تو اپنے شعلہ رخ سے جلائے شمع

کرتی وہ سوز غم سے فلک کیا برابری
عاشق کی طرح سے دل روشن تو لائے شمع

ہاتھ سے اپنے اگر روشن کرے وہ حور شمع — روشنی پیدا کرے مثل چراغ طور شمع

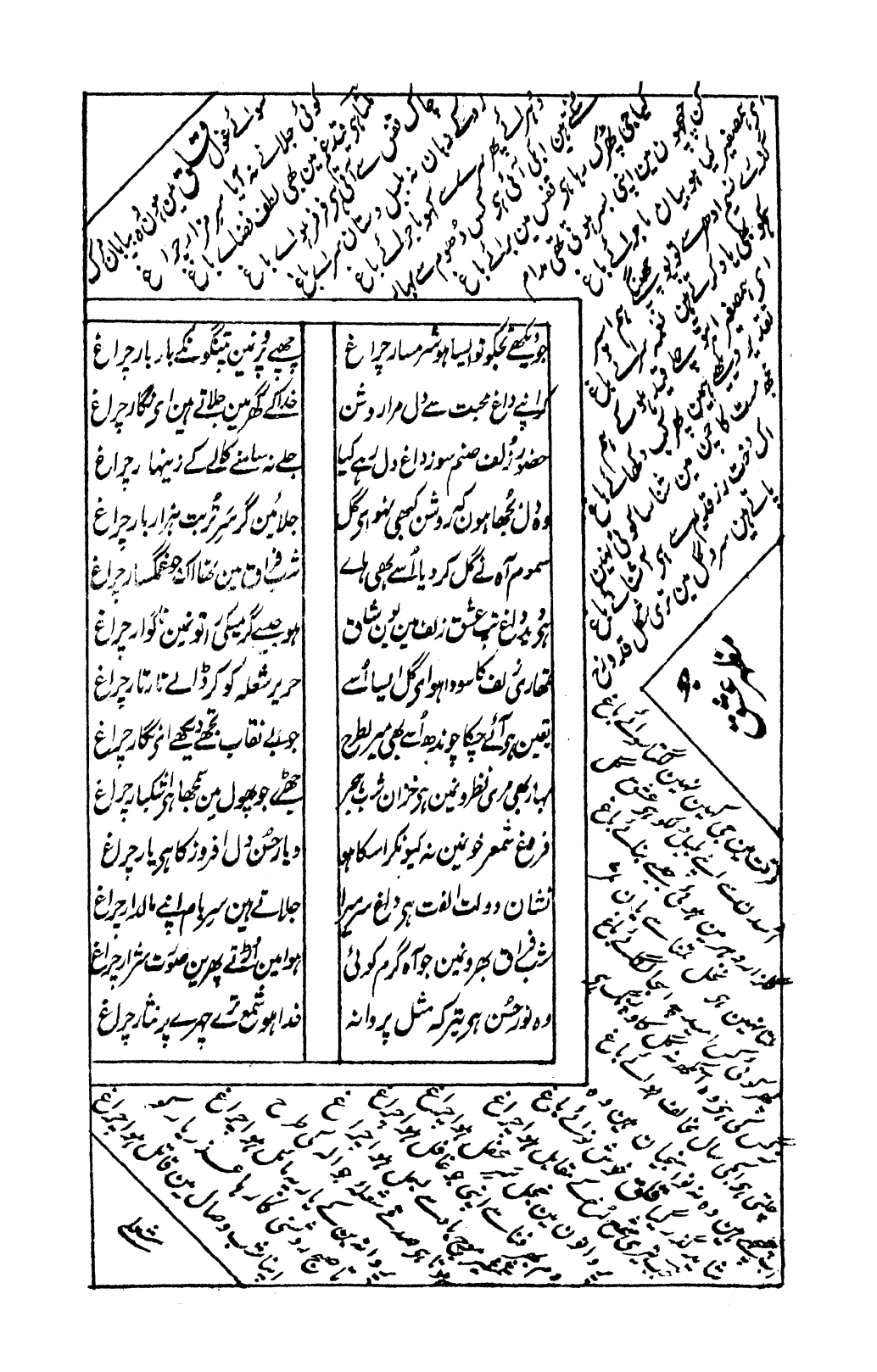

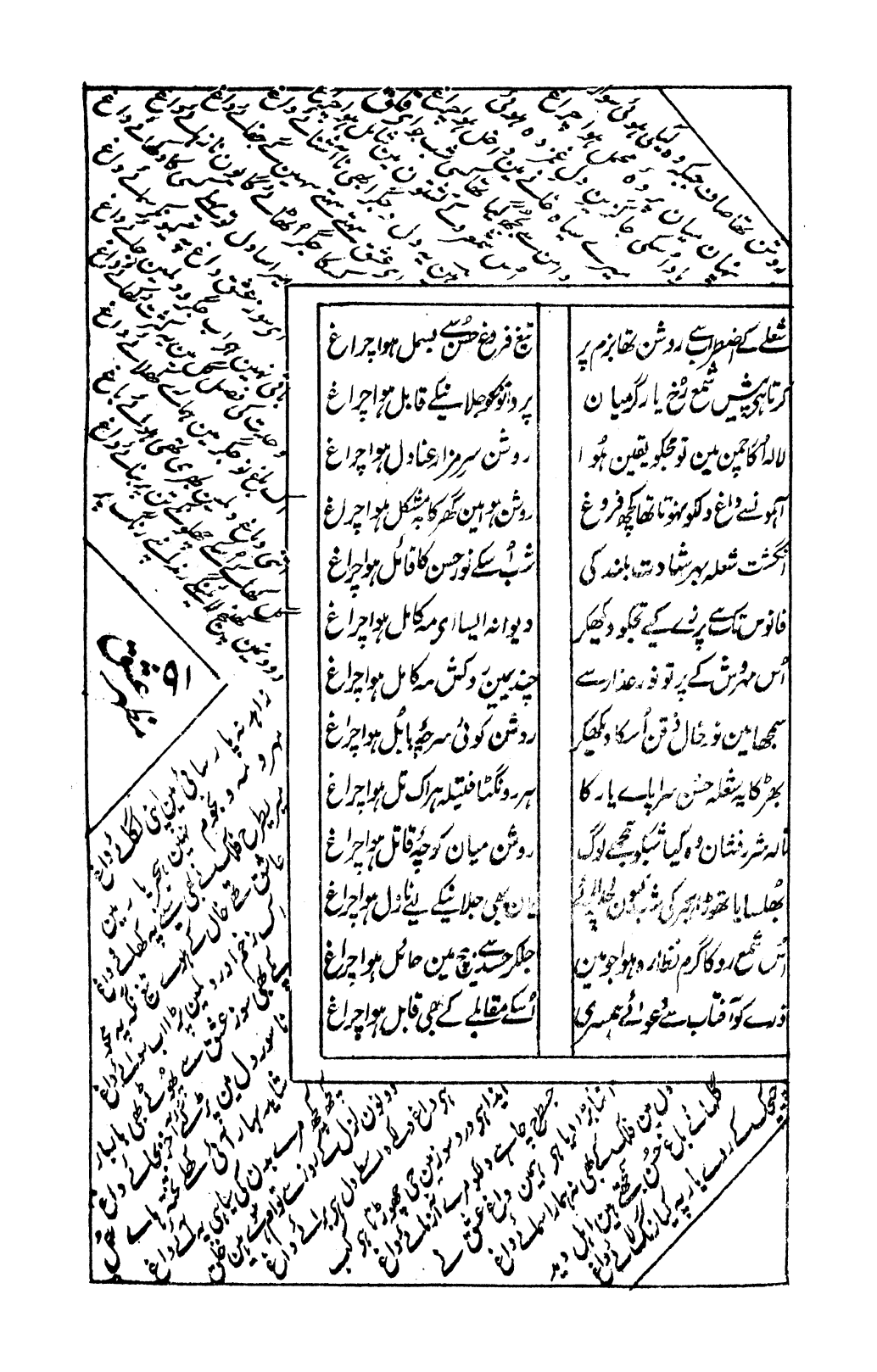

شعلے کے اضطراب سے روشن تھا بزم پر
تیغ فروغ حسن سے مسلسل ہوا چراغ

کرتا ہی پیش شمع رخ یار گریبان
پروانوں کو جلانیکے قابل ہوا چراغ

لالہ کا چمن مین تو مجکو یقین ہوا
روشن سر مزار عنادل ہوا چراغ

آہو نسے داغ دلکو ہوتا تھا کچھ فروغ
روشن ہوا مین گھر کا مشکل ہوا چراغ

انگشت شعلہ بہر شہادت بلند کی
شب سکے نور حسن کا قائل ہوا چراغ

فانوس تک سے پرزے کیے تجکو دیکھکر
دیوانہ ایسا ہی مہ کامل ہوا چراغ

اُس مہوش کے پرتو رخسار سے
چندین رو کش مہ کامل ہوا چراغ

سمجھا مین تو خال ذقن اُسکا دیکھکر
روشن کوئی سر چہ بابل ہوا چراغ

بھڑکا یہ شعلہ حسن سراپاے یار کا
ہر رونگٹا فتیلہ ہر اک تل ہوا چراغ

نالہ شرر فشان و کیا شبکو تجھے لوگ
روشن میان کوچہ قاتل ہوا چراغ

بھلسا یا تھوڑی دیر کی شب نمون نے
یان بھی جلانیکے لیے نازل ہوا چراغ

اُس شمع رو کا گرم نظارہ ہوا جو مین
جلکر حسد سے بیچ مین حائل ہوا چراغ

نور سے آفتاب سے دعوے ہمسری
اُسکے مقابلے کے بھی قابل ہوا چراغ

اب تپش بہار ہی فرصت شباب کی اے	غور شید حشر اپنا اگر دیکھ پائے داغ
گلشن کہان یہ ریزہ ٹیبن گریہ ناک	لالہ نہ میرے داغ سے اپنے ملائے داغ
زاہد کو ہو جو صحبت رندانہ کی ہوس	توبہ کا اپنی دامن رسے چھڑائے داغ
دم بھر یہان بسر نہوئی اپنی عیش سے	دست خیال زخم سے غونچہ کھلائے داغ
سینے کو میرے تختہ لالہ بنا دیا	ابکی بہار مین تو نیا رنگ لائے داغ
کوشش سے اسکی ہتی ہے سینے مین داغ کے	چرخ بہان دل نہین کوئی سوائے داغ
بھڑکا رہا ہو آتش فرقت کو سینے مین	ڈرہو نہین نہ آگ کوئی اور لگائے داغ
ہو جلوہ گر خیال رخ آتشین اگر	مشعل ہمارے خانہ دلمین دکھائے داغ

ردیف	دل میرا اور بلبل و لالہ کا ہی قلق پیدا ہوا ہی باغ جہانمین برائے داغ	ف

یہ مانگتا ہون دعا ہاتھ اٹھائے سوے نجف	مرا غبار الٰہی ہو خاک کوے نجف
چلا ہون لیکے مین دنیا سے آرزوے نجف	رہیگی مجکو جنان مین بھی جستجوے نجف
لگین دلمین تصور ہی زلف حیدر کا	ہمارا در نجف ہو گیا ہی موے نجف

یکایک اُٹھے تپ غم کی کسطرح ایذا
کبھی ہوے نہین فصلی بخار سے واقف

خیال خط نہین آتا ہو دلمین بھولے سے بھی
خضر ہوا نہین میرے دیار سے واقف

ہنوز عارض و لب ہی گرد خط سے پاک
یہ آئنہ نہین اب تک غبار سے واقف

وہ ایک رات تو مجھسے الگ نہ سوئیگا
ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف

چٹھے گا جسپہ جن جان لیکے اُتریگا
نہین ہر نشہ الفت اُتار سے واقف

وہ مست خمر ہی بلبل چمن مین شور نکر
نہین تو ناز کی خوے یار سے واقف

وہ ناتوان ہون مرے غم سے لاغری کی ہی
اجل نہین ہی مرے جسم زار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

بُرے گا کون عاشق نا دار کی طرف
سنسار زمانہ آج تو ہی یار کی طرف

جن آنکھ سے لیا تھا دل اب وہ رہی آنکھ
حیرت سے دیکھتا ہون رُخ یار کی طرف

دربان کبھی جو روکے تو نارک مزاج ہین
مُنھ کرکے سوئین ہم نہ دیوار کی طرف

ہائے ہوے ہو سو تکا کرو ابھی حساب
فاضل ہی کچھ ہمارا ہی سرکار کی طرف

مصر مین ایک ہی سف تھے مہائی کہو
لکھنؤ شہر وہ ہے جسمین گھر گھر معشوق

کچھ نئی ہمپہ نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ
ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یون تو محبوب خفا کیش بہت ہین لیکن
کوئی مرضی کے موافق ہو ستمگر معشوق

عشق بازی پہ مری طعن نہ کر اے واعظ
میرے اللہ کا ہی میرا پیمبر معشوق

زہر و تریاق کی ہو آنکھ مین جسکی تاثیر
اب تک ایسا نہ چڑھا کوئی نظر پر معشوق

آگ پر یزاد کو تسخیر کیا ہی جب سے
اپنے مشتاق قلق رہتے ہین اکثر معشوق

دلمین ہو جنکے غم حال تباہ عاشق
ہو خوش کعبہ بنا بخت سیاہ عاشق

وہی ہی اللہ نے جن شوخ نگاہون کو کچھ آنکھ
تاڑ لیتے ہین وہ لاکھون مین نگاہ عاشق

دل معشوق تو کیا تم بھی واقف ہو
عرش اعظم کو ہلا دیتی ہی آہ عاشق

قدر دان جتنے ہین خوش چشم ہین صاحب حال
دیکھتے رہتے ہین ہر وقت نگاہ عاشق

انکو آتا ہی عیادت کو دم نزع تو آئین
کھوئی یون وقت سفر کرتے ہین راہ عاشق

دور ہین روز قصور کی لگی رہتی ہی
حال معشوق کا ہی پیش نگاہ عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی
اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان خور رہا کرتی ہی مستی مین مدام
جام ساقی پہ ہی کیا نشہ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید
کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پاجاتا ہی دو بات تو نہین ہر دل مُردہ
اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن
مُفت مین لیتے ہین بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا
مالدار دنیہ عبث ہی ذلیل دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب
ہمتو کیا دیکھین نو ہون خضر و مسیحا عاشق

وہ ملے غیر سے تم اور حسین سے نہ ملو
جور معشوق کا لیتے نہین بدلا عاشق

چاہنے والو نہ پہ نیرنگ جہان نازکے
مین نہ معشوق کسیکا نہ کسی کا عاشق

دل تو پروانہ شمع رخ دلبر ہی مرا
سوز حسرت ہی مرے داغ جگر کا عاشق

فکر ملبوس ہو کیا آپکے عریانون کو
کبھی ہوتے نہین آلودہ دنیا عاشق

ہمنے تو سیر کئون کو دلے **قتلق** پایا کیا
کوئی معشوق مگر اپنا نہ پایا عاشق

غزلیات شوق ۹۶

اتنا تک میرے ملنے کی پروا اسے کہو ئی
آتا ہو تنگ لیتے ہوے مجکو نام شوق

رہتی ہو صید لوکی اُسے فکر ہر گھڑی
صیاد مرغ دل ہو گر فتادہ دام شوق

رکھتا ہو راہ عشق مین ای کبک اگر قدم
بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق

وحشت جنونمین جاتے ہی ہی پہلے یہ صبا
دیوانگان عشق کو پہونچے سلام شوق

پڑھتا ہو دہنی تو نمین کلمہ ہر اک حسین
مانند معجزہ ہی ہمارا کلام شوق

دیتا نہ جان ابلق چشمان یار پر
ہوتی جو اختیار مین میرے لگام شوق

باقی ہو عشق رفتہ کا پیرہن مین بھی نشان
داغ دل و جگر ہین شوق نقش گام شوق

دیکھے جو اُسکے تمع گلو مین ضیاے طوق
پروانے کی طرح ہو مہ نو فداے طوق

وحشت ہوئی ہو دیکھکے اُسکی ادائے طوق
حدا وساتھ بیڑیونکے کیون نہ لائے طوق

جنبش کرون جگہ سے تو زنجیر کھڑکھڑائے
نالہ کرون جنون مین تو گردن دبائے طوق

داغ جنون پنجہ ارگمن مین ہون کمال
درکار اُس پر یکا ہی چھلا بنائے طوق

طفلی مین ای پری ترا دیوانہ ہون مجھے
زیور کوئی پسند نہین ہی سوائے طوق

آخر اے چرخ تجھے ہونا ہی پامال زوال
دیکھیں رکھتا ہی بلند اپنی تو گردن کب تک

الا شہ اُٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی
کیا بتاؤں تری کو چہیں ہی مسکن کب تک

قتے فرقے سے عیاں ہوتی ہی گر سرسال
جذب دل لائیگا اسکو سر مدفن کب تک

صحبت مُہمل و گل کے ہی عبث تو درپے
باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک

آخر اس شوخ مزاجی کی بھی کچھ حد ہی حضور
رہیے گا غیر کے بھڑکانیسے بدظن کب تک

بیاں سے بیچیے گردن سے جُدا کیجیے مرا
خم رہے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک

ہر سخن میں ہی کنایہ تو ہر اک بات میں رمز
سبزہ آغاز ہی صاحب تر کپن کب تک

سبزہ سر کشتہ تمنا مری اے ابر وصال
آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک

اک نظر دیر میں کعبہ میں دکھلادے جمال
بحث کرتے رہیں یہ شیخ و برہمن کب تک

اسد اللہ مدد کے لیے کافی ہیں فاق
چلیے رو بہ کیطرح ڈھونڈ ھینگے دشمن کب تک

اس خاکسار کو یہ ہوئی ہی پسند خاک
ہوتی نہیں زمین سے ہرگز بلند خاک

برباد اس ہوا میں رہی روز چند خاک
روندے کبھی تو آکے تمھارا سمند خاک

دامن تک اُسکے پہونچی ہو اُڑکر بس فنا
کس درجہ ہو قلق مری اِبتا لمند خاک

یارِ اِلم کے ہون متحمل کہان تلک	بوجھ اِسقدر اُٹھائیے اُٹھے جہان تلک
یوسف کا میرے مُون ٹھیگا کہان تلک	بندے کو بھی عزیز نہین نقدِجان تلک
اُس خوش نگہ کی گردش چشم سیاہ نے	پھیرے برنگ مہرِ مرے استخوان تلک
لاغر وہون جو سایۂ بال ہما پڑے	سارے بدنکی چربیون ہڈیان تلک
کہنا کہ محو خال نے اِفیون کھائی ہی	لاؤ اُسی بہانے سے اُسکو یہان تلک
مانند شمع سوز نہانکا ہی ایک حال	داغ جگر سے لیکے ہماری زبان تلک
کیونکر ہمارے جانیکی اب کوئی بھلے راہ	اغیار سے گھٹے ہوے ہین پاسبان تلک
بدست ہین منعیے ہی ہمسے کیا ہین شاد	محو دعائے خیر ہی پیر مغان تلک
آنسو پچھے نہ مُنبل نا لانکے ایک دن	آئی نہ برق خندۂ گل آشیان تلک
ایسی گریز سب کو ہی مجھسے ترے طرح	آئی نہین قضا بھی ترے نیمجان تلک
چورنگ کرچکے جگر و دل تو میری جان	تیغ ادا کے ناز اُٹھاؤن کہان تلک

قدرت ایسی ہی ہو حق نے آپکو گر چاہیے
کیجیے ارض و سما زیر و زبر یا غوث پاک

صولت روباہ بھاگے سامنے سے شیر نر
ہو سگ در آپکا گر حملہ ور یا غوث پاک

مائل پرواز اگر ہو آپکا باز جلال
مگسر کے بھی کاٹ لیں بال و پر یا غوث پاک

جن و انسان کیا میان مجلس وعظ حضور
کون تھا جسکا نہ ہوتا تھا گذر یا غوث پاک

یہ توکل تھا سوائے فقر و فاقہ آپ نے
عمر بھر دیکھا نہ سیم و زر یا غوث پاک

فاسق و فاجر تھا کیسا ہی ہوا کامل ولی
پڑ گئی جسپر توجہ کی نظر یا غوث پاک

جن و انسان و ملائک سے بھی یہ ممکن نہیں
جو ریاضت آپنے کی عمر بھر یا غوث پاک

اولیا میں آپسا حاجت روا پاتا نہیں
اٹھ کھڑا ہوتا ہے جسپر جسکو پا یا غوث پاک

بعد اللہ کے خدا نے اپنے بندوں کے لیے
ختم کی حاجت روائی آپ پر یا غوث پاک

آپکے خوان کرم سے کیا ملک کیا جن و انس
کون تھا ہو تا نہ تھا جو بہرہ ور یا غوث پاک

فیض اسے کہتے ہیں تھا جسنے دیا آپکا
آرزو بر آئی اسکی جلد تر یا غوث پاک

غیر ممکن ہے وہ بھٹکے منزل مقصد کی راہ
جس کسی کا ایسا ہو راہبر یا غوث پاک

جو شرف اندوز درگاہ معلی ہوتے ہیں
ہو نہ غبطہ کیونکر انکے بخت پر یا غوث پاک

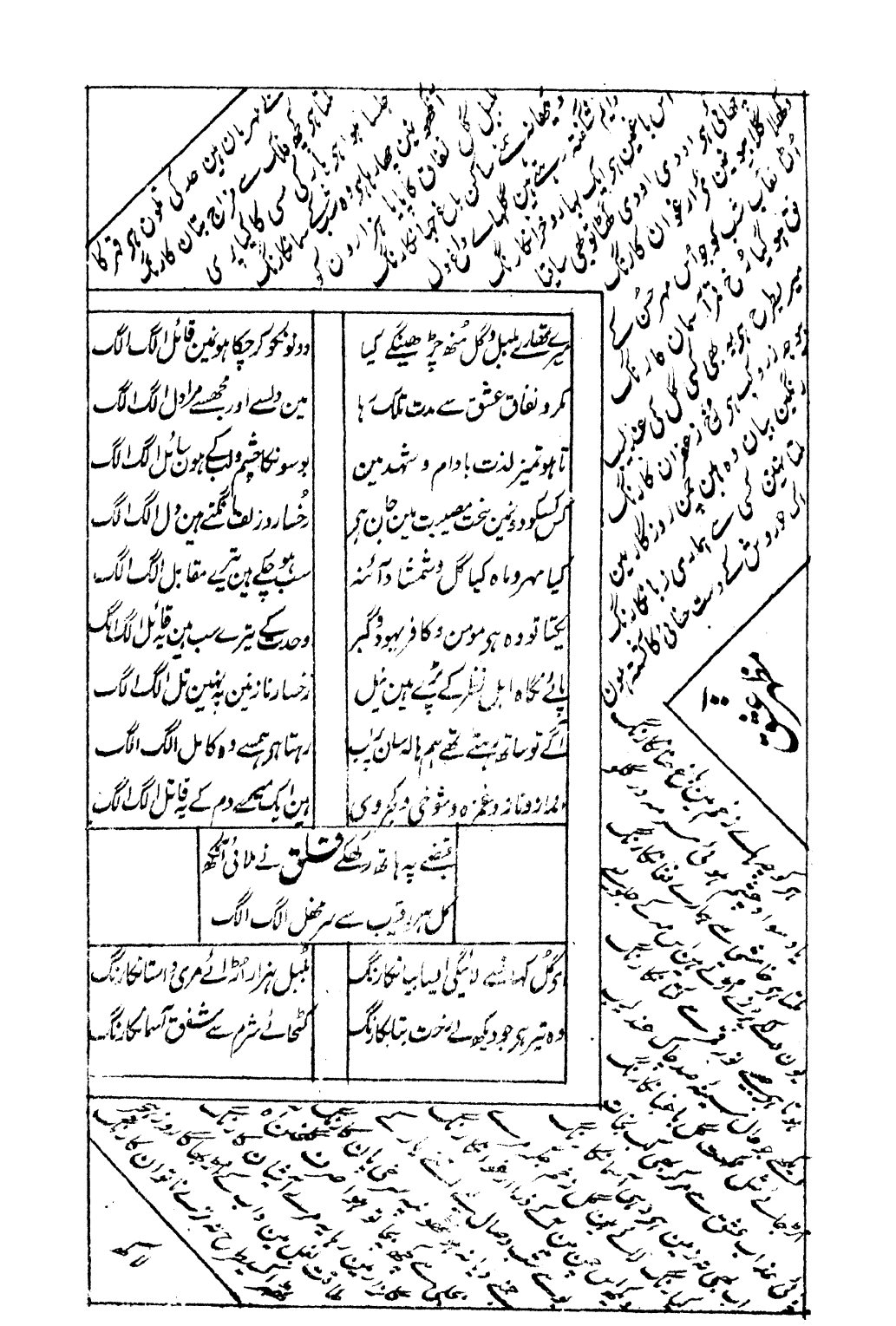

میرے تمھارے بلبل و گل مُنھ چڑھینگے کیا
دونو نکو کر چکا ہو نمین قائل الگ الگ

مکر و نفاق عشق سے مدت تلک رہا
مین ویسے اور مجھسے مرا دل الگ الگ

تا ہو تمیز لذت بادام و شہد مین
بوسونکا چشم و لب کے ہون سائل الگ الگ

کس کسکو دونمین سخت مصیبت مین جان ہر
رُخسار و زلف مانگتے ہین دل الگ الگ

کیا مہر و ماہ کیا گل و شمشاد آئنہ
سب ہو چکے ہین تیرے مقابل الگ الگ

یکتا تو وہ ہی مومن و کافر یہود و گبر
وحدت کے تیرے سب ہین یہ قائل الگ الگ

پائے نگاہ اہل نظر کے پڑے ہین نیل
رخسار نازنین پہ نہین تل الگ الگ

آگے تو ساتھ رہتے تھے ہم ہالہ سان پر اب
رہتا ہی ہمسے وہ کامل الگ الگ

ناز و نیاز و غمزہ و شوخی و کجروی
ہین ایک سمے دم کے یہ قائل الگ الگ

قبضے پہ ہاتھ رکھکے **قلق** نے دلائی آنکھ
کل ہیر قیس سے سر محفل الگ الگ

گل کہدیجیو لگائی ایسا بنا کا رنگ
بلبل ہزار اڑ لے مری داستان کا رنگ

وہ تیر ہی جو دیکھے لخت بتا کا رنگ
کھائے شرم سے شفق آسمان کا رنگ

لاکھا لبو نپہ دیکھکے مجکو یہ شک ہوا — لاکھی ہی سیر بار کے درج وہانکا رنگ

ہستی کی ہم عدم مین بہت دھوم سنتے تھے — دیکھا وہانسے آکے عجب کچھ یہانکا رنگ

نیل آنکھونکا ڈھلا ہی تمنائے دید مین — بیطور کچھ ہی کل سے ترے نیمجانکا رنگ

صحرا سے عزم کوچہ قاتل ضرور ہی — اب چند روز دیکھیے چلکر وہانکا رنگ

وصف مسی و پان عجب انداز سے کیا
محفل مین جم گیا **قلق** خوش بیانکا رنگ

ہتو ہون دلیے دور ہین پس اور لوگ — سونگھین گل عذار کی بو باس اور لوگ

واعظ ہین ڈرا نہ و فور گناہ سے — اُسکے کرم سے ہوتے ہین بے آس اور لوگ

سودائے عشق یان تو ہی سر مین بھرا ہوا — نام جنون سے کرتے ہین وسواس اور لوگ

آزادگان عشق ہر ک حالمین ہین شاد — ہونگے اسیر رنج غم و یاس اور لوگ

ہین سیر بو یلے تو کل کے فاقہ مست — ہوتے ہین مضطرب دم افلاس اور لوگ

یان ہی فقط ہوس زر و زندگے دید کی — کھلتے ہین سکے دانتونپہ الماس اور لوگ

ہنوگ ایک اپنا تھارا ازل سے ہر — پوچھین برہمنونسے ہو راس اور لوگ

۱۰۱ انتخاب عشق

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے مین گلابی مین بھر ای مشفق من پھول

خار سے دیا مجکو تو یون پھول گئے غیر
جیسے دم کا جسطرح سے جاتا ہی بدن پھول

آیا ہی گلگشت چمن جب وہ شہ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے گئی من پھول

ای گل جو ترے گوہر دندان کا ہے عکس
بجا مین ابھی موتیے کے در عدن پھول

تھرکی جا چلتے پھرتے ہی شمل گلستان
بلبل کے کرین جبکہ جوانان چمن پھول

مرغ انوسے جو گلعذار کے نقاب آپ
بنجائینگے سوجھی ای غنچہ دہن پھول

خورشید ہو ساقی شفق صبح چمن پھول
ہی مست گلستان مین سبھی موجود کلہ

جب کرتے ہین سیر چمنستان مضامین
چن لاتے ہین گلچین کیطرح اہل سخن پھول

خوش چشمو کی پرتی نہین آنکھین گل تر
سنبر کے عوض چرتے ہین ای گلبدن ہرن پھول

کھنچی جو ترے رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لٹاؤنگا دم فکر سخن پھول

چڑیا زری انگیا کی بھی بھاتی ہی بلبل
محرم مین جو رکھتا ہو تو ای شوخ چمن پھول

ہوگی نہ کبھی اس لب رنگین کے مقابل
جس رنگ سے چاہ ای شفق شاہ مین پھول

کیون نہ اٹھا چکنا ہر شب زلف مین ای گل
کیا صبح بنا گوش کا نارا ہی کرن پھول

لذتین تین یہ پائی ہین کہ سوا ہون قتل
زندہ کرے جو خدا دوبارا قاتل

تیری تلوار کو رومال مین بھاری دونگا
سبکی سے سر اگر تن سے اتارا قاتل

واجب القتل وہ ہین سر ہین جنکے ضامن
تیغ ابرو کا تری ہے اشارا قاتل

جیتے رہنے کی مزہ ہے تو ہین ہجوت
سخت جانی سے قلق جی ہارا قاتل

۱۰۳ مظہر عشق

سامنے ابر مژہ کے جو ہین آئے بادل
عرق شرم مین غیرت سے نہائے بادل

ہجر دلدار مین ہر سمت جو چھائے بادل
آہ سرد آہ کے جھونکون سے اڑائے بادل

چشم تر سے نہ مری آنکھ ملائے کہ دو
ابرو اپنی بڑھا کر نہ لگائے بادل

ابر مردہ سے بھی بدتر نظر آئے مجکو
فرقت یار مین گھر گھر کے جو آئے بادل

در گلزار پہ برساتین مستوکی ہر وک
سیر مو باغ کی دیوار جو ڈھائے بادل

دون جو تشبیہ تری ابر سے اے گل
چمن دہر مین پھولے نہ سمائے بادل

سرخی پائی مسی پر نظر آجائے بہار
شفق شام کا عالم بھی دکھائے بادل

ہے وہ برسات کہ دامن سے دل زاہد کے
کیا عجب داغ جو تقوی کا چھڑائے بادل

داغ پروانۂ محبت کے سے تو بھی نہ کی
ہو گئی سینہ آفاق وفاداری دل

میری درماں سے ہے پرہیز جو اُس عیسیٰ کی
موت کے پاس تو ہو جیارہ بیماری دل

پاس گو کچھ نہیں جز درد ہم داغ سودا
سو رہا گنج گراں گر ہو خریداری دل

سامنے دیدۂ کے بکھیڑ ونے چھڑایا نہ کہو
کہ چلتے ہو نہیں ہو کرتی ہے کاری دل

فائدہ ملتا ہے زیاں کا ہم میں
راحت جان ہے ظلم و گرفتاری دل

اللہ رے حسن جلسۂ و قرینانے دل
ہو لطف وصل یار جو رونق فزائے دل

اور ان جفا شعار حسینو نپہ آئے دل
بھائی ازل سے اُنکو یہ دولت سرائے دل

کھلائے جذب عشق میں آپکو کام آئے دل
شاید ہے کوچ قافلۂ عقل و ہوش کا

کہتے ہیں پیار کرنے پہ تو غش ہیں یہ مگر
اُنکی گرہ میں اور نہیں کچھ سوائے دل

۱۰۴

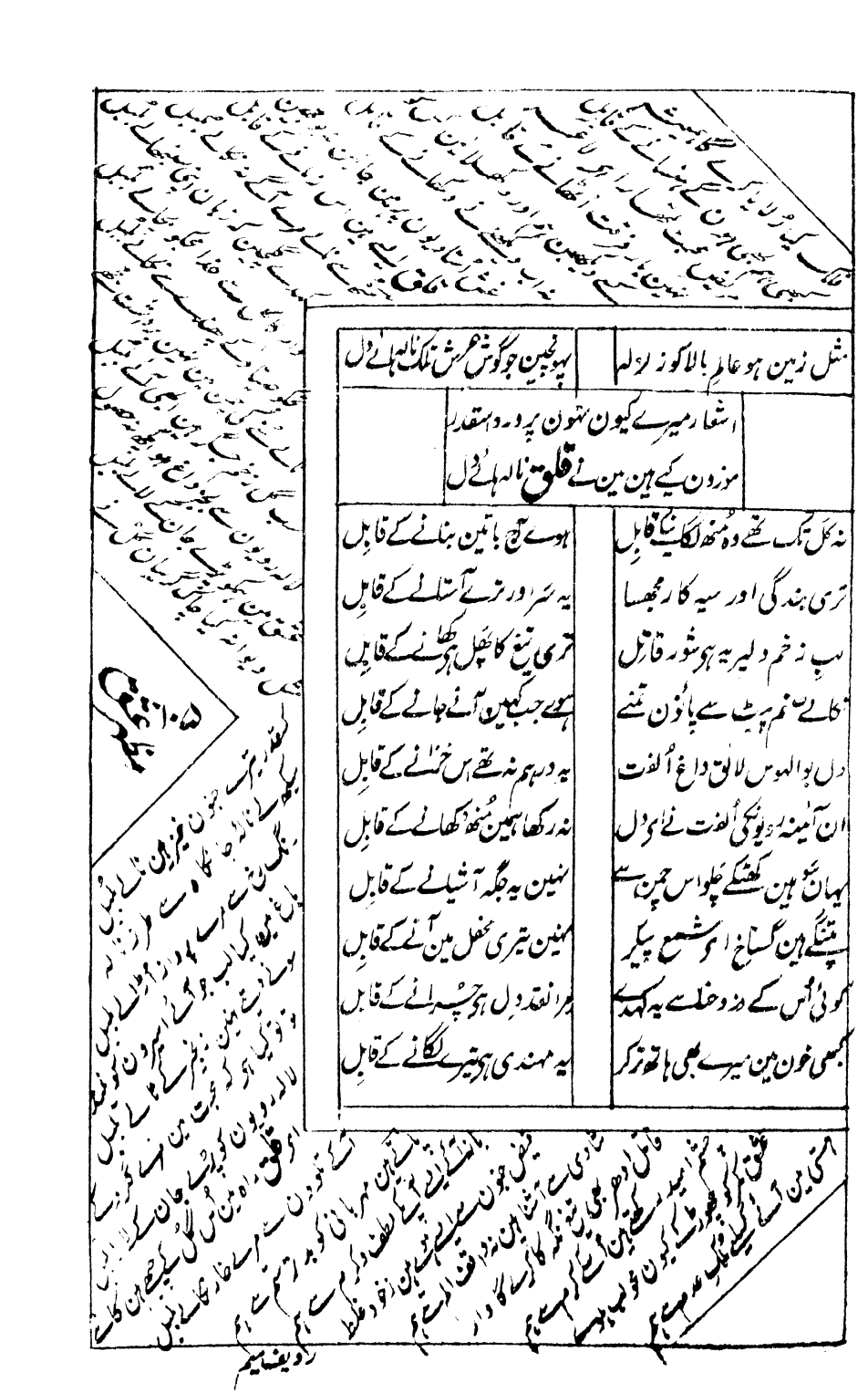

مثل زمین ہو عالمِ بالا کو زلزلہ
پہونچیں جو گوشِ عرش تلک نالہ ہائے دل

اشعار میرے کیوں نہ ہون پر درد و پُر اثر
موزون کیے ہین مین نے **قلق** نالہ ہائے دل

نہ کل تک تھے وہ مُنھ لگنے کے قابل
ہوے آج باتین بنانے کے قابل

تری بندگی اور یہ کار مجھسا
یہ سر اور ترے آستانے کے قابل

ہے زخم دلیر یہ ہی شور قاتل
تری تیغ کا پھل ہی کھانے کے قابل

نکالے ستم پیٹ سے پاؤن تمنے
ہوے جب کہین آنے جانے کے قابل

دل بوالہوس لائق داغ اُلفت
یہ در ہم نہ تھے اس خزانے کے قابل

ان آئینہ رویون کی اُلفت نے ہمدل
نہ رکھا ہمین مُنھ دکھانے کے قابل

یہان بیٹھ ہین کھٹکے چلو اس چمن سے
نہین یہ جگہ آشیانے کے قابل

پتنگے ہین گستاخ اے شمع پیکر
نہین تیری محفل مین آنے کے قابل

کوئی اُس کے در و خلسے یہ کہدے
مرا نقد دل ہی چرانے کے قابل

کبھی خون مین میرے بھی ہاتھ نرکر
یہ مہندی ہی تیرے لگانے کے قابل

بدعہد گر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
ہین بھلے آ گئے دل و قسم سے ہم

پاتے ہین ذرے ذرے مین اس مہ کا فر وغ
دونی کو بھی دیکھین کبھی چشم کم سے ہم

جاتا دیار ہین تو غضب کے ہین چالے
اس شوخ کو گھرانے لگا ہے ستم سے ہم

آرام عاشقی مین سلیمان وقت ہے
[illegible] ہین کرتے پریون کی [illegible]

پاؤن کا ہر پا پیدا فتادگی ہے
[illegible] دل سے [illegible]

درد جفا سے ہوتی ہر چشم و فا کماں
[illegible] ہین ترے ستم سے ہم

پچپا ہے ہین ترک ملاقات یار سے
[illegible] قید غم سے ہم

دل کو ہمارے الفت مژگان یار ہے
کہتے ہین کانٹا خبر قال کوم سے ہم

جب نمک دیتے ہو سہ تریاق خال لب
جانبر ہونگے افعی گیسو کے سم سے ہم

کرتے ہین فعل بادہ سے سیر طلسم نشہ
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم

عشق میان یار نے مارا ہے بے گناہ
[illegible] کرینگے حاکم شرع عدم سے ہم

روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق
پائین گے خلد الفت شاہ اُمم سے ہم

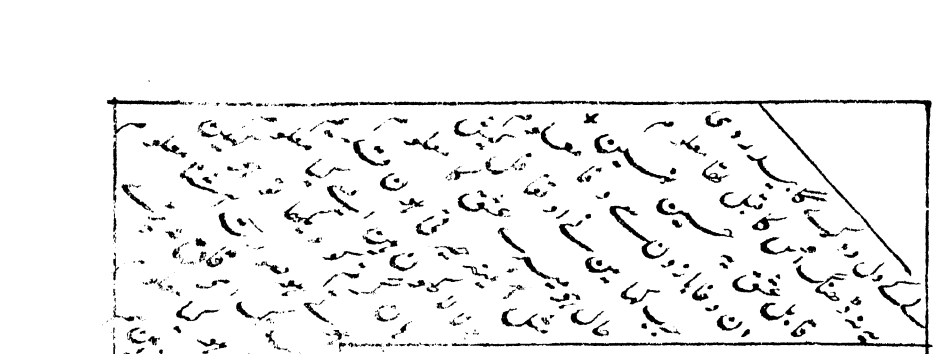

ذریعہ ہی پیغامبر کا سر ہو تن سے جُدا
بھیجکر بے چین ہے ہین وصل کا پیغام ہم

جب کوئی نایاب ہاتھ آتا ہی مضمون ذہن
اہل حق بیشک سمجھتے ہین اُسے الہام ہم

صاف باتون سے ہو گیا معلوم
ہوئے ہو مطلب آشنا معلوم

کشتہ تیغ مژگہ سے کیجیے گا
چشم و ابرو سے ہو گیا معلوم

ابتدائے محبت دل کی
یہ نہ تھی ہم کو انتہا معلوم

کچھ دہن ہی نہین ہی وہ ناپید
کمر یار بھی ہی نا معلوم

ور تک اُس کے مری رسائی ہو
تجھ سے اے نجت نارسا معلوم

جب کہا رو کے تجھ پہ مرتے ہین
ہنس کے بولا وہ بُت خدا معلوم

مہربان آج کل ہی وہ نے مہر
اسمین ہوتی ہی کچھ دغا معلوم

تم سخن سازہو بڑے اے جان
طرز تقریر سے ہوا معلوم

جب سے مین ذکر وصل کیا
بولا مطلب نہ کچھ ہوا معلوم

بدگمان دشنہ رزے واعظ ہو
ہم کو ہوتی ہی پارسا معلوم

قدر اپنی نہ جہانمین ہوئی باوصف کمال
صفت بوئے گل اس باغ مین برباد ہین ہم

شکوہ کرتا ہون تباہی کے تو فرماتے ہین
خانہ بربادی عشاق کی بنیاد ہین ہم

جان مارو نسے ہر تیغ نگہ یار کا قول
دم مین لاکھون کو کرین قتل و جلا دہین ہم

ہم سرکایت نہین آپکے تمھین منصف ہو
واجب الرحم ہین یا قابل بیداد ہین ہم

ہم سمجھتے ہین پڑھائی ہوئی باتین کرو
طفل مکتب ہو تم اے جان ابھی استاد ہین ہم

کیسے یار کے سودے نے کیا خانہ خراب
کیا ہوا خو ہی صیاد مین برباد ہین ہم

ردیف ن

قطع امید دیدار
اچھا ہوتی ہے فلق
نگران اسلیے رخ جلا دہین ہم

قون

کرینگے ہمسے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین
ہم انکی تھوڑے دنون اور چاہ دیکھتے ہین

گمان قاصد کم گشتہ ہمکو ہوتا ہی
کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین

تمھاری آنکھونکے آگے بڑے مبصر ہین
یہ خوب صالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

مزا طلب تو نرالے ہی سن ذوغلط کی
کہین کریم بھی دل گناہ دیکھتے ہین

یقین ہوتا ہی ہر گستگی قسمت کا
پھری تھی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین

صفائے حسن جہانی ہن حیرت افزائے زمانہ ہی — جوانی کیا جلا کرتی ہی آئینہ رو مین

اٹھون تا روز محشر سر خرو کشتون مین قاتل کے — لحد مین بھی مسلمی سکی نکھت سے پہلو مین

کریگا باندھکر اٹھا دھرا صیاد قید اُسکو — نہ گل تو لیگی لبھن جو نغمہ اونکی تراز و مین

ہی شہرہ قاف تا قاف ہم جا دیوانہ تو نچا — وہ انسان ہین جو بستے ہین پریزاد و دیو و ما بہ مین

ہوئے وہ ہون کہ اٹھا درد دل تعظیم کی خاطر — جب آیا ناوک قاتل جگہ دی مین نے پہلو مین

بیابان مرگ ہون ہمسایہ تیمہ رد کا ہوگا — مرا مرقد بنایا تربت مجنون کے پہلو مین

وہ ہون آزاد عشق قد لگا گر باغ مین بستر — قفس مین کیے لٹکانے گئے سر لب جو مین

دل سودا زدہ پہ سیر نہ اٹھا اُسکی نہین لگتی — نہ داغ جنون تلتا ہی نظر اونکی ترازو مین

ہوا مین پائیچے مکے ہی اثر باد بہاری کا — صد انخندہ گل ہی ہری جی کے گھنگرو مین

مبارک دیر و کعبہ ہون قلق شیخ و برہمن کو
بچھائین گے مصلا جل کے ہم محراب ابرو مین

کیا جب ضبط گریہ فرقت ساقی مہ مین — نکل آئے برنگ شیشہ ہی ہنک اُچھو مین

ہوے ہین انقلاب عشق سے سب اپنے بیگانے — رہے خانہ بو مین دل تھا پہلے اب ہی اونکے قابو مین

۱۰۹ غزل

نظر آتی ہی صورت یار کی قرآن زانو مین
ہوا الجھا ہی زلف کی خاطر دل سودا زدہ اپنا
فرنگستان عاشق سے چلا ہی جن کی کیشو مین
تصور مین ہی زنار و مژگان جانا کے قشقہ آہی
نہ ہوا اس نشہ کی کچھ نے اثر ہرگز پیا جو مین
ہوا ہون بیقرار یہ شرارت ہی ہمارے دل کی چھاتی مین
ہوا ہی ہوا ہے ایسا خال لیکن ذرہ ہی ہر جا مین
ہوا ہی ہی ہی

امان جان نہیں اپنے ہیں کشتۂ دیدار — تمہاری تیغ نگہ کی کہیں پناہ نہیں

عبث ہے غفلت اطفال سے چونک اے غافل — یہ مہد دو جہان بہر خوابگاہ نہیں

وہ خوش نصیب ہیں جو ہیں سلیمنگ حضرت — جو پیچھے پاؤں ہیں تنی دشمنگاہ نہیں

ہیں یوسف دل گم گشتہ کی تلاش میں وہ — نہ بھانکا آیا جسے کوئی ایسا چاہ نہیں

وہ ایسا قاتل ہیر حم ہے مروت ہے — کہ اسکی تیغ کے فیضے میں بھی پناہ نہیں

تمہاری آنکھ سے کھائے ہیں لگاوٹ کو فریب — ہرن اگرچہ ہیں خوش چشم خوش نگاہ نہیں

ہوں عشق میں جو جاں بلب شب فرقت — مرا قطع نیز روسے ہوئے وہ راہ نہیں

فقیر ہے جو توکل ہے تخت شاہی سے — گناہ فقر کم از تاج بادشاہ نہیں

مرے کریم کی رحمت ہے جیسا بحر خیال — نہو جو عفو وہ ایسا کوئی گناہ نہیں

نہیں ہیں بل تکلیف فرش دیبائی — زمین شعر سے سلطان بھی باج خواہ نہیں

اس آرزو پہ اے خاک بھی مگر اتنا — مرے غبار کو دامن سے اسکے راہ نہیں

کروں گا عرض غم پرسش عمل تو نے — ترے کرم سے نیازہ مرے گناہ نہیں

ضرور چاہیے عاشق پہ شفقت معشوق — گدا نواز نہو جو وہ بادشاہ نہیں

یون شب وصلت ہر شب یلدا نہین
سب قمر رشک مہ نو ہین فلک پر جا بجا
ہمسا عاشق معشوقے پایا ہو مدت کے
خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا پر سوائے لکھنؤ
ہم بھی غیرون کے عوض لے لیتے لیکن کیا کرین
دم بدم اٹھتے ہین شعلے دمبدم جیرا زمین
جان عالم ہو مرا سلطان عالم اہ قلق
دیکھکر جو دم نہ گانگشت چشم مست کا
شام کو نسبت سواد زلف دلالے نہین
گوہر دندان عالی کی کرون کس منہ سے وصف
گو مشابہ چشم اودس سے ہے خیمہ آپکا
نور گر درہ کے آگے چاندنی بھی گرد ہے
اسقدر رعب عدالت شہ کا ہر انسان تو کیا
یون شب وصلت ہر شب یلدا نہین
سب قمر رشک مہ نو ہین فلک پر جا بجا
ہمسا عاشق معشوقے پایا ہو مدت کے
خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا پر سوائے لکھنؤ
ہم بھی غیرون کے عوض لے لیتے لیکن کیا کرین
دم بدم اٹھتے ہین شعلے دمبدم جیرا زمین
جان عالم ہو مرا سلطان عالم اہ قلق
دیکھکر جو دم نہ گانگشت چشم مست کا
شام کو نسبت سواد زلف دلالے نہین
گوہر دندان عالی کی کرون کس منہ سے وصف
گو مشابہ چشم اودس سے ہے خیمہ آپکا
نور گر درہ کے آگے چاندنی بھی گرد ہے
اسقدر رعب عدالت شہ کا ہر انسان تو کیا

۱۱۱ مخمس

اٹھین بھی ابی طاق پہ تلوار وغیرہ
قودہ ہے ہوا اک ہمو کی ہین وہ تمسا
کرکے ہے ہوا دار دیکھتے ہین
ابھی سے حال یہ ہی کہتے ہین
دہ ابی چھاتیون کا فوارہ ہے
آزردن شوق شہادت ہے
کی شہید کا جب ہم نے
دہ آنکھ ہیم ہین سے ہوتے ہین
قوت نصب و فتح اسکی
بھی کہین اور کل ہین
ہیں اوہین

اچھا نہین ہی غیر و نکا مجمع مکان مین — مطعون ہو بجاؤ کہین تم جہان مین
پڑے ہماری آنکھونکے کہین نیب تھے — جھالر مژہ کی چاہیے تھی سائبان مین
مانند برق کوندتی ہو ابر زلف مین — اے جان صاعقہ ہی کہ بجلی ہی کان مین
اس طفل کی جو دھیا مین تھی تو تلی زبان — ہنگام نزع ہو گئی لکنت زبان مین
گاتا ہی جب بہار مرا غیرت چمن — کیا سوجھے پھول جھڑتے ہین اک ایک تان مین
قاتل ہمارا جیتے جی ہوتا نہ فیصلہ — پڑتی نہ تیری تیغ اگر درمیان مین
بیخوار دنکے جوہر سے ہی تنگ فروش — شیشونکو بھی جگہ نہین ملتی دکان مین
لکھا جب اپنی آبلہ پائی کا ماجرا — پھلے پڑے ہزار قلم کی زبان مین
مر مر گیا مین ابرو پر خم کو دیکھ کر — کیا تیر کا ہی تو ر تمھاری کمان مین
ایفاے وعدہ کرکے نہین تو بھلا لیا — اے جان تم جو آئے تو جان آئی جان مین
خود بینی آج کل ہی یہ مد نظر انھین — دیکھو کہ آئینہ ہی جرا خاصہ لین
جلتے ہین میرے شعلہ آواز سے رقیب — مانند شمع رکھتا ہون آتش زبان مین
اے جان جان یہ شہپر پرواز حسن ہی — اچھا لا نہین ہی موتیو مکا تیرے کان مین

زلزلہ آجائے ہو جائے تہ و بالا زمین
میں اگر ہی آسمان آہ و فریاد ہو ن

کون مجھسے لڑ سکے ہے شکلکشائے دو جہان
تیر سے ہے تیغ سے ہے طپانچہ سے ہے مکا دو ہون

ہے سلامت طفل اشک مجھکو دنیا میں ہے
چار میں کندھے کو تو میں صاحب اولاد ہون

چاہتا ہون میں بھی بت کا لینا ہو سب کے مزے
گلشن اندر خوبان رستم ایجاد ہو ن

کہتے ہین کیا ہے حسینون ہی میں میرا ذکر حسن
پہنچے ہین جانے دیتی ہین وہ آدم زاد ہو ن

لاکھ یہ کھوٹے کرین مجھسے مگر اپنا تو خلق
دم میں لکھو میں پرکھ لیتا ہون وہ نقاد ہو ن

ضیائے حسن کے خورشید نور جان عالم ہین
ضیا بخش روح ہمراہ پیکر جان عالم ہین

خدا خود ناخدائے کشتی اقبال عالی ہو
جہاز ہندگان حق کے لنگر جان عالم ہین

ہر اک نقش قدم ہے آشیان مرغ سعادت ہو
ہمارے اوج اقبال کے سمندر جان عالم ہین

منور بزم عالم شعلۂ رخ سے نہ کیونکر
کہ شمع محفل ہمراہ پیکر جان عالم ہین

فروغ نام حاتم رو بروالیوں کے ہوتا ہو
شہر بخش دہ ہمت کے اختر جان عالم ہین

ملاحت اک نمک پروردہ کہسر کا رعالی ہو
صباحت مین سمن رو سمن بر جان عالم ہین

شب کے ہاتھ سے تنگ ہے ہم تو ہین اے رشک
آئینہ مین تا لبِ کوثر سب مے خوار قیصر باغ مین

شبنم کبھی ہو دورِ خرِ روشن نقاب مین — رعشہ مگر پڑا ہو تنِ آفتاب مین
ہر جوشِ عبرتِ شک کا چشمِ پرآب مین — دریا مین ہو حباب کہ دریا حباب مین
شب ہو شبابِ بحرِ جہانِ خراب کو — وہ جا ہو ابھری ہو دماغِ حباب مین
معشوقِ شرمگین پہ کیون مٹکے اپنی جان — بیباکیون سے لطف یہ ہے ہو حجاب مین
ہر عشق سے جدا نہین کونین ہین کوئی — انسان تو کیا فرشتے پڑے ہین عذاب مین
نکلے اون کوئی گھر مین جو آنے پائے — دربان کو یہ حکم دیا میرے باب مین
دریا پہ ہر غسل گیا جب وہ آفتاب — آنسو بھر آئے دیکھ کے چشمِ حباب مین
اسکے رخ صبح سے دعوی ہمسری — منھ دیکھے صبح آئینہ آفتاب مین
شب قاتلِ کرامت پیرِ مغان ہے شیخ — قاضی کو حال آئے جو بزمِ شراب مین
تمام جہان نظر سے نہین گر یہ بندگی — دنیا کی سیر کرتا ہو انسان خواب مین
اچھا ہے کہ ہست ہست سو انجا — تلوار کیا بجھائی تھی قاتل شراب مین

پڑتا ہی عکس ماہ کا جس طرح آب مین | پیرِ فلگن ہر آئنے مین یون رُخ حبیب

پیری نے ہے رکھا عوض لے یا اقلق
جو جو مزے اُٹھائے تھے عہدِ شباب مین

ہول ہی مُہول یار رخِ بے نقاب مین	آتا ہی لعل خون جگر آفتاب مین
کیونکر نہ غصہ تیز ہو اُنکا شباب مین	ہوتی ہی بہت ہے پھوٹ سے تلخی گلاب مین
ہول ہی ہر مژہ نعل سے کم پیچ و تاب مین	گو خضر اسیر ہو گئے دامِ سراب مین
بجرے پہ ہم سوار ہوئے تھے نہر مین مگر	جلتے ہین جابجا رنگ کا قصرِ حباب مین
دیکھون ہون ایک گنبدِ نیلوفری مین مین	کیا ہی کہان لطف صنعت کے قباب مین
کیا شوق دید نشتر مژگان دیدہ ور	مانند نبض ہی رگ جان اضطراب مین
کیسان جلکی ہی تن نازک پہ ہر شکن	گریان ہی جسطرح کہ ہی خلقی کباب مین
کرتا نہین کسی کو ملاقی کا مست	سی ہی جو مل مست کی کیا اشتراب مین
خوش رہیے جسقدر ہو کشاکش مگر صبیح کیا	دانہ شاد و مرد شتابی حساب مین
ہم مدعا مشربون کو نہین خوف باز پرس	یکسان ہو اپنا حال خطا و صواب مین

تنہا کہ اپنی بیدمردن بھی ادی طلب مین
ریگ روان کی صوت ہر وقت ہی سفر مین

ہر دل یہ وہ گیسو ہی پرخطر نہایت
الٹ جاتے ہین مسافر اکثر اسی سفر مین

ہست الغضب کی فرقت دلکو نہین گوارا
یوتن لگی ہوئی ہی آٹھون پہر کمر مین

پیدا کر رہا ہی کیون میری خاطر ظالم
کیا فائدہ دفاک کا ہوگا مرے ضرر مین

اسکو ہی پاس مہمان وہ کھوتی ہی
اوٹ الا مصیبت ہی ترے ہی گھر مین

غیرت نے اضطراب ہی ہتے نہین کبھی وہ
آگے تو آہ میری مشہور تھی اثر مین

اے باد مصر خوبی آگے تمارے کچھ بھی
حسن جناب یوسف چیتا نہین نظر مین

وہ برق حسن مسی کے مین نہان ہی
بجلی چمک رہی ہی دامان ابر تر مین

مستوق کی تو وضع عاشق کو نفع کرے
اب خاک ہین صدف کے گوہر کے آب ہی گہر مین

وہ آفتاب تابان آیا ہی کس چمک سے
ساقی مجھے صبوحی دے تو بھی جام زر مین

چھوٹے آگے یار پہلی منزل ہی مین بیچ ہی
سب حال دوستی کا کھل جاتا ہی سفر مین

حال دل خلق کیا ہر بار پوچھتے ہو
جسکی نہین دوا کچھ وہ درد ہی جگر مین

سیر کرتے تو اُسے دیکھا ہو جو بازار دونمین
مشتری ہوتے ہین یوسف کے خریدار دونمین

چاہتے ہین کہ کوئی غیرت یوسف بھی بنین جائے
کسقدر بکتے پھرتے کھڑے بنتے ہین بازار دونمین

دو قدم چلکے جو تو چال دکھادے اپنی
ٹھوکرین کھاتے پھرین کبک بھی کہسار دونمین

فنون عشاق سے لازم ہی یہ پرہیز کرین
کہ شمار آپکی آنکھون کا ہی بیمار دونمین

شیخ کعبہ ہو دیا برہمن بتخانہ
ایک ہی در یہ دونون ہین پرستار دونمین

دیکھیے کتنے خریدار ہین کیا اٹھتا ہی
جنس دل بھیکے اسکوائی ہی بازار دونمین

فصل گل آئی خزان بھی ہے گذار مگر
طائر دل ہی ہنود اُسکے گرفتار دونمین

سیر کو اسکے نکلا جو دو شاک یوسف
بندے بنے ہوئے ٹھے لگ گئے بازار دونمین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکھا انصاف
نیکی گنہ بھی گنے جاتے ہین گنہگار دونمین

کہین ڈھونڈھے سے بھی ملتے تھے ترا یکمال
جن دنون قدر شناسی تھی خریدار دونمین

تیغ قاتل کے گلے ملتے ہین خوش ہو ہو کر
عید قربان ہی محبت کے گنہگار دونمین

کسی من سے نہ اُلجھا ہوئی صحبت گل
تنعیفی تن ہی ارا پنا ہی خار دونمین

قلق اثبات دہن منھ کے نہ کھلوائے کبھی
ہر بڑی بات گر بات رہی یار دونمین

تو ہی منصف ہے غیرت کو کوئی انصاف سکھاتا ہو
بھی سے ہم تری بیداد کی فریاد کرتے ہین

قلق ایسے ہوے ہین ہم فراموش آپکی خاطر سے
کبھی ہمولے سے بھی ہمکو نہین یاد کرتے ہین

ستم وہ طرفہ کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین
سیر در دنکو کرتے ہین ہمین آزاد کرتے ہین

بہار آئی ہو مشق نالہ و فریاد کرتے ہین
عرس ہی جنون اپنا سبق ہم یاد کرتے ہین

قلق ہند وستان فغانکو یاد کرتے ہین
حال کار اپنا سوچکر فریاد کرتے ہین

بتونکے بوسے نالے جو ہونا شاد کرتے ہین
خطے ساکنان عرش تک فریاد کرتے ہین

وہ مجھکو چھیڑ گلشن مین گلچہرے اڑاتے ہین
قفس مین ہم پڑے ہین منے صیاد کرتے ہین

کوئی مجھسا نہو گا گشتۂ ناشاد عالم مین
تاسف نوجوانی کا مری جلاد کرتے ہین

کہتے ہین دیوانہ مجھے زینت پسند دنکا
تکلف بیڑیونمین ہر برس صد کرتے ہین

آہی شہر نالون نے ترا تو دکھلایا
وہ دلکو تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

مرے نالونسے تنگ آئے ہین ایسے میرے ہمسایہ
عدو تین مری جاجاکے سب فریاد کرتے ہین

نہین دیکھا ہو شاید اُس سہی قامت کو گلشن مین
یہ دعوی اسکی کا اپنی کہ اشتشاد کرتے ہین

دل ناشاد **قلق** کو بھی کبھی شاد رکھ
اے شہ حسن فقیروں کی دعا لیتے ہیں

رفتہ رفتہ صورت نامور آنکھیں ہو گئیں
دستہ دستہ بیکار ہیں معذور آنکھیں ہو گئیں
آنسوؤں سے خوشہ انگور آنکھیں ہو گئیں
نرگس شہلا کی کیوں مخمور آنکھیں ہو گئیں
اشکوں سے طوفان اٹھا تو ور آنکھیں ہو گئیں
دیکھ مطرب کاسۂ طنبور آنکھیں ہو گئیں
میری خاطر اسکی ابرو طور آنکھیں ہو گئیں
اسلیے بہزن تری مشہور آنکھیں ہو گئیں
ہم فقیروں کی تو دنیا ہی مقدور آنکھیں ہو گئیں
شکل نرگس میری بھی بیخور آنکھیں ہو گئیں
حسن کی دولت سے کیا مسرور آنکھیں ہو گئیں

دیکھ کر آنکھیں تری پیدا ہوا آزار دید
صورت مژگان پھری ہتی ہیں کیوں دست نیاز

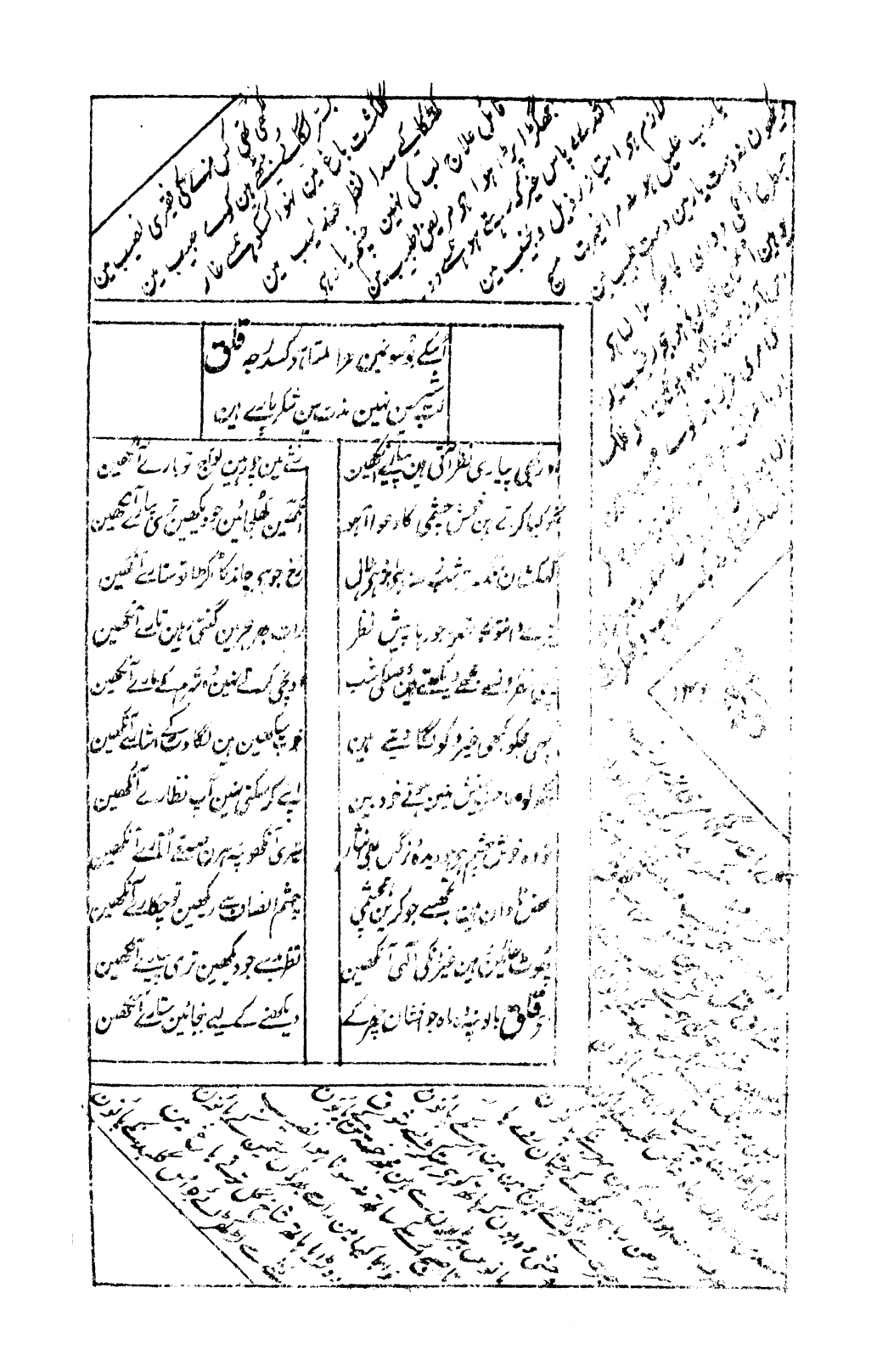

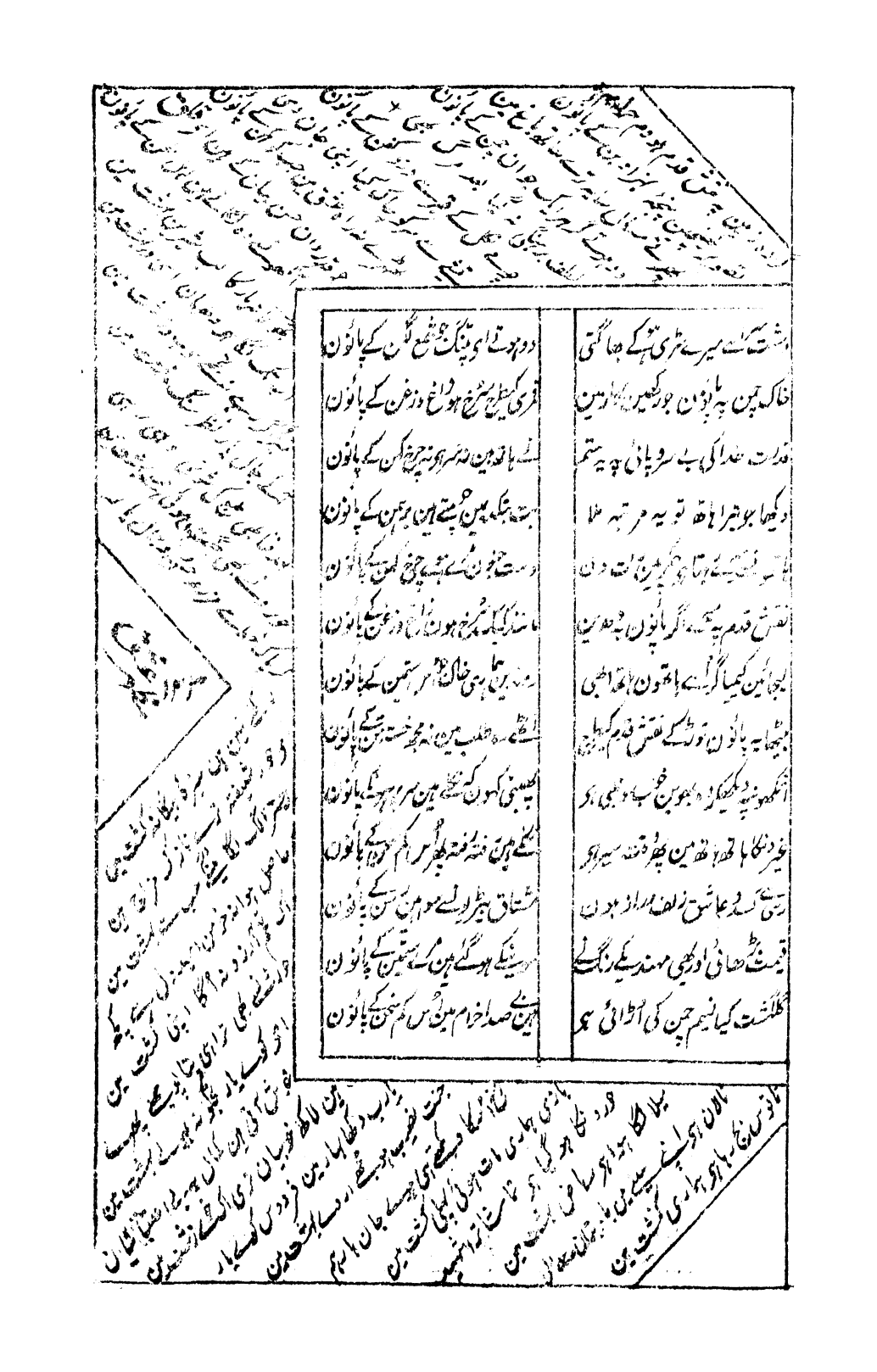

خدا ہے سبزۂ خط سے نہیں عیان — دہانِ نگار کا سکہ ہی بیٹھ گیا ہے

ہیں اک پہ یکا دیکھنے والا خدا اثر — قلق
جو وہ نکو آنکھ اٹھا کے نہ دیکھا بہشت میں

تو میں کہے مرے ہی سر نوشت میں — پریشاں اگر سیاں ہیں تو جوگیا بہشت میں

بیخود جھگڑتے ہیں یہ شیخ و برہمن — کعبے میں کیا ہے جو تجلی نہیں بہشت میں

بعد فنا بھی یہ دل سوزاں ہے بیقرار — دوزخ بنا ہے کیا کے چلے ہیں بہشت میں

ہمسا کوئی جہاں میں نہیں ہے ہمارا نصیب — آئی کبھی خوشی نہ دل غمزدہ بیشت میں

حوراں وہ ہیں جو جائینگے لیوانے آپکے — پلینگے جا کے بیٹھ کے پہلے بہشت میں

آ شہر دیکھو عشق بتان مج کی — لوٹی گئی ہزار کی اک ایک خشت میں

طوبیٰ قد نگار کی دھن میں ہیں محو آہ — جھنڈا اگر اموا ہو ہمارا بہشت میں

دلمیں کیا جو اس لب جاں بخش کا خیال — آب حیات بہنے لگا اپنی کشت میں

زاہد تجھے کھٹکنے نہ دیں گے گناہ گار — سب بند و بست ہوگا انھیں کی بہشت میں

سوز درون ہجر سے لگا لگا ہیان — پالا ہوا ہے برق کو دامان کشت میں

کس طرح تڑپوں تیغ دم قتل اے شوخ ۔۔۔ ادب دامن جلاد کروں یا نہ کروں

آشنائی کی صحبت میں ہوک دیدہ کا حال ۔۔۔ ذکر تری تا شمشاد کروں یا نہ کروں

صدمہ بے پروائی سے قفس میں صیاد ۔۔۔ طعف پرواز چمن یاد کروں یا نہ کروں

قصر ہستی کو کہیں صبح زوروں پھونک دے ۔۔۔ شب ہا آہ فغاں ناشاد کروں یا نہ کروں

پھر کبھی سیر قفس بھولے سے بھی آ نہ پھرا ۔۔۔ شکوہ غفلت صیاد کروں یا نہ کروں

گر جنوں نہ تیشے سے سر کوہ رقابت کاٹے ۔۔۔ رنج بے عقلیٔ فرہاد کروں یا نہ کروں

تیریاں بھاری پھسلنا ہی بھا آتی ہی ۔۔۔ پہلے سے خاطر صیاد کروں یا نہ کروں

ہر گھڑی صحبت دشمن میں زبان گیری کی ۔۔۔ بات بھی دستم ایجاد کروں یا نہ کروں

محو یاد لب شیریں تو ہوں خوف شکوہ کے ۔۔۔ سرو صف دل ناشاد کروں یا نہ کروں

دل دیوانہ اگر فصت پہ جفا دیکھا ہو خوف ۔۔۔ کوئی تسخیر پہ زیاد کروں یا نہ کروں

نہ خنجر بھی فلق فرصت نظارہ نہ دی
غم بے رحمی جلاد کروں یا نہ کروں

زبان دانان عالم کا کیا ہی امتحان برسوں ۔۔۔ زبان غیر کیا آتی نہیں اپنی زبان برسوں

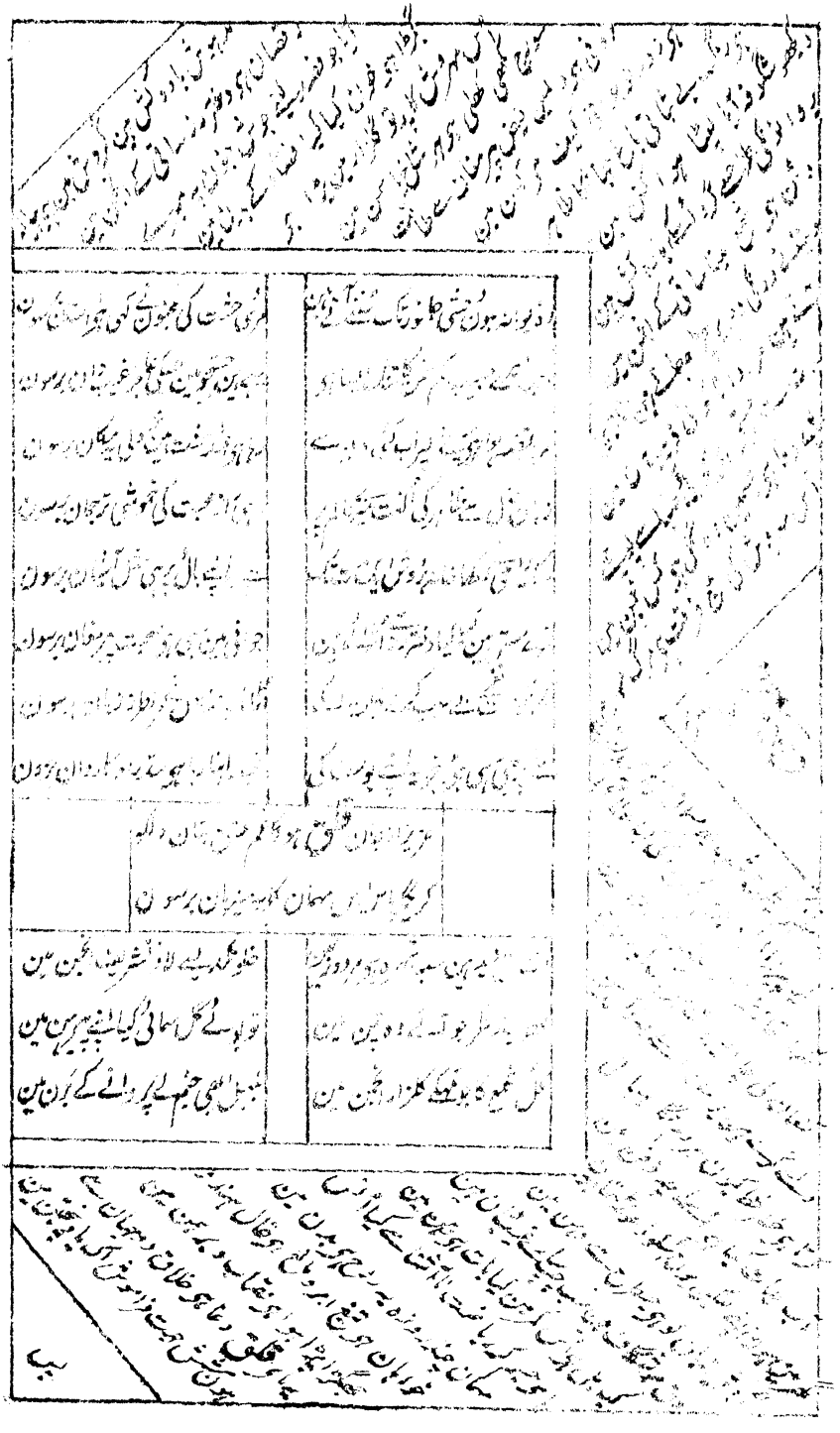

سچ ہے یہ بات حقیقت میں ہر یک نا شکل
میں تو کیا دہر میں ہر ایک کے ہاتھ آئیں

جا کر شفاعت ذات ہلاکت کو مری
اس میں حرج کی اتنے کے ہاں آئیں

منفعل اپنے خطا وار سے ہوتے ہو تجھے
عاقبت شرم سے میری وہ جبیں آئیں

ہوتے ہی گیسوے دلدار کا سودا مجھکو
پھر مرا پوچھنے کرد و فسے ہاں آئیں

لگ کے میں نے جو دم خنجر ہری سے کہا
پانی برسا کہ میں کیسہ کی ہوا میں آئیں

پھر گئے پیغام وصال آگئے دم نزع مجھے
جب زبان بند ہوئی سب سے میں آئیں

لگ گئی آنکھ تصور میں جو ان نونکے
خواب میں ہی سہی تو ڈالنے ہو ہاں آئیں

کیا شفا عیش میں عیب دفن و پسند لب
میرے بیمار کو یہ راس دوا میں آئیں

لیتیں کھاتے ہیں سب طعنے ہو میں غصہ و غم
میرے حصے میں ادل سے یہ خطا میں آئیں

بے حسابے سے کرم ہمیہ کیے وزنہار
جبکہ گنتی میں ہماری خطائیں آئیں

دیکھکر تو تو نکو طاقت نہ میخانے کے
نشہ میں میں نے یہ جانا کہ گھٹائیں آئیں

مغتنم عمر دو روزہ کو سمجھ کچھ کرلے
یہ مجھے گور غریباں سے صدائیں آئیں

کچھ ہوئیں چاک گریباں کو خود ہی سی کر میں
دست وحشت سے یہ تنگ اپنی قبائیں آئیں

کرتا دہان یار کی رنگینیو کا وصف
جو سہو غنچے کے مہ میں زبان نہیں

کیا اعتبار ایسے تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہیں

اس غیرت مسیح کی گھبی کو سنئے
عیسا رہی فلک پہ ترے کہکشان نہیں

جھوٹے ہمارے غم کے ہیں دعوت کرو نہ کیا
قابل سگ حرم کے یہ استخوان نہیں

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہو مدام
جو گوچہ گرد گیسوئے عنبر فشان نہیں

کون دیکھے نقد ہوش تک آتے جو ہے ہاتھ
ارمانو نرخ یار کا سودا گران نہیں

نظر و نمین غیر کے جو سکا ہمین تو کیا عجب
خسرو شکر لبی پہ تو مین گران نہیں

جلوہ کیو تیرے کیلیے ہو مجھسے روشنی
اے ماہ رو یہ ہو دل عاشق کسان نہیں

کیفیت آے سیکدہ مین دیکھ جائے وہ
جو قائل کرامت پیر مغان نہیں

محو نظارہ دل ہو وہ بت ہو حجاب مین
حیران ہو آئنہ رخ جانان عیان نہیں

دلسے بھلا دیا ہو گلون ہی نے کیا تجھے
اے قمری کو بھی یاد مرا آشیان نہیں

وہ دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر
اپنا ہما فریفتہ استخوان نہیں

کس لالہ رو کے دل مین نہین گھر مرا قلق
وہ کونسا چمن ہو جہان آشیان نہیں

بگڑے ہے جو جو میرے قتل کی تدبیر میں
مل نہیں ہیو جہ قتل ابرو شمشیر میں

میں بھی مجنوں ایک لیلیٰ کا ہوں ہی صورتگر
رنگ رو قیس بھرتا تھا مری تصویر میں

کیا اسیر گیسوے دلدار کوئی چل بسا
کس لیے ماتم پڑا ہے خانۂ زنجیر میں

دل ازل سے ہے ہمارا کشتۂ ابروے یار
پرورش پائی ہے اس نے دامن شمشیر میں

زلف جانانے نظر آتی ہے یوں چشم سیاہ
جسطرح پھنستا ہے آہو دام آہوگیر میں

وہ زباں ہے کونسی تیری معرف جو نہیں
شرح اک قرآن کی لکھی ہے ہر تفسیر میں

دل کے آئینے میں اک جان جہانی ہے شبیہ
جو کھٹا ارباع عناصر کا ہے اس تعمیر میں

کٹ پڑی ہے گوشۂ ابروے قاتل میں گرہ
لنگ دل میرا بندھا ہے دامن شمشیر میں

کون وہ معشوق ہے جو تابع فرمان نہیں
اے پری میرا عمل ہے کشور تسخیر میں

شوق کا دے علاقہ حقل پند آموز دل
او شہ خوبان دعملہ ہے مری زنجیر میں

طائر دل نام سنتا ہے مگر دیکھا نہیں
کیا پر عنقا ہیں اے صیاد تیرے تیر میں

گر ہو م شوق آزادی نہیں ہرگز رہا
ایک دن ڈالا تھا پر یکا خانۂ زنجیر میں

آب دندان نہیں نہیں ہے اس لب رنگین کا عکس
لال مچھلی تیرتی پھرتی ہے شیشے شیر میں

سُنیے تو تھام لیجیے دل آئیگی نہ طاب
فقرے عدو کے ہوش مری اُستا لگے ہین

یہ اہل قبلہ ہی نہین کرتے تری ثنا
ناقوس کی زبان پہ بھی کلمے اذانکے ہین

مشہور جسکا معاقبہ و برق نام ہو
دو ایک شرر مرے سوز نہانکے ہین

ارباب فہم جو کہ ہین ساکن کمین کے ہون
وہ سب مقلد آج ہماری زبانکے ہین

کوثر پہ چلکے دیکھیے گا اُنکی آبرو
جو معترف کرامت پیر مغانکے ہین

پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینو نکا حال زار
ہم خاک مین ملائے ہوے آسمانکے ہین

ملک سخن کو تیغ زبانسے کیا ہے سر
سکے پڑے ہوے مرے حسن بیانکے ہین

بعد فنا بھی رنج غم ہجر یار ہے
زیر زمین بھی جو روہی آسمانکے ہین

ردیف واؤ

اہل زبان کو ناز ہو میری زبان پہ
سب قائل اور فقط مرے حسن بیانکے ہین

کہنے لگے بجون

بہار عیش ہوتی ہے خزان پیری ہی کہو نکو
جوانی روٹھی جاتی ہے کہین کس سے منا نیکو

ہو مرتبے خان ثانی کچھ نہ پوچھو مین ہو بلبل ہون
جگہ دلمین گلو نکے ڈھونڈھتا ہون آشیانیکو

مرے تیغ نگاہ ناز سے تا کار رقیبون کو
اگر بچکر چلے تاوک انداز اس نشانیکو

خال رخ خضر رہ کو کہتے ہوتا جو ترا — دام میں لا ہی چکے تھے یہ مسلمان مجکو

چشم خونخوار کا آغوش رہ ہیں ہی قتیل — غریب ہو دیکھیے اگر شیرستان مجکو

جسمیں کچھ ہوتی ہو امید وصال محبوب — آتی کھلتی ہیں وہ گردش دوران مجکو

یہ نہ معلوم تھا اس رگ سے لگیگی یہ بار — تو نے کیا سخت پشیمان مجکو

عشق نے منصب عشاق جو تفویض کیے — باغ بلبل کو دیا کوچہ جانان مجکو

سوز دل سے یہ پر افشانی صورت تڑپا — بھیجکر رونے لگی شمع شبستان مجکو

مجھ گرفتار کے محشر میں ہیں اعمال — بے حساب کیجیو اے پلہ میزان مجکو

کون اندیشہ فردا ملال آج کرے — موسم گل ہیں نہیں فکر زمستان مجکو

تیرے ہوتے ہوئے اے غیرت خورشید نہ لون — کھوٹے داموں بھی ملے گر مہ کنعان مجکو

صف کشی ایسی لکھاتا ہو مجھے کیا عشر — یاد ہو آئی کسی صف آرائی مژگان مجکو

لب جانبخش مسیحا کا ہوں میں عاشق تو لوگ — جانتے ہیں خضر چشمہ حیوان مجکو

ناتوان وہ ہوں عجب کیا صفت پائے مگس — مور لیجائے اگر پیش سلیمان مجکو

سیر ظلمت کدہ میں لائیں جو روشن کرکے — کرم شب آئے نظر شمع شبستان مجکو

چشم ستان دہر کی آفت ہین شوخیان
صحرائے حسن کے بھی ہرن دیکھتے چلو

کیا کر رہی ہو پیشۂ مشاطگی بہار
آرائش عروس چمن دیکھتے چلو

کرتی ہو آہ شوق مین کس کس کو پائمال
رفتار یار کے بھی چلن دیکھتے چلو

آئے ہو صید گاہ جہان مین تو اے **قلق**
طرز شکار تیر فگن دیکھتے چلو

غمزدہ ہجر سے اے کشتۂ بیداد ہنو
کون حسرت زدہ ایسا ہو کہ جو شاد ہنو

جان دینے مین تو اے ہمنفسو باک نہین
پاس اتنا ہو کہ رسوائی صیاد ہنو

حسرت آزادی کی پوچھے کوئی اسکے دلسے
جس گرفتار قفس کی کوئی بیداد ہنو

ہم اسیران قفس ہین نہ اگر زمزمہ سنج
اسقدر رونق کاشانۂ صیاد ہنو

شوق کا تو یہ تقاضا ہو کہ کٹوا دو گلا
قول ہمت ہو کہ منت کش جلاد ہنو

شکر کی جا ہو سزاوار جفا تو سمجھا
مرغ دل شاکی بیدرحمی صیاد ہنو

مجھسین بیکار ہین وہ جنکو نہین حسرت دید
دل وہ کس کام کا جو کشتۂ بیداد ہنو

دشت و حشت مین ہو جب جوشش خون سودا
کھولدین فصد مری خار جو فصاد ہنو

دیکھ او گردون ستانا ہے قد رعنا نہین — ضبط کرتا ہون ابھی آہ دل ناشاد کو
ایسی کیا خوبی ہے سرو سیمین کیا شرف — کیون پرے دیتے ہین تشبیہ آدمزاد کو
سیر کی باغ جہانکی اُسنے کیا جسنے بغور — چشم عبرت سے نہ دیکھا عالم ایجاد کو
تل کو بخشا رنگ پر تو نے ترے رخسار کے — راستی تعلیم کی قدرت نے تیرے شمشاد کو
کیا سنے نالے مرے کانکے وہ شوخ سنگدل — کوئی بت سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

جب ہجوم یاس نے فرقت مین گھیرا ہے قلق
لشکر طغیان اشک آیا مبارکباد کو

اُٹھی آنکھین دیکھ مدھم ہین طالع بیدار کو — قدر داں کیونکر سمجھے گردش ہے چشم یار کو
کیون جلایا کرتے ہین گل پیرہن مرغزار کو — آتش گل سے ضرر ہوتا نہین ہے خار کو
تشنگی اوقات عالم بجھائے آئے ہین — آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو
اے جنون یاد مژہ کیسے گئے جاتی نہین — غیر پھر اس آبلے مین ہمنے دیکھا خار کو
اوشکر لب کیقدر شیرین ہے تیرا آب تیغ — حاجت غازہ نہین ہے زخم دامندار کو
دیکھکر بیہوش ہوجاتا ہون موسیٰ کی طرح — دیدہ عقل کہیے تمہارے پرتو رخسار کو

بجائے مثل بستر خار اپنے واسطے — فرقت مین مخملی بھی اگر فرش خواب ہو

بیمار ہجر و خنجر رشک ہون اسکے طبیب — نسخے مین مغز تخم کدو کے شراب ہو

نالہ کرون تو کان ہون کرو بیونکے کر — ہل جائے عرش و فرش اگر اضطراب ہو

مولا مرے مدعو مری جلد آیئو — مجھسے لحد مین جبکہ سوال و جواب ہو

دیکھے فروغ حسن جو ساقی کا آفتاب — مرغ نگاہ آتش رو سے کباب ہو

لائی ہے تھوڑا سا کے صبا کوے یار سے — دور رہے ندیم مری مشک کی سو خراب ہو

کرلین حضور کے کف پا سے مقابلہ — سیمین کونسا ہوا وہ کونسا آفتاب ہو

اس غیرت چمن کا اگر سونگھ لے عرق — بلبل تو اک ہزار ہو اور ہر خس گلاب ہو

سونے نہ دیگی یاد شب وصل یار کی — آنکھون مین میری آکے پریشان نہ تو بیہو

دیب بغل ہو یار زبان پر ہو یہ دعا — یارب نہ ملنے کو نہ کبھی اضطراب ہو

کھولے کلید شوق ابھی قفل درمراد — گو سد راہ وصل نہ اٹھا حجاب ہو

ٹوٹا بھی بوریا نہین رکھتے ہین ہم فقیر — اہل دول کو دیدۂ عبرت مآب ہو

کچھ اس سے دور ہو کہ زلیخا کی طرح سے — گر اژدہا تخیل بڑھاپے مین خود نما ہو

آشنا حسان کرے ضعف تو مین آئے مری	مین تو دیکھون تجھین دیکھو نہ مگر تم مجکو
سوز الفت سے پگھلی جاتی ہو ہڈی ہڈی	نہ جلا اور تو اے برق تبسم مجکو
تخلیہ غیر نے جب دو دو پہر ہو ہو کر روز	تجھین بہلاؤ نہ کیونکر ہو تو ہم مجکو
یاد مین کیسو دراز کی جو سیہ شب بھر	خواب مین آئے نظر افعی و کژدم مجکو
کر دیا ایک تری آنکھ کے پھر جانے نے	ہدف ناوک نظارہ مردم مجکو
سبقت ہر تری رحمت کو غضب پڑتے	تجھسے ہر وقت ہی امید ترحم مجکو

ڈھونڈھتے ہے اپنے کو پاتا نہین مین آپ قلق
کر دیا عشق نکمے نے یہ زخود گم مجکو

نگہ حسرت سے دیکھو جو ذرا تم مجکو	آنکھ کا تارا سمجھنے لگین مردم مجکو
لاکے نے یار مجھے بزم طرب مین دیکھا	سم ہوئی سنتے ہی آواز ترنم مجکو
تشنہ جسکی مروت سے نہین آنکھ اٹھا لا	ایسے بے دید سے اور چشم ترحم مجکو
نشے مین عالم بالا کی بھی کچھ کیونکر ہون سیر	ساقیا آج تو دے دور دہ تہ خم مجکو
بھائی اللہ کو موسی کی زباں کی لکنت	ہوتا ہو یار کا ہر کلا کے متکلم مجکو

کوئی کہدے یہ طبیبوں سے خطا کرتے ہو کیا ۔۔۔ ان مرض اور ہو تم اور دوا کرتے ہو

اپنے اعمال سے تم کچھ بھی ڈرا کرتے ہو ۔۔۔ مغفرت کیلیے کس منہ سے دعا کرتے ہو

دل جفاکار و ستمگر کو بہلوسے جدا کرتے ہو ۔۔۔ ایسے غمخوار کو پہلو سے جدا کرتے ہو

ہر چلے جب تو کیا کیجے تقاضا کیونکر ۔۔۔ وعدہ پورا ہو تب عہد و وفا کرتے ہو

رشک کس طرح سے فگار ہو اے جان جہان ۔۔۔ کرکے ہوتے رقیبوں پہ عطا کرتے ہو

یمین جاتے ہو عشق صنم خود بیں کو ۔۔۔ بیٹھکر پہلو مسجد میں بنا کرتے ہو

دیکھو جاؤ نہ مجھ جاں بلب کے بزم میں جان ۔۔۔ اپنے بیمار کو مفتون فضا کرتے ہو

رستیاں کیکو تو بوس ہو محرم ہو تم ۔۔۔ جرم کے پامالو لے تو قبر حنا کرتے ہو

کتنے صیاد جفا پیشہ ہو تم بھولی ہو جاں ۔۔۔ جان ہی لینے ہو میری نہ رہا کرتے ہو

حسن اعجاز تکلم جو دکھاتے ہو تم ۔۔۔ داغ تصویر کو بھی نقش بنا کرتے ہو

صبح ہوتے ہو گھر آتے ہو ہم ہنستے ہیں ۔۔۔ بجل شب کو کہاں آ کر ہا کرتے ہو

نکہت جسم سے ہو جاتے ہیں پیراہن گل ۔۔۔ اے چمن زار میں تم بند قبا کرتے ہو

ہم بھلے کیلیے کہتے ہیں تمھارے اے جان ۔۔۔ ساتھ بد خو نکے کچھ تم ہو برا کرتے ہو

قلق

مے طلب آ کر مین خوبان گندم گون قلق
ایسی کچھ تاثیر اسم حضرت رزاق ہو

عشق ہو عالم گرد رخشان برق نور ساق ہو
بہر نظارہ تجلی طور کی مشتاق ہو

نقد دل کے لوٹنے مین شہرہ آفاق ہو
صفت برہو وزر ہو بہتر ہو یا اقراق ہو

سر جو کٹ جائے تو مثل شمع پھر پیدا کرد
حضرت شوق شہادت تم بھی کیا جلاق ہو

خوبرو گیسو سے ساہی کا تعلق چاہیے
عاشق خط سیہ کو خدمت اطلاق ہو

لکھکے وصف رخ مین خوبان اگر رونے لگون
جدول شنجرف گرد صفحہ اوراق ہو

غم یہان مطرب جام مدہ تر جلسہ تنگ
بزم فرقت مین سرود نالۂ عشاق ہو

آدمی تو کیا فرشتونکے بھی نہین گھر کیا
گھر سے گو نکلے نہین پر شہرہ آفاق ہو

اسمین ہمچشمو رقم ہو حسرت دیدار یار
آنکھ کا ڈورا تو شیرازہ اوراق ہو

یہ قمار عشق مین بازی بدی ہی یار سے
ہفت ہو نو نہیں ہو مفرقت ہر گز طاق ہو

بے بصر کو کر دے بینا حسرت دیدار یار
آنکھ کی پتلی سویدائے دل مشتاق ہو

رکھکے تل سے لگائے گویان ہنگام دید
دور بین ان جنگجو کے ہاتھ مین چقماق ہو

شاد اس سے ہون کہ اس قاتل عالم نے خود آج | کہکے او عاشق ناشاد پکارا مجکو

جان دی عشق مین اس حور کے مین نے جو قلق
قبر مین آکے پری شون نے اُتارا مجکو

کہتے ہین طالب دید ایک نظر دیکھین تو | تری نظرون ہی سے دیکھین وُ ادھر دیکھین تو

دل ہو چونگ ہمارا کہ جگر دیکھین تو | کونی جوہر ترا اے تیغ نظر دیکھین تو

جا پر کھیلے ہے بیٹھے ہین ہم بھی شہر مین | آج کہتک نہین بجتا ہی گجر دیکھین تو

ہمتو اس سن مین بھی ان تینکی حاضر ہین مگر | شہر مین کونی طرحدار مبشر دیکھین تو

بے دہان ذکر اس بت کے سوا ہو کونی بات | چشم انصاف سے ارباب نظر دیکھین تو

بند ہون ہم نہ کسی طرح دام انداز دنیا | دلمین اس خانہ برانداز کے گھر دیکھین تو

عیب بینی کے سوا کونی نہین کہسان اور | آپ پر بادی ارباب ہنر دیکھین تو

بوسہ سیب زنخدان نے نہ سنی موڑین آہ | کیسے لذت کے پہ ہوتے ہین ثمر دیکھین تو

کچھ کمی روز سے ہے مہ کے تنور بیدل | کیا اُن آنکھون کو ہی منظور نظر دیکھین تو

وہ پر و بال انور سے الستا ہی لقا سبا | کسطرح ہوش مین رہتے ہین شبر دیکھین تو

گالیان بھی لب شیرین کی لذت بخشتی ہین | اُس قدر کے غیظ مین ہی مہربانی کا مزہ

کیا ملی ہی لذت اُسکی خوش بیانی سے قلق
ہونٹ چبواتا ہی اُس شیرین دہنی کا مزا

رُخ روشن سے جا رہی ہے آنکھ | بجھ گئی آئینۂ طلب کی آنکھ
یار کی اس نے آنکھ دیکھی ہین | چشمگین سیکھی ہی غضب کی آنکھ
وہ نظر باز ہین کہ لاکھون مین | تاک لیتے ہین اپنے ڈھب کی آنکھ
ابرو آفت کے بد بلا گیسو | جنگ مین تیر کی غضب کی آنکھ
گرسراپا ہین نور ہوتے مگر | سارے اعضا مین منتخب کی آنکھ
آفتاب اور ماہتاب نہین | اون کی وہ آنکھ ہی یہ شب کی آنکھ
نظر کم سے دیکھتا ہی ہمین | چشم حاسد ہی بولب کی آنکھ
اب تو پردہ نہ کر تو دیدے دید | بہ گئی اشک بنکے کب کی آنکھ
رات کو ٹوٹتے نہین تارے | رہتی ہی اشکبار شب کی آنکھ
شب کو غم مین نہ چاند تک نکلا | پھر گئی آج ہم سے سب کی آنکھ

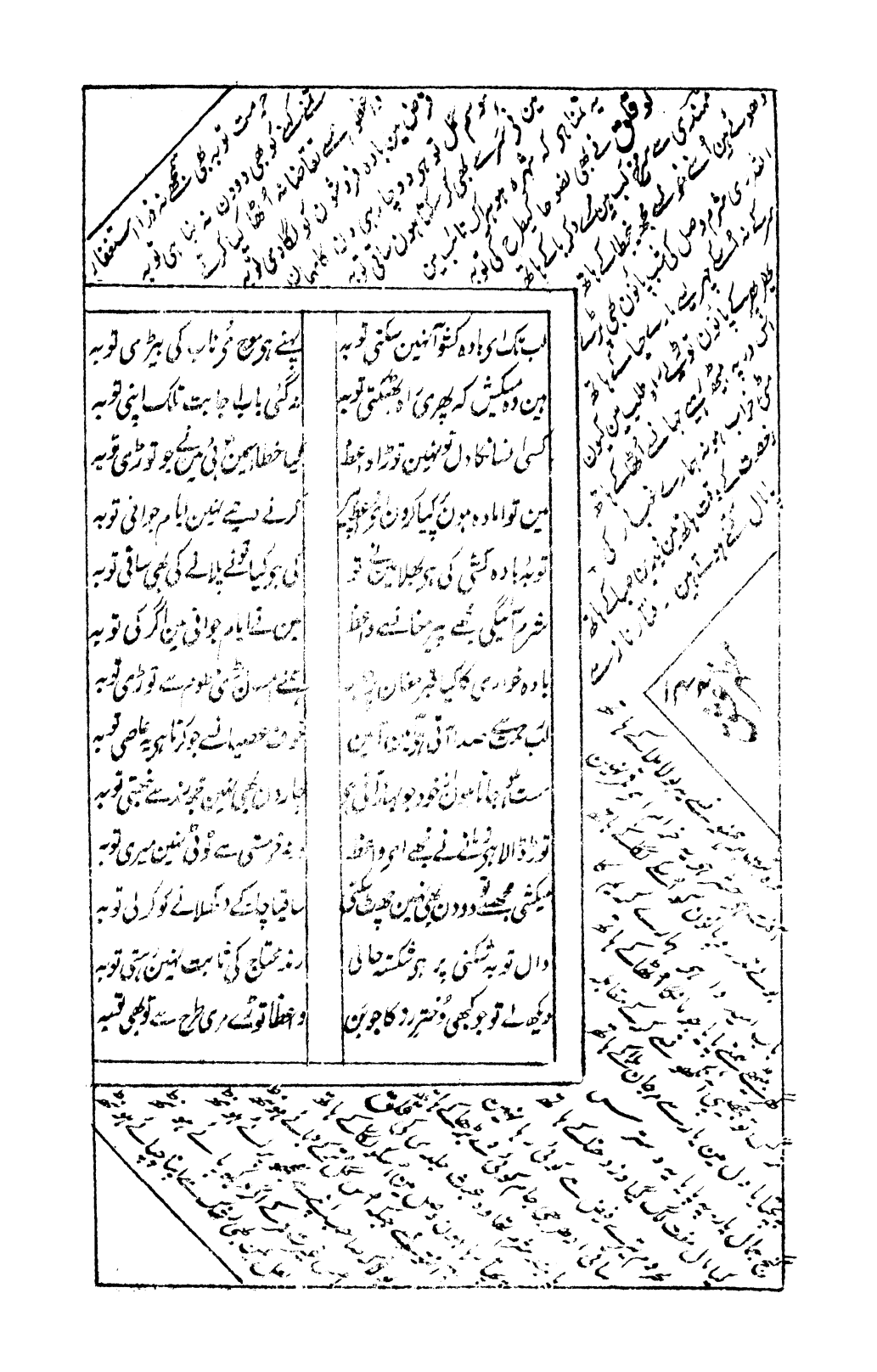

بھولے لونگے اُسکے جبکہ چین مین ملائے ہونٹھ
مارے نا وہ برگ گل کی پاپڑی ہو ہونٹھ

سمجھا مین خضر چشمۂ آبِ حیات ہون
ہونٹھو نسے آئے جو اپنے چوستے ہونٹھ

مانگا جو بوسہ یار سے مین نے شبِ وصال
از خود مجھے مین آئے مرے کاٹ کھائے ہونٹھ

کیا کیا صفت زبان نے سوسن کی بھی نہی
ہلکر سی جین مین جو اُسنے دکھائے ہونٹھ

سُرخی نے اُن لبونکی کیا شوخ نکاخون
لالی نے چھاتی کی دکیا رنگ لائے ہونٹھ

ہونٹھو نمین واکر جو گلوری دی یار نے
کیا دفعتہً بسے غیرت سے کیا کھاتے ہونٹھ

پانی بھر آئے مصریونکے منھ مین وقتِ دید
شیریں کمال میٹھے جو وہ دیکھ پائے ہونٹھ

دم آگیا لبونپہ یہ ڈھکا یار نے
سیدہ پاس مونھ کے اگر مٹائے ہونٹھ

شیریں لبی تو دیکھنا وہ نیشکر بنی
قلیا نکی نے اُسنے جو لگائے ہونٹھ

ردیف

بوسے دہن کے اُسکے نہین بھولنے فلق
کہتا ہون لے دے اب کبھی گاہے ہونٹھ

لوٹے مزے جو ہم نے تمھارے گال کے
مرگئے رقیب لہو کال کال کے

اے یار دو دو لکارے آسمان بنا
سانچی بنا دے ماہ پیالہ اچھال کے

وہ مہ پرستہ ہوں کہ پس مرگ بادہ خوار
شیشے کا مہ اگنبد مدفن بنائیں گے

سیکھینگے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون
گر آپ مار زلف کو رہزن بنائیں گے

وقت اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے
نقش بھی جھکی ہوئی گردن بنائیں گے

دکھلا کے دانت اپنے جلائینگے خوب سا
اسطرح تو ہوتو نکا وہ منجن بنائیں گے

کچھ رنگ لائینگے جو وہ سی لگا رہے ہیں
گل سنے ہیں کو غنچہ سوسن بنائیں گے

بوقلمونی تصور دندان یار سے
دفن کو اپنے ہیر کی معدن بنائیں گے

واہو دسان نکلائینگے وحشت میں مخترع
آہن کو موم موم کو آہن بنائیں گے

پھانسیئے خاکہ وادی وحشت کی اے قلق
کچھ نظر اپنے پاؤں تین کو زن بنائیں گے

اُسپہ تیر کے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہیں گر ہو ستم ایجاد کوئی

ایسی ہیں اسکو غائبین کو سلیماں کر دیں
اکو دیوانہ بنالے جو پریزاد کوئی

جان جیسی نہیں پائے ہیں خریدار اسکا
سر بکفہ پھرتے ہیں لیتا نہیں جلاد کوئی

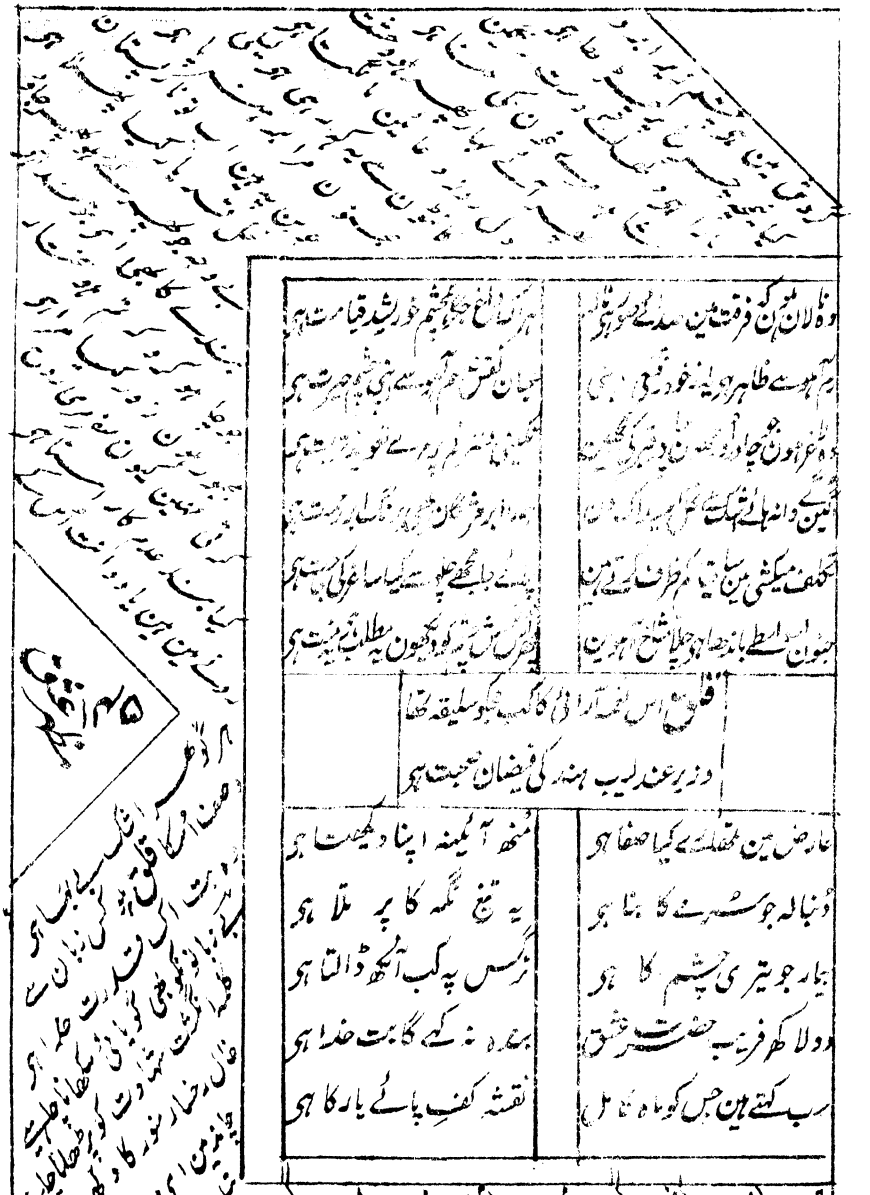

طائر تحت کا مرغ جان ہوتا جلیس
اب نگینے کے شجر پر آشیانا چاہیے

خط میں لکھی ہے حقیقت شرت گردن کی اگر
نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوش وحشت کر رہا ہے نکہت گل کی طرح
آج تو دیوار گلشن پھاند جانا چاہیے

وصف میں تیرے مضمون کی ہے جب تلاش
فکر فکرت میں دلا غوطہ لگانا چاہیے

چین لیتے ہے دکھا دو خال عارض کی بہار
میرے مرغ روح کو یہ دام دانا چاہیے

مرغ پر ہوا ہوں خاک میں اوجنگجو
میری مٹی کے تجھے مینڈھے لڑانا چاہیے

عارض تابانکے تل پر ہر دفع چشم بد
خال رخسار پر یکا کالا دانا چاہیے

صفحہ دل سے خیال غیر ای جان جہان
صوت حرف غلط مجکو مٹانا چاہیے

پھنس گیا ہوں دام کاکل میں تیان ہند کے
طائر دلکو ہمارے رام دانا چاہیے

پنجہ گلگونکے اوگل ہم موے ہیں عندلیب
پنجہ شاخ پر ہمارا آشیانا چاہیے

چل نہیں سکتا ہمارا تو سن عمر رواں
باڑھ کے ڈورے یکا قاتل تازیانا چاہیے

بند قبا ہے زیر پہلو ہوا ہے وہ پری
آج تو ای دل تجھے بغلیں بجانا چاہیے

ہو نہیں ہے جراح زخمی تیغ نازیار کا
ٹانکے بھی ڈنکے ڈورے لیے لگانا چاہیے

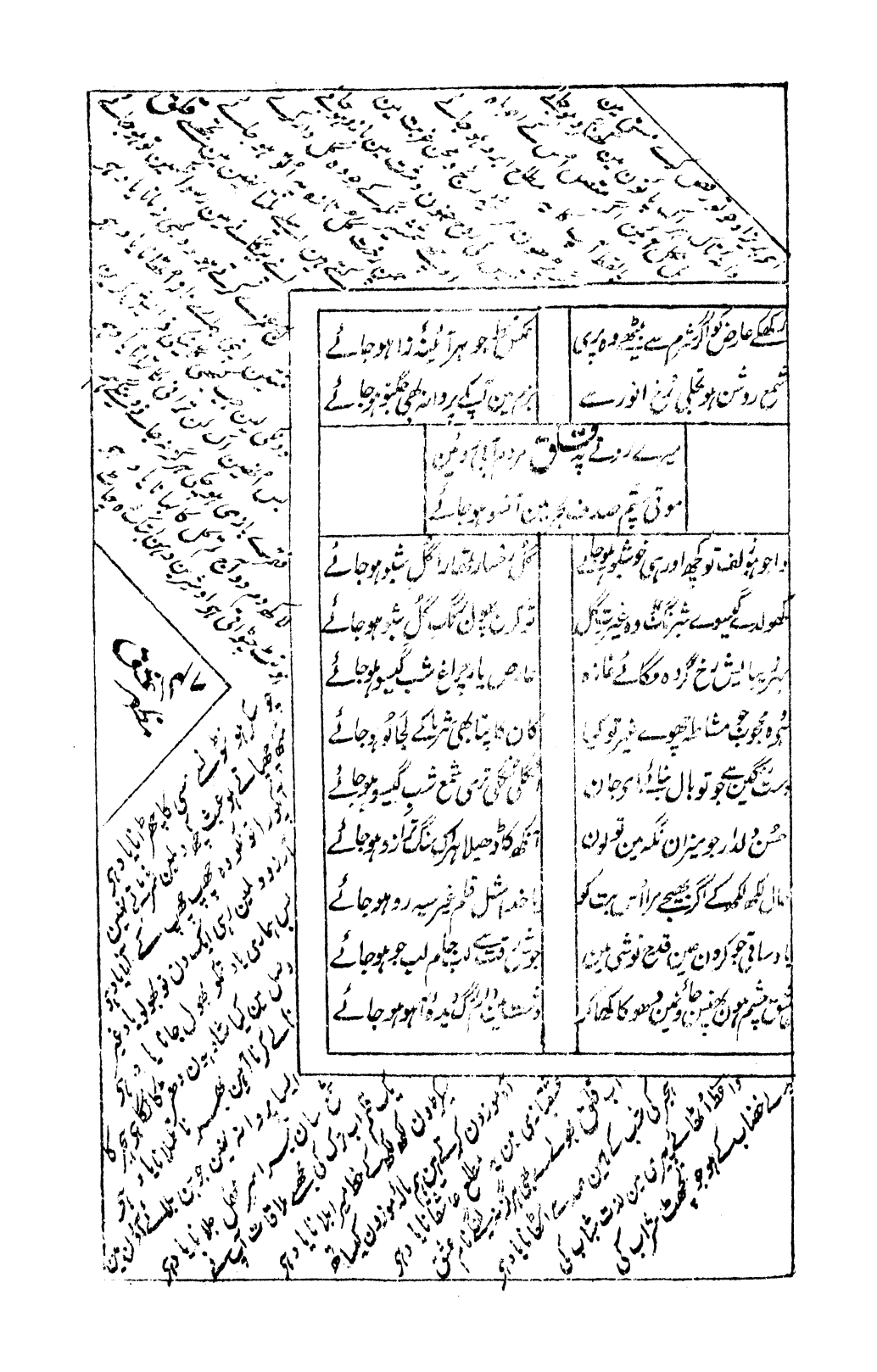

حسرت ہے میرے نالہ و چشم پر آب کی
بجلی ہر اک کہتا ہے برق و سحاب کی

زہرت ٹھہاون مہر و شفق سے محال ہے
سوگھی ہو بو کسی نے گل آفتاب کی

[illegible] ہے رنگ میں ہر شاخ گل
لب گ گر ہن ات میں کہسان گلاب کی

[illegible] ہے یا پوش میں کفن
لکھن خود چاہیے چشم اکاب کی

مرنے میرے عمل نہ ہم ہے زمزم ہی
[illegible] ہے تو مل شراب کی

[illegible]
[illegible]

شب کباب شک ہیں فرقت جگر کباب
[illegible] کباب کی

کیا یاں زیب تاب کے کٹتی ہے شب فراق
[illegible] قبر میں ہو گی عذاب کی

دیکھوں کسی بھی مرتا کھو نہیں [illegible]
[illegible] خانہ خراب کی

دریا پہ کس پری نے کیا خود نمکیش
ہر دست موج میں جو ہیا لی حباب کی

تیرا یہ رنگ گو نہ جہاں میں دیکھ
مرجھاتی ہو گلو نکو طپش آفتاب کی

کیا جل گئی دیکھ تماشا لے رہ ہوا
خورشید سر ملی جمالی نقاب کی

اس کہنے سے آنکھ پھوٹی ہو [illegible]
کیا تو نے امر صبا مری مٹی خراب کی

آنکھوں کی راہ دل مین مرے آتے جاتے ہو
وجان ہی اس آمد و شد کی خبر کیے

اُفتادگان خاک سے بہت ہے کمان گزند
اے بے خبر مجاز جادۂ راہ سفر کیے

کہتے ہین وہ زبان دُر دندانپہ پھیر کر
جز اسکے کیے ماہی آب گہر کیے

آخر زمین نے مری مٹی عزیز کی
اے آسمان پھر آئیگا اب در بدر کیے

کیا خوب فرق عاشق و معشوق مین ہوا
طوق آہنی ملا ہے کسے طوق زر کیے

کسکو بجز شراب خوش آتا ہے آفتاب
بھاتی ہے غیر مینہ میا سحر کیے

دریا پانی ہوکے بہا صاف موتی جیل
درکار ہے غسل ہے آب گہر کیے

مقتل مین ہم بھی سر کف آئے ہین اے قلق
کرتا ہے قتل دیکھین وہ بیداد گر کیے

یہ دعا ہے کہ دریا سے ہم رات چلے
خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے

یا خدا آج تغیر وہ کچھ گھات چلے
بے کہے ساتھ مرے وہ ستمگر ساتھ چلے

لیگیا عشق بتان پیر کے وعظ سو دیر
طرف کعبہ جو اہی قبلہ حاجات چلے

ساقیا جلد مبارک ہے آزردہ نہو
تیرے مے خانے سے ہم رند خرابات چلے

وحشت نے اپنی آنکھ بھی جگنو بنا دیا
اور اُڑ گئے چراغ ہمارے مزار کے

گلگشت باغ کو جو گیا وہ گل فرنگ
پنجے سلام کرتے تھے ٹوپی اُتار کے

تڑپا یہ سوز دل سے پس مرگ اے قلق
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار پر

گل تازہ کے گلگوں نے یہ کب موقوف ہی زینت
چراغ لالۂ احمر کو کیا حاجت ہی روغن کی

پھڑک جاتا ہی وصیاد عالم مرغ نظارہ
قفس کی تیلیاں کیلیں یہ تیلیاں ہین تیری چلمن کی

دہن سی لگا نے سے بنا ہی غنچۂ سوسن
ہنسو گر کھلکھلا کر تو کلی کھلجائے سوسنکی

پھڑک نخنوں کی آفت ہی تیوری بھی قیامت ہی
ستم بر کی خنش ہی غضب شوخی ہی چتون کی

لیا جراح کا احسان گر دنبالہ ہی قاتل
گلوبند اپنا پیسی بنگیا ہی خم گردن کی

صنم خانیکے جلسے یاد دلوا کر رلاتی ہی
دکھا دیتی ہی دل فریاد ناقوس برہمن کی

گمان ایسی نہ کر ناکرم توبہ کو کہ ناری ہین
قسم کھاتی ہین یہان بھی تمھارے ڈومنی بنکی

وہ منصف ہون جو وصل یار جانیکی مراد آئی
قلق پروانیکی تربت پہ پہلے شمع روشن کی

قد ترا دیکھکے طوبا کو بھی ہم بھول گئے
رو بر و رخ کے گل باغ ارم بھول گئے

یاد دلوائیے انکو جو کبھی وعدۂ وصل
تو وہ کس ناز سے فرماتے ہین ہم بھول گئے

نہ رہا بعد مرے ناز اٹھانیوالا
خو بر و ناز والو اجور و ستم بھول گئے

کبھی سرسبز مرا نخل تمنا نہوا
کشت امید مری ابر کرم بھول گئے

بعد رسنے کے بھی ہو کیا جانا کی تلاش
وہ تو ہے ہوس باغ جہان دور رہے

لکھے داغو نے نہ کسطرح اٹھے وہ دو سیاہ
غیر کس طرح چرا غو نے ہو ان دور رہے

لوہی کر امہو وہی بت جو تصور ہے ترے
یہ مکین دور رہے اور نہ مکان دور رہے

خط سے خس پوش ہوا چاہ ذقن قہر ہوا
یوسف لے الٰہی یہ کنوان دور رہے

سو بھی ہو سکے رولانیکی یہ تدبیر اول
چشم گردو نے نہ آہو نکا دھوان دور رہے

کچھ علاج ایسا بتا دو تہ یہ درد دل ہیں
آپکی طرح مسیحائے زمان دور رہے

کچھ وہ انصاف پہ تھے شکوہ دوئی جملیا
منفعل ہو کے کہا واقعی ہان دور رہے

یہ جوانی یہ دل اس پر ہیں انصاف تو کر
دست پاس سے اے پیر مغان دور رہے

چشم خوبانیں ترا حسن ہمیشہ رکھتے
نظر بد سے تو اے آفت جان دور رہے

نگہ گرم سے بلبل کے نہ غنچے مرجھائیں
خرمن گل سے الٰہی یہ خزان دور رہے

رشتۂ جان نہ اسے کہتے نہ پڑتا یہ جیع
اب کیوں نظر و نے وہ موے میان دور رہے

غم فرقت سے ہوئے جاتے ہیں مرنے کے قریب
اے قلق یار سے دو دن بھی جہان دور رہے

جو پہونچے تا فلک شہرہ تمھاری خود فروشی کا
خریدار یکو آئے مشتری بازار انجم سے

عوض چونیکے کا رالائے گی کاچلیے ساقی
ہماری قبر اگر کچی ہو تو خشت سر خم سے

ہمیشہ خاک چھنواوینگے مثل قیس صحرا کی
قلق کو یہ نہ تھی امید اے لیلی فرش تم سے

تاثیر جذب مستوں کی ہر ہر غزل مین ہی
اعجاز بڑھ مین ہی تو کرامت نقل مین ہی

دلمین جو اپنے یار ہی تو دل بغل مین ہی
پھر کیون ہو غم کہ صاحب خانہ محل مین ہی

کتنا غرور ہی تمھین حسن و جمال پر
گویا دیا رحسن تمھارے عمل مین ہی

ہی یاد دلمین پنجۂ رنگین یار کی
مہندی کے چوکا گذرے اپنے محل مین ہی

تر خزانے ہی ہمین اس باغ کی بہار
بے نفاق پھول مین نہ ہر پھل مین ہی

لیتے ہین بوسے اُن لب و گیسو کے رات دن
تاک مین ہے تا ختن اپنے عمل مین ہی

منعم یہ کارخانے ہین دنیا کے کر نہ فکر
کوئی ہی گھر پڑے مین تو کوئی محل مین ہی

جوبن گیا وہ پیچ مگر انکے ہین وہی
رسی کا بل حضور کی نفو نکے بل مین ہی

پہلو مین مجھ حزین کے تپکتا ہی رات دن
یا رشتۂ دل ہی یا کوئی پھوٹا بغل مین ہی

بہار حسن کے گاہک ہزار دیکھ چکے
خزاں نہیں بلبل و گل کا بھی بہار دیکھ چلے

بس اُٹھو فاتحہ پڑھو لو بہت نہیں روتے
شہید ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے

زوال حسن میں کیا ترک کیجیے اُلفت
خزاں بھی دیکھ لیں جسکی بہار دیکھ چکے

محبت اُنکو نہیں ہو فریب کرتے ہیں
ہم آزما کے اُنھیں لاکھ بار دیکھ چکے

پلاؤ جام شہادت بجھاؤ دل کی لگی
بس آب خنجر آبدار دیکھ چکے

حیران ہو نہ شبگیر کی تو بے اثری
تجھے بھی آہ دل بیقرار دیکھ چکے

کمال چڑھ کے زیادہ حجاب بیجا ہے
بس اک ہمیں ہے پردہ ہزار دیکھ چکے

خزاں باغ کا کسکو خطر ہو کہنے دو
ہزار رنگ سے سیر بہار دیکھ چکے

تجھے بھی قاتلو میں اپنے لکھ لیا ہمنے
ترا بھی جائزہ او شہسوار دیکھ چکے

حضور پہلی ملاقات او نہتا کے ستم
ہم ابتدا ہی میں انجام کار دیکھ چکے

زمین قبر بھی ہو چاہے اب وہ ظلم کرے
فلک کے تو ستم بے شمار دیکھ چکے

یقین ہوا ہے اب خنجر کنارہ کر جائیں
رقیب اُسکو ہمیں ہمکنار دیکھ چکے

سنبھلکر رکھو گے تو کیا ہو گا دیکھنے والے
تمہارے طور ہمارا شعار دیکھ چکے

پرچھو بتو نہ حال فتاح وہ تو آجکل
آوارہ کوچہ گرد خدائی خراب ہی

جہان جاکر نہین پھر تا مسافر

قتلق وہ پہلی منزل کا سفر ہو

عشق مین پیر جہان ارجیف ہو مفت مین جان جائیگی
کوئی بلا پھر آئیگی فرقت مین جان جائیگی
آتے ہی فصل پھر رہے قفس مین اسیر
اسو گل گلشن وفا ہے ترے بلبل نے کیا
خواہش جستجوے یار ہے بھی کچھ تھمی نثار
دانش و طاقت و صبر بڑھ گئے سارے ہمسفر
لاؤ پیالہ شراب اگر کے پھر آیا ہو سحاب
اسو مہ آسمان جاہ تجھسا نہین ہو جگمگاہ
مے سفید آگیا دھبا خضاب کا لگا
کیسکا دل ہو فگار ہوے جانکی نثار
بھولکے کوئی دوستو چاہے نہ ان حسینو کو

جب بگڑتے ہین تو من نیکا وہ لیتے نہین نام
پھرون اپنا قدم یار پہ سر رہتا ہی

پیلا با ٹینگے سو ری مین کس گل کے یہ کیا
غنچونکی مٹھیو نہین کس لیے زر رہتا ہی

مین وہ دیوانہ ہون جب فصل بہار آتی ہی
میرے ویرانے مین پر یونکا گذر رہتا ہی

وصل کی شب بھی نہین جین سے کٹنے پاتی
ہر دم آزردگی یار کا ڈر رہتا ہی

دیکھنے والے سمجھتے ہین عبث تا رہ نظر
میری آنکھو نمین ترا عکس مگر رہتا ہی

غیر کے بس مین **قلق** کیون نہو وہ سیمبدن
قابو یار مین گنجینہ زر رہتا ہی

شعلہ انگیز جو یہ سوز جگر رہتا ہی
خانۂ دل مین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہی

اس لیے باز در چاک جگر رہتا ہی
دل مین اُنکا اسی رستے سے گذر رہتا ہی

برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
جسکے جویان ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہی

سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آجاتی ہی
زہر گیسو کا بھی تازیست اثر رہتا ہی

خاک کو بھی مرے صحرائے طلب مین پس مرگ
صورت ریگ روان روز سفر رہتا ہی

وحشت عشق نے دی تیغ حوادث سے نجات
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہی

شہید فیض جفا کر کے جسکو فرمایا
ہمارا خون بہا کر نہ رائگاں کیجیے
علاج ہو نہ سکے اُسکے درد مند کا
فلاک سے اُترمیں مسیحا بھی گر دوا کے لیے
تو وہ ہو جان نواکت کہ نیم بسمل کر
جو لاش غمزوں کے رخسار رنگ کے لیے

قلق ہو آخل ایسا رواج بیدردی
کہ درد ڈھونڈھنے سے ملا نہیں دوا کے لیے

کھڑے جو شرم قامت کا یہ دم گھٹتا ہو
گھن لگا دیتا ہو پہ دل جلائے جو ہے
چیرتے ہی نہیں اہل ہوس کا کیا
پر تو حسن کے تصور میں ترے اوز
اُس بت شوخ کو اللہ رے شوق زینت
جب کوئی ہاتھ بڑھاتا ہو کسی کے آگے
تیز رنگت ہو مرے جلی ہوا ہی غنچہ دہن

کیفیت پوچھتی ہو پہلے کہ جگر پھٹتا ہو
عشق گیسو میں بہت جلد بشر لٹتا ہو
یہ کلیجہ ہو جو پاٹے سے نہیں پٹتا ہو
دل مرا مثل گریبان سحر پھٹتا ہو
آئینہ تو نہیں سامنے سے ہٹتا ہو
فرط غیرت سے مرا سیر دن لہو گھٹتا ہو
باغمیں رشک سے رنگ گل تر کھٹتا ہو

اہل کمال اہوے ہین بے فیض بھی بہت ۔ دیکھو گل قرین نہ ہو ہو نہ باس ہو

دعوی ہو اے قتیل مجھے ارباب فہم سے
اُس سے گلا نہین جو سخن ناشناس ہو

فرط گھنسے کچھ نہین دلکو ہراس ہو ۔ ہلکو بہت اہو ہی تری تمت کو آس ہو

شاید ہوے رقیب وہ ہم بغل کہین ۔ ہو پلو مین دل کچھ آن ہمارا اُداس ہو

معشوق سے ہنسی ہی نہین خالی از مذاق ۔ یہ بھی تو ایک طرح کا اہو مساس ہو

رہتا ہو فصل گل مین بہت شگفتہ مزاج ۔ توبہ نہین شراب کی جسنے کو راس ہو

کرتا نثار اُس چمن آرا پہ یہ مگر ۔ کیا اور شے تھی زر کے سوا گل کے پاس ہو

جب بہر سیر ابھارتے ہین ہم تو کہتے ہین ۔ جی مست ہو کمال طبیعت اُداس ہو

گو صاحب لحاظ ہو پر بزم غیر مین ۔ میر اگر سے وہ پاس بعید القیاس ہو

میکش یہ کہکے پیتے ہین دور خیر مین ۔ ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہو

یا جی پہ شکل یف کا ظاہر ہوتا ہو ۔ دنیا مین پردہ پوش شہر کا لباس ہو

فرقت مین بھی گذرتی ہی اپنی توڑھاڈھ سے ۔ اندوہ ہمنشین ہو مصاحب ہراس ہو

جتلا کے ہمکو کرتے ہو سرسبز اپنی بات
آگے بتو تم ایسے کبھی ہٹ دھرم نہ تھے

کیونکر مین اپنے دلمین نہ دیتا تمھین جگہ
قابل تو تھے رہنے کے دیر و حرم نہ تھے

اور دونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے
کیا ہم کیے ہوئے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم نے طے کی عدم کی راہ
دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دلمین رہے جو نکی بدولت ہمیشہ داغ
اے عشق اس خزانے مین کتب درہم نہ تھے

اسطرح تھکو پھندے مین لانا نہ یاد تھا
آگے تمھارے زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم جو آپ سے قید کی یاد مین
نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تمنے آزمایا ہمین پایا سربکف
منھ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھلا تا حال سابقہ پڑنے سے مہربان
کچھ ہم مقابلے مین قیصولے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا
ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جاؤ بلا تمھاری جو صدمے گذر گئے
دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

لیتا ضمانت اور دنکی کیونکر مین آپسے
کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

آخر کی ہمین نہ یاد تھین امتحان کیوقت
آخر تمھارے چاہنے والونمین ہم بھی تھے

آتی دل سے بھی راہ ہو باریک تر جس کی
قیامت میں بآسانی گذر جاوے نہیں اُس پل سے

ہیں سے اُسکے ذرے بنکے اُڑتے ہے جو رکل اکسو
ہوا کو کیا جدا وت تھی آتی خاکی بُلبل سے

قلق کچھ اور پڑھ اسین یہ بل نرم کہتے ہیں
نہیں ہم سُنتے پائے شعر سب تعریف کے شل سے

ر نہ ہو گل ہمسری کو تا ہو تیرے دام کا کل سے
عنادل الحذر کرتی ہے پھڑتی ہے بسمل سے

ہوئے گلشن عالم وہ انصاف اگر چیتی
جلاتی آشیانہ بلبلوں کا آتش گل سے

شاہ چلتے ہیں کاوہ مت بڑھانیکو
سواری آج تو نکلی ہے کس تجمل سے

ہو نہ خامہ رنگین رقم کیا لطف دیتی ہے
سُنے نغمے جو کوئی تو مرے گلشن کے بلبل سے

لگتی ہے جو ہاتھ سے میں تو سیر ہو گذرتے
گل کوچے سہاتے ہیں تری کفش کے گل سے

اگر فرہاد سے کان بات پڑتا تو سن لیتا
کوئی بولا نہ گو فرہاد تھا میں فرہاد بہتر سے

ہو کر بیا ہو ہو ہو پھر نہیں آتی
ترقی کی نہیں امید ہرگز اس تنزل سے

اگر قی ہو قوا نظیر حسن کی
نہ گل کھولے پایا کوئی کرتا اس گل سے

وہ یوانہ ہوں نہیں ای پہ ہوں تجھ وشت سے
گریباں شیر ہوا ہوں نہ بخیہ کے غل سے

کر سکیگی مجھے میزان قیامت میں سبک
میرے پلے پر اگر آپکی رحمت ہوگی

دل بس کیطرح پھونک دے صیاد کا گھر
اتنی بھی آتش گل میں نہ حرارت ہوگی

سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو
شرم آئیگی مجھے آنکو ندامت ہوگی

ہمتو بے یار کے دم بھر بھی نہ ہونگے جانبر
بخ بجر انسے اٹھیگا جنھیں عادت ہوگی

پوچھتا پھرتا ہوں اپنے یہ مضطر ہیں
زندگی میں مری صبح شب فرقت ہوگی

کب تلک اس سفاکی بڑی ہرجائی ہے
رخصت اے ہاتھ سے دوستی فضیحت ہوگی

اپنے اسپل کا ترا بھی نگار رکھیگا
میرے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی

جب تلک میرے اعمال دیوان ہیں
سر سب کی خورشید قیامت ہوگی

شام وصلت تو دھڑکا ہے مجھے فرقت کا
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی

اتنی گھر کر شکوہ ہیں تم سے کروں
خواہش خلد میں مجھسے یہ محنت ہوگی

جسکے جاہیں یہاں بھیجدیں وہ میدان کریں
کیا مرے آنکے وہاں بھی نہ عدالت ہوگی

خشک اگر دامن تر مہر کرم سے نہوا
تجھسے سرسبز کی امید کہ مشکل ہوگی

میں تو یہ جان بھی ہوں تو بجد بھی ہوں فریب
ان بتوں سے تمھیں امید عبث ہوگی

اے صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
نہ کہیں منہ سے نکل سے ترے رخسار کو لگے

یوں گیا پھاند کے ہر گھر میں یہ گل کمیت
میرے دامن سے تہ خار سر دیوار کو لگے

کبھی خانہ بدوش طبیعت سی کبھی بے قابو
ہر گھڑی مرد سپاہی سے نہ سر و کار کو لگے

چشم میگوں نہ تری کون کہی ہے گردش میں
مست ہے پیر مغاں جیسے خمار کو لگے

یکہ نہیں فکر جہات اس دل ناکام کو
کس قدر داغ ہیں اس خانہ کے ہر دار کو لگے

بزم عشاق میں قیصر نے جو مجھ سے بگڑے
ہم نوا دو بھی ہوا رنج ہر اک یار کو لگے

ال تجھے کیا بلا اور کہی اک سر پر لی
دم کا کس میں ترے گرد و غبار کو لگے

کبھی یکسو ہوا گیسو و رخ کا جھگڑا
سالہا سال فتیلے کا فروزندہ رہے

بنا کریں گے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ جمع ہیں سر بال سخن زمین کے تلے

کئے ہزار دن ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
کھلا ہے کچھ نہ کیا کیا چمن زمین کے تلے

سدم ہی کوچ کی جا اور دو ہر منزل گاہ
مسافروں کے لیے ہیں وطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ پہاڑ اس سے کھود کر پھینکے
پڑا ہے خاکمیں اب کوہ کن زمین کے تلے

طالب دیدار رخ ہو نہیں تو وہ نقاب دکھائیں
اگر کہوں دل کی میں آگے تو وہ سمجھیں بات کی

یا میں سنواتا ہی سارے گلے خونکی دل انھیں
تاب آتی تھی کبھی جنکو نہ آدھی بات کی

اہ قمر آغاز نور حسن خط پر کرنہ ناز
چاندنی رہتی ہی تھوڑی دیر پہلی رات کی

ضبط آہ سرد و گریہ سے نہ کیوں دم پر بنے
ہم ہی کیا تکلیف دیتی ہی ہر اک من رسات کی

بیٹھتے کعبے ہی میں یا دیر میں کرتے مقام
اہ قلق کیا مفت تھے ارمان اٹھات کی

نوٹ آسمان تجھ کے ذرا کچھ ملال دے
ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے

آغاز کا نہ وصیان نہ فکر آل دے
موسن کو دے خدا تو بس اتنا خیال دے

جتنی محبت آتے ہی ہمکو انھیں نہیں
کیونکر کسی کے دل میں کوئی دلکو ڈال دے

شاع ملیح یان یہ دم فکر شعر ہو
شمع سخن کو نور کے سانچے میں ڈھال دے

اسکی جفا و نیے ہیں و فائیں مری سوا
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے

خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے
ماننہ بدر و زے کو اوج کمال دے

طاؤس و کبک کہتے ہیں وہ دیکھکر خرام
اللہ دے تو مثل بشر چال ڈھال دے

چھپا نہیں نہیں چھپتا ہے حسن و لکش عالم
کہیں ہو دیکھنے والے کو صورت آ ہی جاتی ہے

سکھا دیتا ہے اقبال آدمی کو نیک و بد آخر
یہ دولت ہو وہ شے شان ہدایت آ ہی جاتی ہے

توجہ معنوی نفع سے خالی نہیں ہوتی
ہوائے گوشۂ دامان ولایت آ ہی جاتی ہے

تم دیدہ جو ہیں وہ ذکر آفت سے بھی ڈرتے ہیں
خلق نام شب فرقت سے وحشت آ ہی جاتی ہے

حال ان کا کبھی پوچھے سے بھی پیارے نہ ہوئے
غیر پیارے ہوئے تم حیف ہمارے نہ ہوئے

چلئے انصاف ہو شکوہ نہیں اس کا انصاف
غیر پیارے ہوئے اور ہم تمھیں پیارے نہ ہوئے

کب میں خمخانے میں سویا کہ نہ آیا تو یاد
کب ترے دیدۂ گریاں کے ہزارے نہ ہوئے

غرق شکووں میں مرے کب نہ ہوئی کشتی چرخ
ہمسر ماہ کب آہوں کے غبارے نہ ہوئے

کونسے دن نہ بھرا دامن گلچیں نگاہ
کب میسر گل روضہ کے نظارے نہ ہوئے

تیری افشاں پہ تصدق افضل کرتا ہی ماہ
آسمانکے مرے قابو میں ستارے نہ ہوئے

غرق گرداب تباہی تھے ہزاروں غواص
تنکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہ ہوئے

اے **خلق** تم رہو ثابت قدم راہ وفا
غیر پاپوش سے وہ گرچہ تمھارے نہ ہوئے

اپنے سائے پر عبث مغرور ہی تو اسقدر
ای ہما سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہی

صحبت سلطان نے دل از بسکہ آئینہ کیا
سادہ رو یونمین تبرک بندۂ درگاہ ہی

ہیبت و رعب و عدالت کی صفت کیا کیا کہوں
عدل کسری جود حاتم حکم نادر شاہ ہی

فی الحقیقت ہی زیارت مندگانی کا سبب
دولت و یدار سلطان یان زر تنخواہ ہی

طول گیسوئے رسا کی ہو سکے کیونکر صفت
جسکے آگے رشتۂ عمر خضر کوتاہ ہی

جانتے ہین شاہ کے جانباز جانبازی کو کھیل
جنگ کا میدان بھی گویا ایک بازیگاہ ہی

جان کسکی ہی جو ٹھہرے روبرو ہنگام غیظ
شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہی

مثل موسی غش کرین کیونکر نہ خوبان جہان
عشق منزل طور کے صوت تجلی گاہ ہی

دلسے ہو یمن جان نثار جان عالم ہی قلق
نیت خالص سے بندے کی خدا آگاہ ہی

مبتلائے ستم و حسرت و آلام ہے
شاد دوون بھی ہم ای غم ایام ہے

ساقیا ایک ہین لبھی جام ہے
مست دوون ہین ترے خاص سے تا عام ہے

عمر بھر خوخ و زلف سیہ فام ہے
کبھی کا فر تو کبھی صاحب اسلام ہے

دنی فرصت اُسنے آرائش زلف و رُخ نے
منظر پایکے ہم صبح سے تا شام رہے

چمن دہر مین ہاتھ آیا کرے صید مراد
دوش صیاد پہ فتراک سیو تُو نکا دام رہے

بعد مردن بھی فلک در پئے آزار رہا
ہم تہ خاک بھی اک دن نہ بآرام رہے

بیخود حسن و ل آرام ہون ایسا ہی شوق
دلکو مجھسے نہ مجھے دلسے ذرہ اکام رہے

دلکو خواہش نہو کچھ اور بجز بادہ شوق
نشہ اُلفت ساقی گل اندام رہے

دشت و کہسار مین ہوم ایسی مچا دی وحشت
قیس و فرہاد کا باقی نہ ذرا نام رہے

قرض دے لینا بہار آتی ہی مفلس موہبت
میفروشونسے یہ داد و ستد وام رہے

سوکھے ٹکڑونپہ بسر کرتے رہے اہل خشک
عیش مین مست سدا رند مے آشام رہے

باغ عالم مین تہ حسرت ہی ہمین ای ساقی
تو بغل مین رہے کیف مے گلفام رہے

اپنی تربت سے اُگا سنبل تر مرکر بھی
بستہ سلسلۂ زلف سیہ فام رہے

فیض جاری رہے عالم مین ترا او ساقی
تو رہے اور زمانے مین ترا نام رہے

ایک دن کوٹھے پہ آکر نہ جھلک دکھلائی
نگران دیر تلک ہم طرف بام رہے

مرتے دم وعدے اسلام ہی سبحان اللہ
زندگی بھر تو قلق بندۂ اصنام رہے

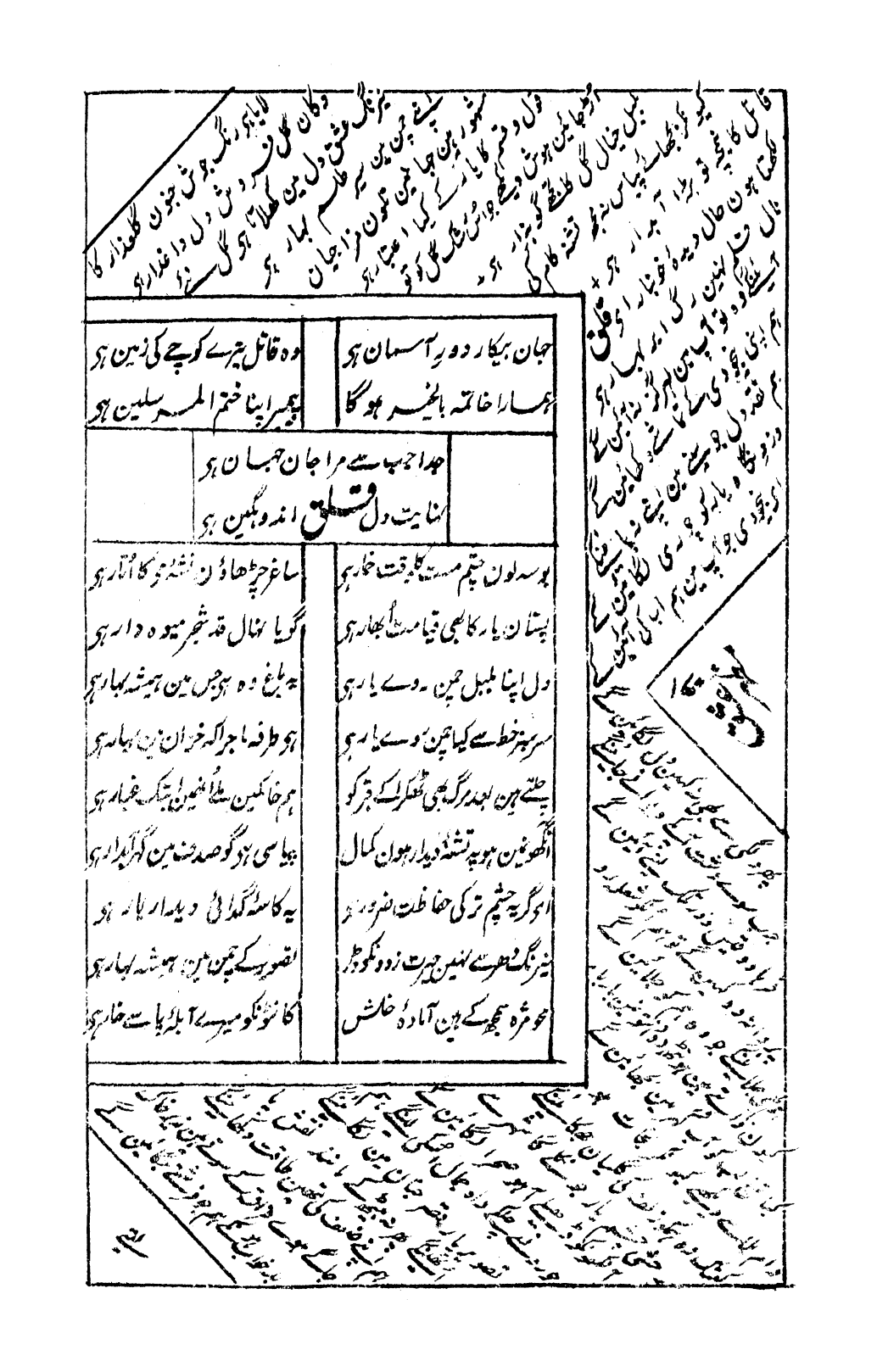

لینے مین جلس دلکے تو عجلت کمال ہی — دینے مین نقد وصل کے برسون جھکائین گے
گرم خرام ہونگے اگر صحن باغ مین — انگارہ پر وہ کبک چمن کو لٹائین گے
سینہ سپر ہین عاشق جانباز سیکڑون — تیغ نگاہ نازدہ کب آزمائین گے
ابکی تو ہجر یار مین ہم گور چھانک آئے — جتنے ہین تو کسی سے نہ پھر دل لگائین گے
اے شہسوار ناز یہ مٹتا ہی بار بار — تیرے سمند حسن کو ہم خود بنائین گے

ہم کیون اطاعت انکی کرین فائدہ **قلق**
کیا یہ بتان دہر خدا سے ملائین گے

جدھر سے ہوکے اے خورشید رو ہم تم بہم نکلے — ہزارون شاہ سے لبریز ہو لاکھون دم نکلے
نہ تھے آگاہ سم جو سے خانہ نشینی مین — نکالا پاؤن ہمنے گھر سے جب باہر قدم نکلے
محرم مین تمنا تھی زیارت ہوگی جی بھر کے — الم لاکھون اٹھائے ہم نے جب انکے علم نکلے
کیے ہم وضع کے پابند جیتے جی جنون مین بھی — نہ اپنے خانہ زنجیر سے باہر قدم نکلے
کیا جب امتحان قاتل نے اپنے سر فروشون کا — رہا بالا اٹھین کے ہاتھ جو ثابت قدم نکلے
مقابل کرکے اسنے جوہری سب خوب پرکھے — گہر پیش دو رندان بہت قیمت کے کم نکلے

یقین ہو کہ اس دن مجھے سطوت کی بھی لگن لگا
تو اُسکے آڑے آیا ہو تجھے جس نے پکارا ہو

سراسر ہے یہاں سودائے لعل یار مین یدل
تجارت مین متاع عشق بانکے خسارا ہو

وصال اک سمت محرم آخری دیدے سے رکھا
فراق اُسنے کیا کیا ہمین تم سا کے مارا ہو

ہے کس در پہ ترے رندۂ درگاہ کو حرمت
جسے تو نے بگاڑا ہو اُسے کس نے سنوارا ہو

ولا صبح شب وصلت نہ کر اتنا غم فرقت
ابھی تھا تیرے پہلو مین ابھی تو وہ سدھارا ہو

نہ قتل کرنے کیا تو آپ کاٹینگے گلا اپنا
خلق قاتل سے اپنے آج ہی بس دار انیارا ہو

وہ پری جان بھی لے لے تو گوارا کیجیے
نقد دل بھی ہو کوئی اُن چیز ارا کیجیے

سخت جانیکا بھی احسان گوارا کیجیے
آج جلاد کا جی بھر کے نظارا کیجیے

جان مونٹھو نپہ ہو وقفہ نہ خدارا کیجیے
عیسی لب کو ذرا اپنے اشارا کیجیے

چشم زخم آپکی شمشیر نگہ سے ہے دور
سر عاشق جو تصدق مین اُتارا کیجیے

ہم ہین خلاق جانباز ہمین قصہ مونکی قسم
سر ابھی کاٹ کے گھڈین جو اشارا کیجیے

چشم باطن اگر اعجاز تصور سے کھلے
بند آنکھین رہین اور اُسکا نظارا کیجیے

ایک دن مجھ سے اے صنم خوش ہو کر ملے
خاکمیں سارے مرے ارمان اسی دم نکل ملے

کیا وہ خوش قسمت ہیں جنکو دلربا دائم ملے
ہم کو تو بے مہر و بے خو بیوفا اکثر ملے

کشتۂ مشتاق قتل و قاتل عالم ہیں ہم
عید قربان ہو گلے سے گر ترا خنجر ملے

حد سے بڑھکر عجز بھی انسان کو کرتا ہے خراب
کی اُسی نے سرکشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت موزون جانانکا جو میں دیوانہ تھا
خاک سے میرے بگولے سر قد اُٹھکر ملے

لکھ چکا جب اُس سپہر حسن کو میں خط شوق
چاند اور سورج لفافے کیلئے دیکر ملے

پائی جنسیت جو صحرا گرد لاغر میں ترے
بید مجنوں جب ملے مجھسے بہت جھکر ملے

کیا چمک افشانکی ہے مے سیاہ یار پر
اس سپہر حسن کو کس نور کے اختر ملے

بارے سانتا تو دکھایا جذبۂ دل نے نور
آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آکر ملے

ہم وہ منصف گلشن عالم میں ہیں اے باغبان
دین کفن بلبل کو پھولونکی اگر چادر ملے

زندہ شہرت وہ ہیں کوثر پر بھی یہ چلا ئینگے
کوئی ساغر ہمکو بھی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ رسل کا جب لازم ہوا
میرے مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھینچ سکے موے میان یار کی اُس سے شبیہ
میرے بہزاد تصور سا جو صورتگر ملے

نہیں بخشے نہ بخشے دل کیا مرضی میں مالک کی
ہو گر نہ اسکی رحمت کو تو در کار اک بہانہ ہے

جہاں سارے ہیں ہر دم ملک جن و بشر تو کیا
محمد و لشکر ے یار کا وہ آستانہ ہے

غلاموں کی صدا کیا بوم بھی ہے جس جگہ عنقا
فلک اس گلشن ویران میں اپنا آشیانہ ہے

خاطر پیر مغان توڑے بہر واعظ
توبہ مے کی نہ کھاتے جو قسم کیا کرتے

باز گشت اُنکے سوا اور کہاں تھی میری
مجھسے مجرم پسند کرتے جو کرم کیا کرتے

دشت میں قیس سے شوریدہ سری گھٹ رکھتی
معرکہ تھا جو بڑھاتے نہ قدم کیا کرتے

جان ہونٹھوں پہ تو آ آ کے گئی دم گھٹ گھٹکر
اور تم اس سے سوا ناز میں دم کیا کرتے

کونسا خاک درمیکدہ پر لطف نہ تھا
ہم خرابات نشین مسند جم کیا کرتے

جان دی عشق میں اُس شوخ کے تنگ آکے قلق
یہ نہ کرتے تو بتاؤ تمھیں ہم کیا کرتے

ادھر سے جاتے ہیں اور آنکھ جو چراتے ہیں
اُنھیں کا تیر نگہ ہم میں لپ کھائے ہوئے

ہمارا کاٹ کے سر دو کمال ٹاڈم ہیں
کھڑے ہیں پیر سے مقتل میں جھکائے ہوئے

عنبر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمھارے سبزۂ خط پر ہیں ہر کھائے ہوئے

سرائے دہر یہ دم لینے کا مقام نہیں
عدم کے قافلے والو قدم بڑھائے ہوئے

ہماری خاک کی حسرت تھی دیدنی اُسوقت
چلے جنازے وہ پائے اُٹھائے ہوئے

تمھارا کشتۂ مژگاں کوئی نہیں بچتا
یہ تیر ظلم ہیں کس زہر میں بجھائے ہوئے

کس جہین سے گذرتی ہے نذاست کی
سونے ہین خشت و خم کو سرہانے دھرے ہوے

خوف خزانے سوکھ گئے خار کی طرح
جب موسم بہار ہین کچھ ہم ہرے ہوے

وہ رند ہلہ وکش ہین کہ ہمنے بدا بدی
خالی کیے ہین خم کے خم اکثر بھرے ہوے

جتنے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہین
کھوٹے نہ تھے اتنے وہ نہ کسی کے کھرے ہوے

سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
خالی کیے ہین ہمپہ ترنچے بھرے ہوے

سب بکف ہین فیکھیے ہو کون سرخرو
قبضے پہ ہاتھ ہی وہ ستمگر دھرے ہوے

چشمان یار جو ہین مستی مین کسقدر
کیا یہ ہرن ہین سبزۂ مینا چرے ہوے

لایا نہ کچھ جواب پیام اور پیام بر
کیا گھنگنیان تھے منہ مین وہ اپنے بھرے ہوے

ڈالی ہی اپنے جلوے پر آنکھ اُسنے بارہا
ہین چاندنی کا کھیت یا ہو چرے ہوے

بیتابیان چھیڑ کر سر بازار ہم نہین
وہ کھوٹیان سنا ہین وہ ایسے کھرے ہوے

بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
وہ چار کلیان ہو ہین کچھ غرغرے ہوے

گرمی عشق دیکھ ہمنے تر بغیر غسل
حمام دل کے ایسے بلند الجرے ہوے

خالی ہوے ہین اس طفلان جوی جنون
واہان کوہ ہین تو ہین بھر بھرے ہوے

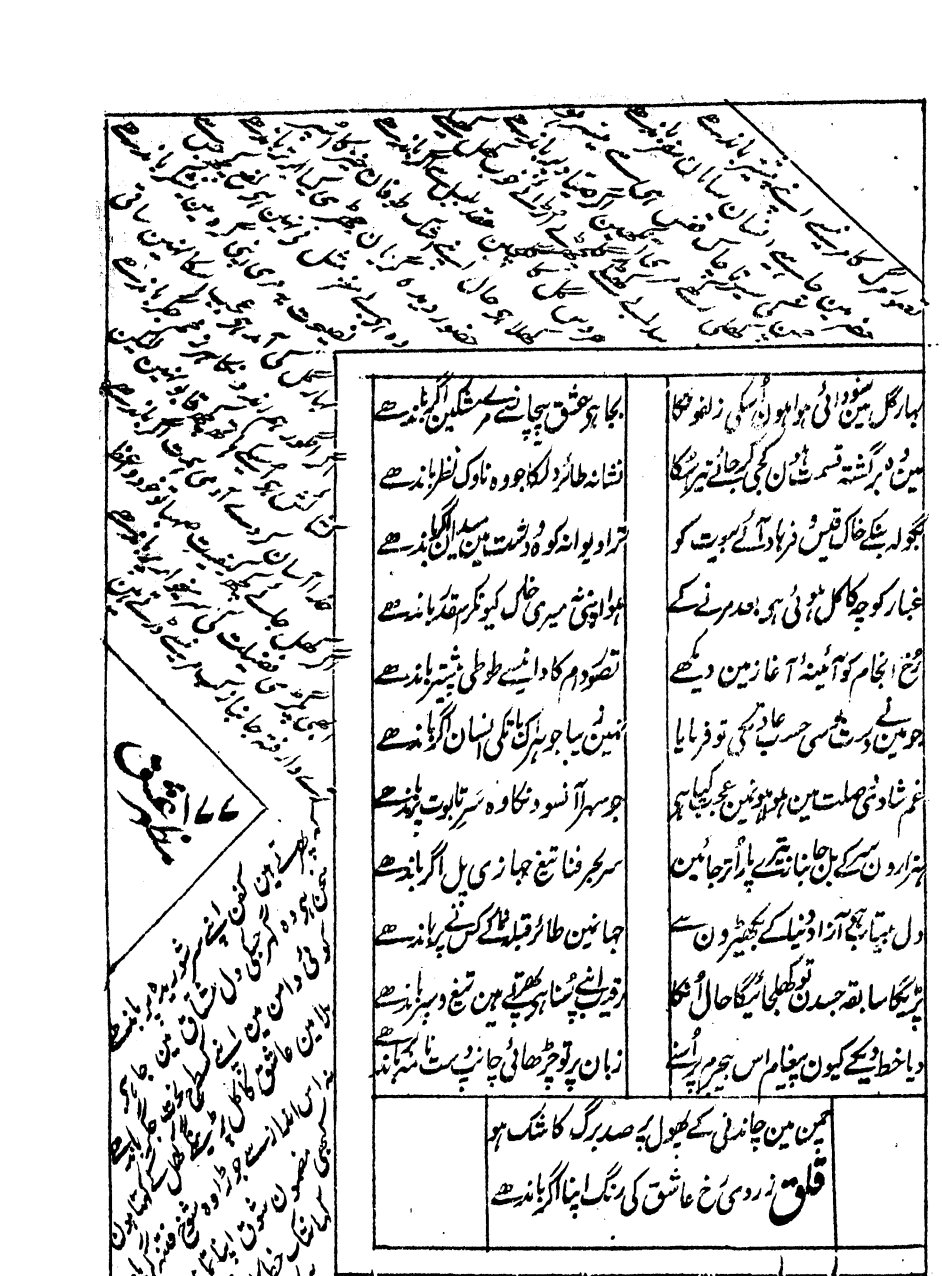

بہار گل مین سنو دانی ہوا ہون اُسکی زلفون کا
بجا ہو عشق پہچانے مرے مشکین اگر باندھے

مین وہ برگشتہ قسمت ہون کہ جی کر جائے تیر اُسکا
نشانہ طائر دل کا جو وہ ناوک نظر باندھے

بگولہ بنکے خاک قیس و فرہاد آئے سو یت کو
ترا دیوانہ کوہ و دشت مین سیدا کدھر باندھے

غبار کو چہ کاکل ہوئی ہو بعد مرنے کے
ہوا اپنی میری خاک کیونکر رہگذر باندھے

رخ انجام کو آئینہ آغاز مین دیکھے
تصور دام کا دانے سے طوطی پیشتر باندھے

جو مین نے دست حسرت عادتی تو فرمایا
نہین یہ سا جو ہر کہ تا کی انسان اگر باندھے

غم شادی نہی حسرت مین ہو ہو نمین عجب کیا ہو
جو سہرا آنسو دیکھا وہ سر تابوت پہ باندھے

ہزارون سر کے بل جانا ترے پا اُتر جا مین
سر بحر فنا تیغ جہازی پل اگر باندھے

دل بیتاب ہے آزاد دنیا کے بکھیڑون سے
جہا نہین طائر قبلہ ٹکے کس تے پر باندھے

پڑیگا سابقہ جسدن تو کھلجائیگا حال اُسکا
رقیب اپنے سُنا ہے پھرتے ہین تیغ و سپر باندھے

دیا خط دیکھے کیون پیغام اس بیمہر پر اُسنے
زبان پر تو چڑھائی جانب دست نامہ بر باندھے

چمن مین چاندنی کے پھول پہ صد برگ کاشک ہو
قلق زردی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

نہین کھلتا دکھاتا ہو فلک ہم کو نگہ کے ان
قلق جیسے تماشائیکی بازیگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہو خوب و مرے حال سقیم سے

آئی نہ مل کے اُس گل تر کی شمیم سے
اتنا گلا ہو باغ جہان مین نسیم سے

جلئے سے میرے یار ہو خوشنود اگر مرا
بجھون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہو
برلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

پیر و تمھارے رکھتے ہین آج اتنا دسترس
چاہین تو بھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتے نہین مطیع حسینان روزگار
توڑینگے اس طلسم کو ہم لوح سیم سے

درکار ہو نجف مین جو جاروب روشنی
عیسیٰ سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب جلد کر
جلاد مُنھ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کیونکر نہ عجز ہو در گوش صنم عزیز
اُلفت خدا بھی رکھتا ہو طفل یتیم سے

جلتا ہون مثل طور مین مرکز فلک سے ہنوز
کیا نخلے مین باتین ہوئین تھین کلیم سے

ہو سیر باغ کوے صنم ہو کے نا نصیب
کی ہو کے غبار نے سازش نسیم سے

ادب دیکھو جو سوے دشت جاتا ہی غبار اپنا
بگولا پیشوا لینے کو بیتابانہ آتا ہے

فنا ہر حال عارض کے جو عاشق ہین سبب یہ ہے
ادب کرنے ہمین پیر یا جو کوئی دانا آتا ہے

ہمین بھاتی نہین چینتین شیخ و برہمن کی
پسند طبع اپنے مذہب رندانہ آتا ہے

جو پامالی سے بچتا ہے تو یا لا مارا جاتا ہے
مری قسمت کا حب نشو و نما پر وانہ آتا ہے

تو وہ ہی شمع بزم گل رخان او قاتل عالم
تری محفل مین سر پھیل کر پروانہ آتا ہی

دل وارفتہ پر آتا چلا ہی کیا اس بت کا
مے کعبے کے استقبال کو بتخانہ آتا ہی

جلو مین لشکر طفلان تماشائی ہی اک عالم
تری شوکت تیرا ای پری دیوانہ آتا ہی

گذر نکرا اسکی گلی مین پھاٹک کھانیکو
رقیب وسیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہی

وہان بستی بسانے مین ترے دیوانہ ذات الفت
نظر جب دشت گرد مین کوئی ویرانہ آتا ہی

جلانے کو فقط ان واعظان خود فضیحت کے
قلق کعبے سے اٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نبض مری پائمال کی
انکی خرام ناز نے کیا مجسے چال کی

کیا کیا صفت بیان ہو اس نونہال کی
جوبن اپہ ہے بہار ریاض جمال کی

۷۹ بیخود

شاہ و گدا ہین دونون اسیر ہوا و حرص — اکمل کی فکر اسے ہو تو اُسکو ہو شال کی

قلق

آمد سنی جو اُنکی تو کس ذوق سے قلق
طیار ہان کین صبح سے شام وصال کی

ہمپر جو وہ کھنچے ہوے تیغ دو دم آئے — چلا کے اجل بولی کہ ہشیار ہم آئے
تھا خوف کہ گھر گھر کہین پڑ جائے نہ ماتم — درگاہ تلک اُن کے بمشکل علم آئے
امید کوئی فاتحے کی اس سے رکھے خاک — ہمراہ جنازہ بھی نہ جو دو قدم آئے
شاہونکی طرح شہر مین صحرائے جنونسے — مرتے ہوے دنکا سر بازار ہم آئے
سرگرم رہ و شت جنون ہو کوئی ہمسا — کیونکر نہ قدم لینے ہمارے ورم آئے
ممتاج نہ خاک ہین اک سورۂ قل کے — شاہونکے نہ کچھ کام نشان و علم آئے
حجت سے نکیرین کی اُلجھا جو لحد مین — مولا کی صدا آئی نہ گھبراؤ ہم آئے
دکھلایا نیا شورش خلخال نے عالم — بے جان تو زندے ہوے مردے نہین دم آئے
گر کس کو ہنسا اُن آنکھو نسا آیا کوئی افسون — سنبل مین نہ اُن گیسو نے پیچ و خم آئے
اب منفعل جو رہین ہنگام عیادت — آئے بھی تو دم دینے کو وہ مرتے دم آئے

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے
طرز بیداد حسینوں کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہے کڑی عاقلو رہنا ہشیار
یہ جرس قافلہ والوں کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اٹھ نہیں سکتا اس سے
کون دلکو ادب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرائش قاتل اک روز
مرے خون کی وہ رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو
راستہ کوچۂ گیسو کا بتا دیتا ہے

گھٹا اٹھتی ہے تو بادہ گلگوں سے ہمیں
جب کرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم بازاری خونریزی سفاک رہے
تیر اجان باختہ یہ دلسے دعا دیتا ہے

اور تو رند و نسے چلتا نہیں بس واعظ کا
دختر رز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت میں غضب ہوگی تپش
شاہدی یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب گل سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے
دانہ سوختہ کو نشو و نما دیتا ہے

کسی نعمت میں نہیں پاتے ہیں ایسی لذت
بوسہ جو اُن لب شیریں کا مزا دیتا ہے

آسمانسے بھی سوا کوئی ستمگار نہیں
حسرتیں خاک میں سب دلکی ملا دیتا ہے

دل غم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالاں ہو
جام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

کھل گیا ہی جب سے نظر مین رُخ گلگون پاک
ہر گل تر چشم بلبل مین ہی برگ خار ہی

رحمۃ للعالمین پیدا ہوے ہین جس جگہ
ابر رحمت اس مکان کا سایۂ دیوار ہی

مُنکے اُس عرش شفاعت کا تو لد ہوے سب
اب جہاز امت عاصی کا بیڑا پار ہی

دیکھکر اعجاز ہین ایسے پھر لائے نہ ہین
سچ ہی کیا ان بت پرستون پر خدا کی مار ہی

دہر مین برسا ہی جب سے تیز ابر تیغ عدل
سرد بازار فساد و فتنہ و اشرار ہی

رب دین سے مائل اسلام کافر ہی نہین
لب پہ ناقوس کلیسا کے بھی استغفار ہی

جس سے تو راضی ہی شاہا اُس سے راضی ہو خدا
جس سے تو بیزار ہی اُس سے خدا بیزار ہی

اہی سپہر دین نہین ہو جو یہ اتنا فروغ
مہر و مہ مین بھی ترا اک پرتو انوار ہی

صاحب بینش تو کیا بھٹکے نہ رستہ کو کبھی
راہ شرع پاک ایسی صاف و ہموار ہی

حسن محبوب الٰہی کی پڑی ہی جیسے دھوم
تختہ بند اسد سے تا تک مصر کا بازار ہی

دوست جتنے مین وہ ہین امید فصل باغ خلد
دشمنو کو آپ کے خوف عذاب نار ہی

معجزہ شق قمر سے کوئی روشن تر نہین
تیرہ دل کون اُس سے ہی افزون جسے انکار ہی

اور دردمند مین لب جانبخش کے مین ہی نہین
جیسی ہر یم بھی ترے عشق کا بیمار ہی

زلفیں اٹھائے شوخی سے کہنے لگا وہ شوخ
اللہ رے ہم دونوں مرے شانے رہ گئے

نہ مدتوں اُنہی نے کیے اور تو رہا
ہنسے جو تھے امیر وہ دیوانے رہ گئے

کی ہمسری جو گوہر دندان یار سے
محبوب ہو کے موتیوں کے دانے رہ گئے

ساقی کا حسن دیکھ کے میکش ہوئے یہ مست
ہاتھوں میں سب کے ہوئے پیمانے رہ گئے

اس شعلہ رو نے پھیر لیا جونہیں نقاب
حیران شمع حسن کے پروانے رہ گئے

اندر کا جنہیں جمع اکھاڑا تھا کل ہوا آج
دیوٹکے رہنے کو وہ پریخانے رہ گئے

مسمار مسجدیں ہوئیں قسمت سے رندوں کی
باقی خراب ہونے سے میخانے رہ گئے

ہر دل عزیز وہ ہوئے سرشار یک سمال
اپنے تو کیا نہ وقت پہ بیگانے رہ گئے

دنیا دو قیس تو نہ ہے لیکن اے **قلق**
اک فتنہ کے انکی خلق میں افسانے رہ گئے

تصور رخ و زلف سیاہ کسکا ہے
خیال آپکو شام و پگاہ کسکا ہے

دل اسیر ستم داد خواہ کسکا ہے
یہ صید زخمی تیر نگاہ کسکا ہے

آلی کو نسا دل سوختہ کرا ہے
فلک پہ چھایا ہوا دود آہ کسکا ہے

۸۳ بحر عشق

دل اپنا کشتہ تیغ نگاہ کس کا ہے
جواب دیتے ہیں کیا حشر میں گواہ کس کا ہے

تو غلط سے قلق داد خواہ کس کا ہے
وہ مر گئے یہ بلا سے گناہ کس کا ہے

جگا دو کاٹ کے لاؤ ملاقات آئی
سبھی جگے تو ہوا یہ دیوانہ کس کا ہے

ترے تو ہوش ٹھکانے نہیں ہیں ساقی
بھرا ہوا یہ چھلکتا نگاہ کس کا ہے

ادھر ادھر کی نہ کر بات آئی
اس پوچھ میں کہ تو ہے خواہ کس کا ہے

کسی کی روز ترا ہے ازل سے
دلبرا کہہ دے تو آج

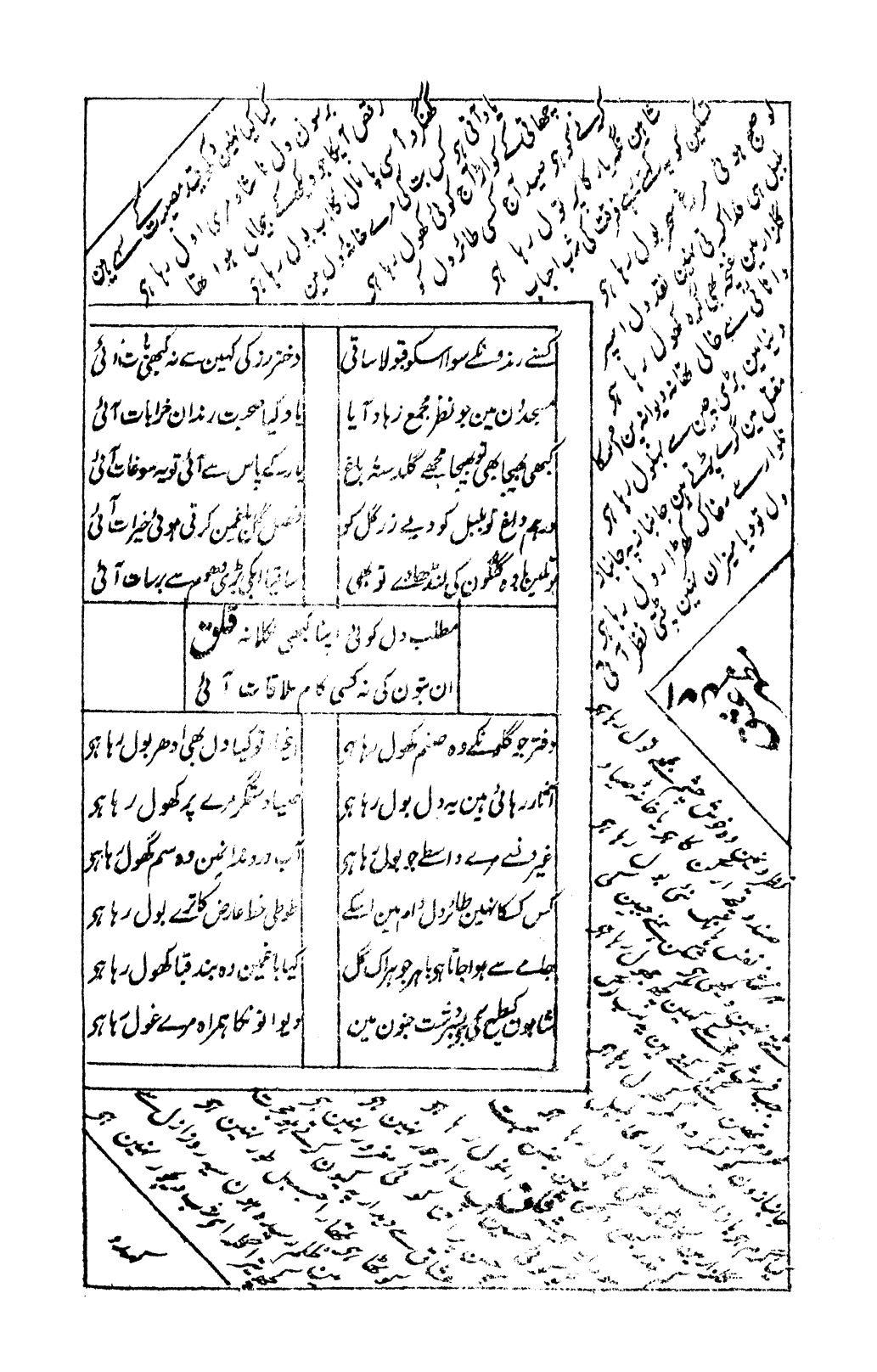

کہدو یہ طبابت سے آنکھ بیت نہ فرمائیں
اچھا ہو دولت یہ وہ رنجور نہیں ہے

ہمچشمی جاناں کبھی آہو نہ کرے گا
نرگس کی طرح دیکھو تمہے موذور نہیں ہے

دکھلا لین فروغ اپنا مہ شب دور نہ
لے پردہ ابھی وہ بت پر نور نہیں ہے

جز شکوہ ستم ایک سے بھی شکر نہ ہمنے
غمخوار کوئی آپ کا مسرور نہیں ہے

سن سنکے مرا تذکرہ کیون کاٹتے ہو بات
تم جس سے ہو نادم یہ وہ مذکور نہیں ہے

داد اپنی نہین پاتے ستم دیدہ تمھارے
اے بادشہ حسن یہ دستور نہیں ہے

پیغام بر اپنا کوئی مزدور نہیں ہے
پشتارہ خط شوق کا لے اٹھے تو اٹھائے

سوال کے سزاوار یہ منصور نہیں ہے
ویسے مژہ یار عبث کرتی ہے کاوش

دیکھتی ہے جس سے یہ وہ انگور نہیں ہے
ساقی کی تو جبہ ہے عبث دختر رز پر

سرمہ جو لگاتا تمھین منظور نہیں ہے
کیون طور کے مانند جلاتے ہو دلونکو

ارباب محبت کا یہ دستور نہیں ہے
دل دیکے کرین شکوہ بیدردی دلبر

جلوہ ملاقات کا منظور نہیں ہے
ملنا ہو تو ملنا وہ قیبو نسے کریں ترک

گو آج مشتاق صاحب مقدور نہیں ہے
یوسف سے حسین مول لیا کرتا تھا کل تک

۸۵ اشتیاق

یہ جستجوے کم مین ہمین ہوئی دفعت
کہ ہاں سے بھی جو بارک تھی وہ راہ چلے

ہوئی نہ غیرتونکے جگر کلینے ساعت حال
پر حضور سے محروم داد خواہ چلے

تری کتاب مین ہے شہسوار حکم ہو تو
مرا خیال بھی ہمراہ گرد راہ چلے

گر مرسے اُسکے تو امید ہے مگر یہ ستم
کہ پاک کرنے تجھے آلودۂ گناہ چلے

کبھی سے طینت ظالم بری نہین ہوتی
نہ عید ہی مین کبھی ہاتھی سیاہ چلے

چلا جو شہر سے صحرا کو مین تو وحشی ہین
تو مجھپہ خود بخود اڑ اڑ کے سنگ راہ چلے

یہ صید دل بھی ہو مشتاق اے کمان ابرو
اودھر بھی کوئی ترا اوک نگاہ چلے

تمام عمر نہ لے نام رہنمائی کا
خضر اگر مرے دست جنونکی راہ چلے

جو لیچلا ہمین جلاد سوے قربان گاہ
تو اس خوشی سے چلے ہم کہ عید گاہ چلے

قلق خدا کا بھی ان ظالمونکو خوف نہین
جتان دھر کے ہاتھونسے داد خواہ چلے

گناہ گار چلے ہم کہ بیگناہ چلے
تو واعظا تری تو ہم شاہ چلے

چلے جو واعظ رند اپنی اپنی راہ چلے
پیے مکدہ وہ گئے خانقاہ چلے

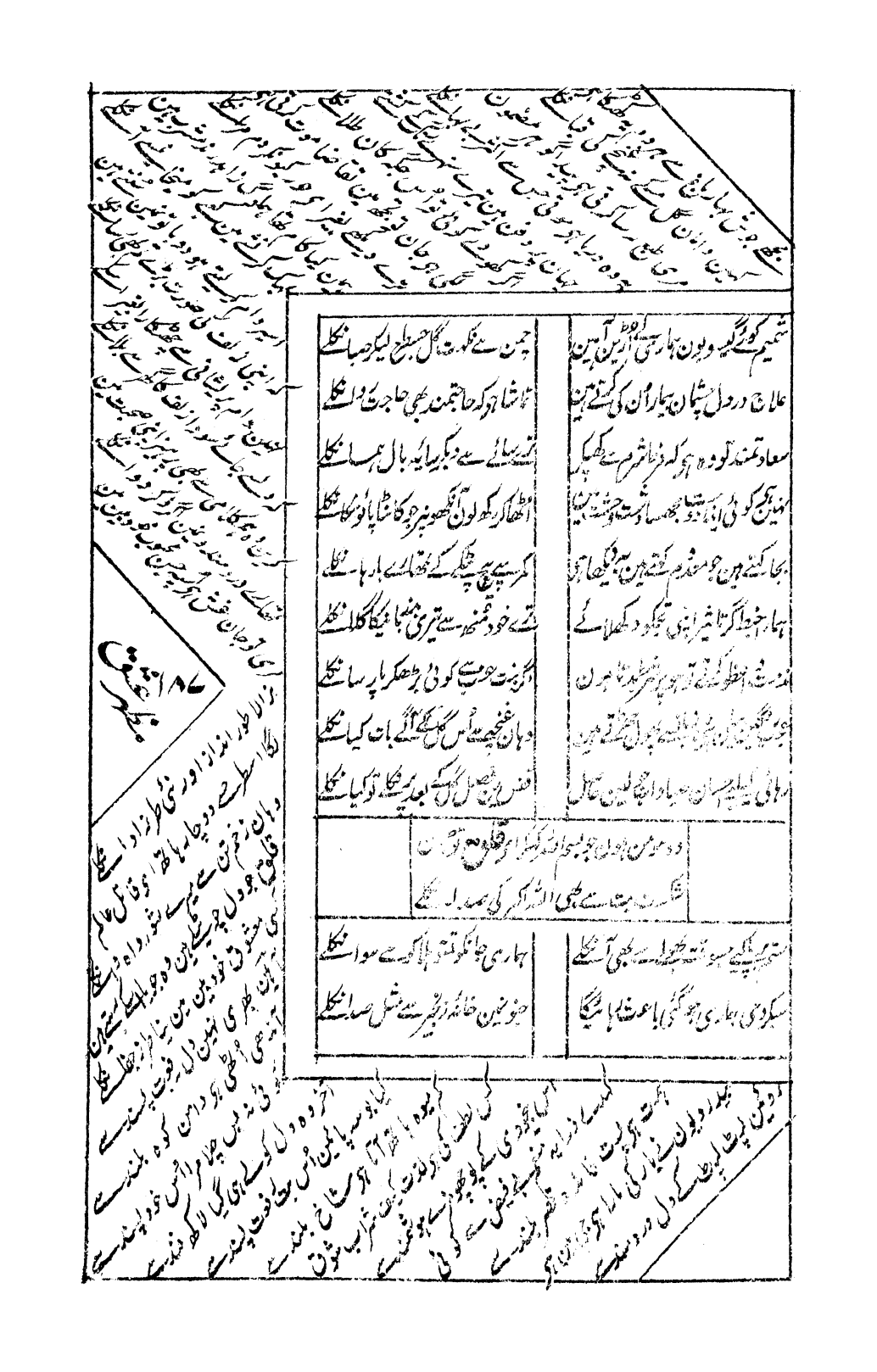

انتہا ہو مثل شیرۂ جان تو نبات دہشد — لین تم چاشنی ترے ہونٹھونکے قند سے
دیوانگان عشق کی کٹتی ہین ہتھڑیان — غل ہو اسیر ہوتے ہین آزاد بند سے
او نچا مرا مزار نہ ہرگز بنا ئیو — نفرت تھی زیست مین بھی مکان بلند سے
او شہسوار مرکے بھی چھوڑا نہ تیر ساتھ — لپٹی ہو خاک دامن زین سمند سے
سونپی کہ ہتھڑیان مرے پاؤن مین چاہئین — وابستہ دل ہوا ہو ترے دست بند سے
کیا کہا کٹے ہین شرم سے وہ نونہال باغ — جو بڑھ چلے تھے یار کے سرو بلند سے
فردائے حشر اٹھینگے وہی لوگ رہ نشید — داڑھی بڑھا کے بچگئے جو شیخ و چند سے
دلسوز تیرے ای صنم آتشین عذار — سیکھے ہین طرز نالۂ سوزان سپند سے
نخوت ہمیشہ کرتے ہین نخوت شعار سے — ملتے ہین جھک کے ہمتو تواضع پسند سے
جاتے ہین نیکدیسے جو ہم مست پیے — شیشے پکارتے ہین صدائے بلند سے
وہ بدبلا ہین زلف کے پیچ آدمی تو کیا — چھوٹے نہ پھنسکے دیو بھی اسکے کمند سے
او شہسوار لاکھ صبا نے اڑائی خاک — ذرہ نکل سکے نہ تمھارے سمند سے
سمجھے جو دیکھا آنکھ نکو اسکے قریب لف — صید آہو دنکو کرتے ہین تسکین کمند سے

یہ وہ کالا ہی منتر ہی نہین ہی جسکے کاٹے کا — کبھی جانبر کوئی ہوتے نہ دیکھا لاگیسوے

نہ پوچھو کچھ جو تھا اس دل کی بیتابی کا حال اسوقت — کہ بزم غیر مین جب اٹھ گئے وہ میرے پہلو سے

ذرا ناوک دماغی وقت گلگشت چمن دیکھو — دماغ اسکا پریشان ہوگیا پھولون کی خوشبو سے

حقیقت مین بلا کی پیچ دیتے ہین اسکی راہن مین — کسی دلکو سلامت پھرتے دیکھا کوئے گیسو سے

دم فکر سخن لکھون اگر وصف اسکی آنکھونکے — قلم لون شاخ نرگس سے سیاہی چشم آہو سے

نہین تسبیح چڑھاتا دیکھکر زخم جگر ہر دم — ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر اپنے سے

بلا شک و شبہ نون نسا منور چوسین اگدن — تفاول یہ لیا ہی ہمنے تیرے مصحف رو سے

اگر منظور حرماں سے دل صد آزدہ کی ہی — ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر اپنے سے

وہ بسمل ہون جو یاد آتے ہین مجھے صیاد کی نخلین — دم گریہ گلے مین پڑ گیا ایک پھندا آنسو سے

ہوا مین کس طرح آلودہ لب کی رہتی ہی نالان — زبان برگ سوسن کیون نہین لگتی ہی تالو سے

حباب آسا بہار عمر ہی بے مے گلگون — **فلق** آواز آتی ہی یہ گلشن مین لب جو سے

چاہتا ہون گشش دل کی یہ امداد رہے — کہ مرا طرح مرے دام مین صیاد رہے

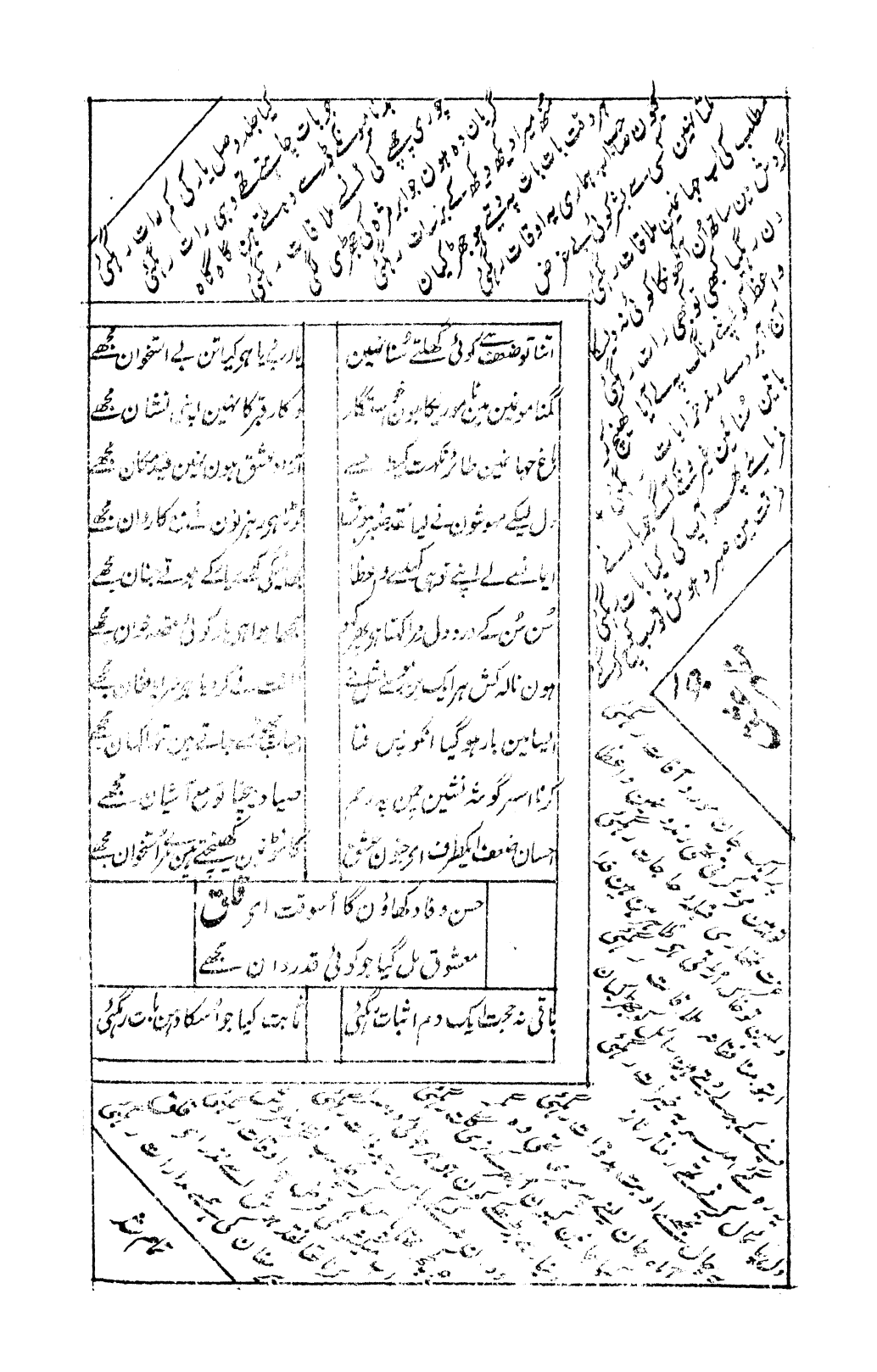

چند غزلین اور رباعیات اور مفردات جو حال مین تصنیف ہوئی ہین درج ذیل ہوتی ہین

غزل اوّل

خط نازد دلفریبی جو صنم رکھتے نہین — کعبے ہی خوشتر ہو ایمان خرم رکھتے نہین

ای پریرو تیرے دیوانے ہین پابند وضع — خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہین

میرے ہی دم تک تمھارا شوق خونریزی ہے بس — بچہ اپنا وہ اب ہم بھر علم رکھتے نہین

اک نگاہ مہر تو کر دیتی ہے دم مین مالا مال — کون ہے وہ جو تجھے بوچشم کرم رکھتے نہین

شیشۂ دل کیطرح سے ہم بھی ہین نازک مزاج — لے چلا کر بزم ساقی مین قدم رکھتے نہین

نفع ہو الفت کے سودے مین کہ نقصان صریح — ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہین

بات کرنے غیر سے دیکھین تمھین اور دین طرح — خو مستم ہو جانا اصل اتنا ضبط ہم رکھتے نہین

ساقیا ایسے ہین مستغنی گدائے میکدہ — خواہش جام جم و پروائے جم رکھتے نہین

اے غرہ حسن پر ہر دم فلک پر ہے دماغ — مہرباں تجھ مین پر ہائون ہم رکھتے نہین

غزل سوم

واہ ری نازکی مزاجی غیر ہی سب سے نجات — تجھسے بڑھکر کوئی معشوق اور ہم رکھتے نہین
عیش کرتے پھرتے ہین عہد جنون عشق مین — شادومان سب طرح سے ہین کوئی غم رکھتے نہین
کاہ پر تاثیر کو چلتے سر کے بھل رہ کیا کرین — ضعف سے چلنے کی طاقت و قدم رکھتے نہین
وصلہ کو خریداری یوسف کا ہی آج — کوئی اپنے کچھ دام و درم رکھتے نہین
کیونکر حبشی پنڈلیان ہین اگر آہو تو کیا — وہ مردہ لب وہ ناف و شکم رکھتے نہین
قرض سے ہوتی ہی کسدل میفروشونکی نجات — بہر و کسب ہین سخت جسم رکھتے نہین
یا شفیع المذنبین کونین مین تیرے سوا — دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہین
لکھتے ہین جب خط شوق شکر مین ہوتا تمام — ہاتھ سے اپنے کبھی کلک قلم رکھتے نہین
ہمتو دیوانے ہین اسکے جو ہمارا دل نہین ہو — شوق دیرو سیر و شراب جم رکھتے نہین
کرتے ہین عمی خدائی کا یہ پھر کون بات پر — خصلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہین
ٹھوکرین کھانا جو ہی تقدیر مین لکھا ہوا — سر کشان دہر سر کو اس سے خم رکھتے نہین

ع قلق واللہ وہ ایمان سے ہین بے نصیب
وسے جو لوگ الفت شاہ امم رکھتے نہین

دھرا نہین جگر دردمند عشق پہ ہاتھ
حضور گور پہ حاتم کی لات مارتے

بہر سے آپکا مطلب تھا کچھ اور مگر
برائے سیر تماشائے روزگار آئے

کہے سنائیکو کہتا ہی بار بار وہ شوخ
کہ کوئی جاکے فرہاد کو مینا کہار آئے

غرور حسن کہان تک چھپائے پھرے گا منھ
بہت قریب ہین وہ دن بھی ہی نگار آئے

کرونگا عرض یہ عشر مین جب طلب ہوگا
کہ تیرے آگے ترا کیا گنہگار آئے

جناب حق مغان کا کرینگے دھوم سے عرس
ہم اپنے آپ مین اک دن جو بیکبار آئے

سنا ہی پیر **فتق** نذر نقد دل اپنا
فقیر خانہ الفت مین جسکے بار آئے

مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہین میرے بستر پر
گمان قبر کا کرتے ہین اس جسم لاغر پر

ہمارے قتل کی نالش نہ کر اس ستمگر پر
اٹھا رکھا ہمنے دعوے خون روز محشر پر

عزیز و جان دی ہمنے چشم مست دلبر پر
ہمارا فاتحہ دینا تو گلگو نکے ساغر پر

نہین چلتا کسی کا بس اس زمانہ مغبر پر
اثر کرتے نہ دیکھا سحر کو چشم فسونگر پر

ادا لے تیز رفتاری بلا ہے جان عالم ہی
گلے لپٹے ہین لاکھونکے مرے قاتل کے خنجر پر

فارغ اتنا کہان جو اُٹھ سکے در دولت
کیا بالفرض اگر سایہ ہلے دیوار بھی سر پر

وہ ہین فی آہ واہی زاہد ہم سیکھے والے
نماز آکر پڑھین قدسی ہلے دامان تر پر

جب آگاہ ہو تا گرمی تپہٹائے ہجر انسے
کوئی آہ بند تھوڑا سا چھڑکدو میرے بستر پر

شب مہتاب مین ہو میکشی کی روز کیفیت
اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کو دکان سنگ سے چھیڑ کرتا ہی
قلق پتھر پڑین ایسے جنون فتنہ پرور پر

غزل چہارم

منہ سے مجھ پیار مین آکر وہ ملا دیتے ہین
کشتۂ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین

جنس دل ہمتو نہین مفت لگا دیتے ہین
اسپہ بھی دیکھتے ہین ہمکو وہ کیا دیتے ہین

جب نقاب رخ انور وہ اُٹھا دیتے ہین
جلوۂ قدرت اللہ دکھا دیتے ہین

رہرت داں فاصداق الاقرار ہین سب
منہ سے جو کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین

مائل قتل جو پاتے ہین اُسے تو بے عذر
پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین

ہمتو چیونٹی کو بھی تکلیف نہین نا مقدور
کون وہ لوگ ہین جو دل کو دکھا دیتے ہین

آزمائے پہ ہین غش پر ہنین اتفاس سے | جان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہین

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہی انھین
خلق اک بھیڑ خریدار لگا دیتے ہین

متفرقات

لبالب وہ گلرنگ سے دلکا پیالا ہر | وہ مسکیش مین کہ جسنے خمار کو گھر مین ڈالا ہر

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون | معشوق خوبرو ہو تو مین بن رسیدہ ہون

چمن مین صبا پوچھین کبھی گے ہم اسیرونکو | سلام شوق کہدینا ہمارے ہمصفیرون کو

کیا عذر معصیت کے کرونگا حضور سے | واللہ شرم آتی ہی اک اک قصور سے

ہجوم اپنے سکان دلمین ہی جو شوق بیحد کا | ہوا ہی گوش زد مژدہ یہ کسکی آمد آمد کا

قاتل کا پنجہ جو کئی بار اچٹ گیا | مین سخت جان فورا ندامت سے گھٹ گیا

کیا کیا امتحان مین ہم سرخرو ہے | تیغ نگاہ یار تری آبرو رہے

وطن چھڑوا کے وحشی اتنی ایذا دے نہ قسمت مین | پلے ہین لکھنؤ والے کنار نازو نعمت مین

ناز سے پامالی کرتے ہین | پامالون سے چال کرتے ہین

۱۹۵ بیخود

کیونکر تو کر یگا مجھے سوائے قیامت
کچھ تم نہین جو یا سے ہم سے بگڑ گئی
کیا کیسے آکے دہر مین کیا کام کر چلے
کر نیکا جو نہ کام تھا وہ کام کر گئے
دو گے کون جو نہ ایسے تھے سارے احباب
یاد مین اک کف رنگین کے جگر جلتا ہو
رحمت تری اے آئین آرائے قیامت
جان الفت گیسو سے کس آفت مین پڑی ہو
پوئی نہ اسکے ہاتھ سے رحمت جہان سے
بیچ مین بولنے والے بھی غضب ڈھاتے ہین
کس قیامت کی ادا ہو یا تیری چالمین
تم ہی مجھ پہ کیا دو بانی بیداد کرتا
جو دو گھڑی کے لیے بھی وہ بام پر جاتے

صنعتے کرے ہو انجمن آرائے قیامت
ہو جائیگا ملاپ جو تقدیر لڑا گئی
نام اپنا کر چلے
فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئے
اجمل دشمن جانی ہین ہمارے احباب
آتش رنگ حنا سے مرا گھر جلتا ہو
بھلے ہی دیگی مجھے سوائے قیامت
جب دیکھیے ایک تازہ بلا سر پہ کھڑی ہو
اس سرزمین پہ ہم رہین یا آسمان رہے
آتش غیظ یہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہین
شور محشر کا ہو عالم شورش خلخال مین
کبھی کچھ کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرتا
نگاہ خلق سے شمس و قمر اتر جاتے

ہردم نہ **قلق** نالہ و فریاد کرو | مالک جو تمہارا ہو اُسے یاد کرو
اب آتی ہو آواز یہ انشاء اللہ | قید غم و ہم سے اسے آزاد کرو

رباعی

نزدیک ہوئے ہین مجھسے جو عصیان عظیم | اس تیغ الم سے جگر و دل ہو دو نیم
برسن منگر بر کرم خویش نگر | مجرم کوئی مجھسا ہو نہ تجھسا ہو کریم

رباعی

اگاہ ہین خوب اپنی حالت سے ہم | اک خاک کی مٹی پہ یہ الطاف و کرم
امید نہ کیونکر ہو جو تو یہ فرمائے | این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

رباعی

یارب تری وہ فیض رسان ہو درگاہ | پھرتا نہین محروم کوئی حاجت خواہ
غیر و سے کروں سوال تیرے ہوتے | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

مالک کی خوشی کا نہ کوئی کام کیا | جو کام کیا قابل الزام کیا

رباعی

دل از تو چه گویم که چه‌ای خواهد — نی منصب و شاهی نه لوا میخواهد
پروائے دگر هیچ ندارد والا — از تو دل مشتاق ترا میخواهد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنائے احمد — کس نیست شفیعم سوائے احمد
بینید بروز حشر انشاء الله — باشم تهِ دامان لوائے احمد

رباعی

در شهر مدینه چو بود مسکن ما — زین به بجهان نیست دگر مامن ما
دانیم که یابیم مراد کونین — گر قبر در پاک شود مدفن ما

رباعی

ای بادشه ملک قناعت مددے — وے خسرو اقلیم کرامت مددے
بر درگه تو بپائے لنگ آمده ام — اے شیر نیستان ولایت مددے

تمام شد

تقریظ مطبوعۂ سابق ریختہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خانصاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہی ہو صورت پرستان زمان بلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہی حسن و جمال سے پریرویون کے ہوش بھلاتی ہی صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین معاشرون سے کہو کہ بادہ مستی چھوڑین پارسا بنین ذوق صوری سرتاسر تنخامی اور کدورت کی نشانی ہی حلاوت رومی شوق معانی ہو جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو چستی ناتوان کو توانائی تاشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہی کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو قبول ہوتی ہی صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دخترز حرام ہی الحمدللہ کہ مین مسلمان ہون مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہی وہان یہ ہو سکتا ہی کہ شراب طہور کا ایک جام اور حوران خلد کا پیام سنون تو اُسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ نہ کہا سنا فرماؤن لاحول ولا قوۃ ای ہرزہ درایہ کیا ہرزہ درائی ہی کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ حضرت یارالسلطان آفتاب الدولہ مہرالملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسدالمتخلص بہ **قلق** کا دیوان چھپا ہی اور اُس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہی تو کیجیے اب تو ہمپے پر اُڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین پہونچکر وہان کی سیر اور شاہدون کا مشاہدہ کرآتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو چپ نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم بتلائین اور کلیہ امید وصال جاوید کی نوید سُنائین سُنو مینو سواد شہر لطافت بہر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج ہی اُسمین ایک مطبع منگمینو نکاغم غلط کرینوالا اور دافع رنج ہی اور اگر وہان جاؤگے ضرور نا مرادپاؤگے یہ سُنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین بہت آگین مسرت قرین پایا دیکھتا کیا ہون

کہ میر پر مجلد دیوان خلق موجود ہو اور برگ ورق مفقود ہو آنبکہ ایک مدت دراز سے ذوق
کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی آرزو کا روزگار کھنتا تھا تمنا کا ہمیشہ
خون ہوتا تھا دیکھتے ہی جان مین جان آئی خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدۂ دل
نے نور و سرور پایا روح پر فتوح نے لطف تازہ اُٹھایا ع اینکہ مے بینم بہ بیداریست
یا رب یا بخواب + اُس وقت حالت وجدانی مین یہ حسب حال مصرع یاد آیا ع یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم + اڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر توصیف
کی اور کلام خلق کی کمال تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہو اور اُسکا ہر شعر کس
رتبہ کا ہو مانا کہ آپ وقایع نگاری مین ہوشیار یا منتخب روزگار ہین مگر یہ کیونکر تسلیم کرین کہ
دہان آوری مین بھی کامل العیار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سُنتے ہین کہ آپ بھی
کبھی اس دریا مین غواصی کر چکے ہین دامن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر تارک لذات ۲۰۰
کے لیے کیا مزا مثل مشہور ہو کہ سادھون کو کیا سواد۔ اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ
دلون کی کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف + ہان صاحب
یہ سب ع ہو ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے اسیواسطے
کچھ بھی اسکی تعریف مین تو عمل نہین ہوا مگر مور خانہ خیالات دراکی مین بلا شک داخل نہین
ہوا گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہو خوبی شعر اور صفات شاعر کا اظہار اسلیے فضول
متصور ہوا کہ اُنکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے پایگاہ عالی ہو منصف مزاج جب
پڑھینگے خود دیکھ لینگے کہ یہ گرامی منش ستودہ روش کیسا کیسا روشن بیان سحر زبان
نازک خیال شیرین مقال اور باکمال ہو اہل لکھنؤ تو اُن کی قابلیت کے پہلے ہی سے
قائل ہین اسمین کیا قیل و قال ہو البتہ اخلاق خاص اور فیض عام جناب منشی نولکشور صاحب

والا مقام نیکنام قابل ستایش ہو کہ اُن کے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور شتاب چھاپی یا آگے جب تک نطق و سخن رہے اور آمیزا لطف نو کہن رہے آمرو سان یمن معنی کا جو بن بصد تمکین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز رہے یہ مطبع دنیا مین نیک نام و سرفراز رہے اور اخبار مضامین عالی سے شاخ سدرہ تک بلند پرواز رہے ۵ یا خدا مقبول این گفتار باد ۵ تا جہان باشد او دہ اخبار باد ۵

قطعۂ خاتمۂ دیوان قلق مطبوعۂ سابق ریختہ قلم جواہر رقم محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

خلق کو لکھنؤ مین خوانے سخن
وہ ہے مہر اوج سپہر کلام
وہ اقلیم معنی کا ہے بادشاہ

زمین سخن استوار رہے بلند
بلاکے ہین مضمون چمکتے ہوے
ہر اک نقطہ ہے غیرت مہر و ماہ

جو مصرع ہے اُڑتا ہوا ایک پری
دوبار یک معنی ہین نام خدا
کہ عاجز ہو دریافت سے انتباہ

ہر ایک صفحہ مسودا غ دماغ
گر غوطے کھائینگا غواص فکر
بحر غزل کی نہ پائیگا تھاہ

کہے کوئی اس سے نہ فرعونیان
عدو گر سُنے شعر ہو دلمین درد
کہے واہ وا کی جگہ آہ آہ

چھپا ہے یہ دیوان ایسا صاف
نہ ہو تا اگر نقطہ اُبھرے ہوے
نہ نہار کاغذ پہ جمتی نگاہ

یہ مطبع کے مضا کا ہے فیض عام
کہ ہو خاص وہ لطف فضل آلہ
وہ ہو شاہ اقلیم تو فقیر وجاہ

وہ ہے موج بحر فیض و کرم
امیر و غنی کے ہین شیدا چاہ
وہ مشہور رہے ہمیشہ سے تا فرد

مرا قول ہے مثل اسکے کبھی
ہو ہو گا نہ ہوگا کوئی خانہ خواہ
جگہ مرثیے مین ہے صاحب کلاہ

ثنا گستری اسکی ہان دو کرے
کہ ہو علم کی جسکو کچھ دستگاہ
حساب عدد سے پسند و سپاہ

ہر اک اہل کا شاعر ہر شہری مکان
ہر اک بات کی اسکی اپنے بیچ ہر طرح
اُسے عہد کا اپنے کرتا نباہ

ہمیشہ تہ دلسے منظور رہو
پڑھون اسکے مطلع دعا مین شتاب
دعا سے مری ہو اجابت کی راہ

خدیو جہانگیر انجم سپاہ
نہ ہے جسلئے چہرہ گاہ زرد
رہے جبتلک سبز برگ گیاہ

۱۲ بقیہ

زمین پر رہے آسمان جبتلک	رہے جبتلک دے معنی کو راہ	سلامت رہے تو قیامت تلک	رہے گردن بخشش تری یارگاہ
رہے روز و شب پہ جرم غفیر	رہے بخشش وجود شام و پگاہ	رہے تیرا دشمن خراب و تباہ	رہے تیرا خوش و شاد و مند
ترے نام عشرت مین ناظر ہوں میں	رہے نہر و محفل مین سرگرم راہ	بڑھین روز افزون ترے عمر کے	گھٹین جتنے حساد کے سال و ماہ
جو بدخواہ ہو تیرا اُسکے کبھی	نہو گفتگو تا مین نہ سر پہ کلاہ	ہوا طبع دیوان مہ جون مین	کہ مضمون فتنہ نشان ہی گواہ
لکھا حالیہ شعر تاریخ مین	جو تسلیم سال عرب کی تھی چاہ	قلق کے سخن کا لکھون وصف وہ	سخن سنج سنکر کہے جسکو واہ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص وفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق	زیب دہد اگر بکنم وصف او	کردہ وفا از پے سالش رقم	شاعر مشہور کلام بکو

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آفتاب اللہ ولد خواجہ رشید علیخا نصاحب بیما متخلص بہ قلق مطبع منشی نولکشور کانپور مین بہ سرپرستی رائے بہادر جناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع ہذا ۲۰۲
دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اہتمیٹ بماہ ستمبر ۱۸۸۱ع چوتھی مرتبہ چھپکر کمال اہتمام طرح نو ہوا

تاریخ طبع از موزع کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اہتمیٹ مطبع

چو دیوان قلق مطبوع گردید	نہ دہ دہ او حسن خوبیش داد	پے تاریخ سال ہجری او	زتنزد کلک عاقل نظم استاد

۱۳۲۹ھ

تاریخ طبع از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عمدہ تصحیح

کلام قلق شد چو مطبوع ایدون	بصد حسن و خوبی بصد تزئین	دم طبع او سال تاریخ جوئی	رقم کرد حامد چنین نظم رنگین

۱۳۲۹ھ

ایضاً

ہر کہ دیوان قلق دید بمعرفت از انصاف	ہست سرتا بقدم نظم قلق دلچسپ
خامۂ حامد وارفتہ بسال ہجری	کردنی الفور رقم نظم قلق دلچسپ

۱۳۲۹ھ

نام کتاب	قیمت
دیوان نصرت سروری۔	۱۴/ ۳ پائی
بہارستان اشعار۔	۱/ ۳
دیوان جرار۔ کلام میرزا حسین جرار۔	۳/ ۹ پائی
بہارستان سخن۔ مجموعۂ کلام استاد ناسخ آتش آباد	۷/ ۳ پائی
ترجمہ قصائد عرفی۔ موسوم بہ عجیب غریب	
از مولانا عبدالمجید خان۔	۱۳/ ۳ پائی
دیوان عاشق۔	۲/
دیوان ضامن۔	۲/ ۳ پائی
دیوان شایستہ پاسنج	۱/ ۸
دیوان چمنستان جوش۔	۱/ ۷
دیوان حمد ایزدی۔	۱/ ۳
دیوان نعتیہ۔ از مولوی احمد علی	۱/ ۳
مجمع الاشعار۔	۴/ ۶ پائی
چمن بے نظیر۔	۱۱/ ۶ پائی
گلدستۂ امانت۔	۱/
دیوان حیرت۔	۱/ ۷
گلدستۂ حفیظ اللہ خان معروف بہ شعار دلپسند	۱/ ۸
شرح ترجمہ قصائد عرفی از مولانا ابوالحسن	۱/ ۶
دیوان مناجات ہندی۔	۱/ ۷
نوشتۂ آخرت منتخب قصائد غزلیات و نعت	۱/ ۸

مثنویات اُردو

نام کتاب	قیمت
مثنوی طلسم جہان۔	۱/ ۴
مثنوی بہارستان نادان۔ ترجمہ مثنوی غنیمت	۱/ ۶ پائی
مثنوی موجۂ غم۔ مع مثنوی مالۂ خزین۔	۹ پائی
مثنوی سعدین۔	۱/
مثنوی خورشید روشن۔	۹ پائی
مثنوی حیرات افزا۔ مع غزلیات پنجسن	۱/
مثنوی در صفت کشمیر	۱/
مسدس کریما۔	۲ پائی
مثنوی یوسف زلیخا منظوم۔ از استاد نگار	۱/ ۶ پائی
ترجمہ اُردو شرح یوسف زلیخائے جامی	۱/ ۶
مثنوی گلزار نسیم۔	۱/
مثنوی میر حسن دہلوی با تصویر۔	۱/ ۹ پائی
مثنوی دلاویز۔	۱/
مثنوی روضۃ العاشقین۔	۱/
مثنوی حور جنان۔	۱/ ۲
مثنوی گلشن عشق۔	۷ پائی
مثنوی دریائے تعشق۔	۱/ ۲
مثنوی بلبل چرتر۔	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
بارہ ماسہ برہ بارلیس	۲ پائی
بارہ ماسہ سندر کلی۔	۲ پائی
مجموعہ بارہ ماسہ رہاب بینی مادھو خیر اشاہ و مقصود بارہ ماسنگھ جدید۔	۱ر ۲ پائی
اندر سبھا امانت۔ مدی لال یکجائی۔	۱ر
قصہ جات نثر اُردو	
الف لیلے باتصویر مترجمہ مولوی حامد علیخان تقطیع کلان۔	۸ر
فسانہ عجائب۔ جلی قلم باتصویر۔	۹ر ۲ پ
سروش سخن۔ بجواب فسانہ عجائب۔	۲ر ۵ پائی
طلسم حیرت۔	۵ر
طلسم فصاحت قصہ عجیب و غریب فسانہ عجیب	۱۲ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر۔	۵ر ۲ پائی
ریاض تحقیق نادر شرح جدید سکندر نامہ بری۔	۴ر
داستان امیر حمزہ۔ باتصویر مسلسل ہر چہار دفتر۔	
قصہ جات نظم اُردو	
قصہ شاہ روم	۲ پائی
قصہ شیخ منصور۔	۲ پائی

نام کتاب	قیمت
سنگاسن بتیسی منظوم۔	۴ر
گلزار ابراہیم قصہ ابراہیم ادہم۔	۳ر ۲ پائی
پنچھنہ شیرین قصہ شیرین و فرہاد۔	۱ر ۳ پائی
جوگن نامہ	۲ پائی
ایجاد رنگین۔ حکایات لطائف	۱ر
مجموعہ چوہی نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ از منشی بینی رام۔	۱ر
پدماوت بھاکھا اُردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع۔	۱ر ۱۲ر
پدماوت اُردو ترجمہ از فارسی شعر بشعر ملک محمد جائسی۔	۱ر ۸ر
پدماوت اُردو۔ از جبرت و عشرت	۱ر ۳ر
فسانہ عجائب منظوم۔	۱ر
تلدمن اُردو۔	۱ر ۳ پائی
ہدیۃ الناظر۔	۲ پائی
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۸ر
قصہ عابد و شیطان۔	۳ پائی
شیرین خسرو باتصویر	۲ر ۹ پائی
پنجارہ نامہ۔	۳ پائی
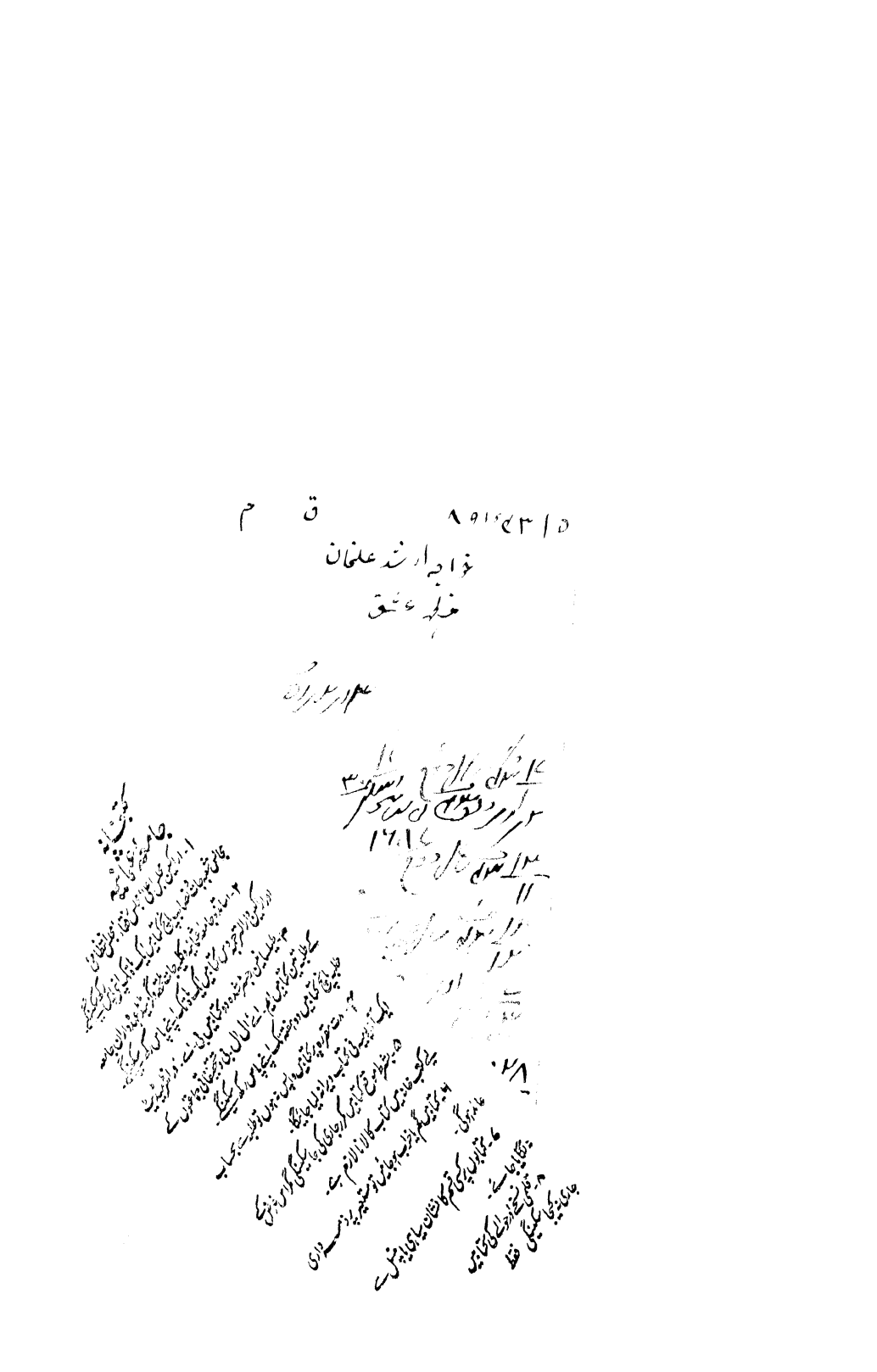
۸۹۱۶ ۱۳۱۵ ۵
سنسال اول عمر
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
۱۳۱۴